فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اہلِ علم سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔ (القرآن)

مجالسِ حبیب الاُمّت حفظہ اللہ

جلد دوم

یعنی

شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

کے اصلاحی بیانات درمجالسِ رحیمی احاطہ خانقاہِ رحیمی بنگلور

مرتب

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	: مجالس حبیب الامت حفظہ اللہ (جلد دوم)
بیانات	: شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	: مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی
صفحات	: 216
کتابت وتزئین	: مولانا فہیم احمد قاسمی سرسی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
قیمت	: ....روپے
تعداد	: تین ہزار (۳۰۰۰)
ناشر	:

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

شمار	عنوانات	صفحہ
1	انتساب	11
2	عرضِ دلدار	12
3	بارہ ربیع الاول اور ہمارے رسوم مروجہ	15
	اصل محبت حکم کی بجاآوری ہے	17
	رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے	18
	کوئی لمحہ ذکر نبوی ﷺ سے خالی نہیں	20
	ہمارے طور وطریق سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے	20
	پچیس جنوری	21
	اس سے اسلام کی شبیہ خراب ہوتی ہے	22
	یہ بھی ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ	24
	عمل کام دے گا نہ کہ حسب ونسب	25
4	آنے والی نسلوں کی فکر کریں	26
	فکر یعقوب علیہ السلام	27

شمار	عنوانات	صفحہ
	امیر المومنین کا خدا تو دیکھ رہا ہے	28
	اولاد کا بھی والد پر حق ہے	30
	اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنائیں	31
	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	33
	کھانے کا اثر اعمال پر پڑتا ہے	34
	بانی دارالعلوم دیوبند	35
5	اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کے مستحق لوگ	36
	آپ ﷺ کی نبوت کا فیض ہی قیامت تک چلتا رہے گا	37
	صدیقین، شہدا اور صالحین	39
	تشہد	40
	مسجد تو بنادی............	41
	باطل کی ترقی بھی حق کی ممنونیت	43
	سلام کی فضیلت	44
6	معجزات	47
	ولایت وکرامت کے لئے نبوت شرط ہے	48
	نبی کو معجزے کس طرح دیئے جاتے ہیں	49
	آپ ﷺ کا عمل قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے	51
	امید کے ساتھ محنت وکوشش بھی درکار ہے	52
	دعا کے ساتھ دوا بھی ضروری ہے	53
	اسپین	54
	ان ساحلوں پہ آج............	55

	بزدلی کی اہم وجہ	56
7	**جان اور مال سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے**	58
	ثعلبہ کا واقعہ	60
	ہماری جان ہمارا مال سب اللہ کی امانت	61
	زکوٰۃ بھی نماز کی طرح فرض ہے	63
	زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا انجام	64
	روپیہ اور پیسہ انسان کی اہم ضرورت	65
	زکوٰۃ کے فضائل	66
	زکوٰۃ کے چند مسائل	67
	زکوٰۃ مستحق کو دینے سے ہی ادا ہوتی ہے	68
	چپٹی بھی سود ہی ہے	69
	زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے بہترین سیزن	71
8	**اتحاد واتفاق**	73
	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	74
	نفاق کی سب سے بڑی وجہ	76
	تبلیغ دعوت کے لئے عمدہ اصول	78
	ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہوگا	79
	مذہب اسلام اللہ کا پسندیدہ مذہب	80
	ہمارے لئے قرآن وحدیث کافی ہے	81
9	**علم کی اہمیت وفضیلت**	83
	علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے	84

	علم وقلم کی طاقت بہت بڑی ہوتی ہے	86
	سب کچھ ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے دست نگر	87
	علم ترقی کا ضامن	88
	دنیوی علوم کے ساتھ دینی علوم بھی ضروری	89
	اسلام کی فطرت میں..........	90
10	**آپ ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو یہ بھی**	92
	ہم نے آپ کے ذکر خیر کو بلند کیا	93
	ہماری بدنصیبی	95
	اسلام نے ماں کا مقام بہت بلند کیا ہے	96
	ایک واقعہ	97
	ماں کی محبت	97
	آپ ﷺ کا اپنی والدہ کی قبر پر جانا	99
	ماں اولاد کو کبھی نہیں بھولتی	100
	قرآن میں والدین کے ساتھ جگہ جگہ حسن سلوک کی تاکید	100
	مغربی ممالک میں والدین کے ساتھ اولاد کا رویہ	101
	اولاد پر والدین کے حقوق	102
11	**وہی عمل مقبول ہے جو سنت کے مطابق ہے**	104
	اپنے نفس کا محاسبہ کریں	106
	گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟!	107
	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تقلید	109
	تم سب کو کس کے سہارے پر چھوڑ کر گیا	109

12 اسلام میں نماز کی اہمیت 113
نماز برائیوں سے روکتی ہے اور مزید نیکیوں پر آمادہ کرتی ہے 115
چھینک پر ایک صحابی کے بچہ کا واقعہ 116
چھینک کا جواب دینے پر بخشش 117
ایک پنڈت سے ملاقات 117
کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ 118
اللہ والوں کے نزدیک نماز کی اہمیت 120
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس سے مکالمہ 121
13 کسی کو حقیر نہ جانو 124
برے کو بھی برا مت کہو 126
عبرت آمیز واقعہ 126
کسی کافر کو بھی حقیر مت جانو 128
قربانی خوش دلی سے کریں 129
ایک بڑے محدث کا واقعہ 130
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ 130
حاجیوں کے متعلق ایک سبق آموز واقعہ 131
تقویٰ اور پرہیز گاری اصل ہے 132
14 حضور رسول ﷺ کی اطاعت ایما کی اساس ہے 134
یاجوج ماجوج کی تعداد تمام انسانوں سے زیادہ 135
سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ سے 136
اتباع رسول دخول جنت کے لئے لازم 137

آپ ﷺ کی شفاعت 138
حب صحابہ 139
سلام کبر کو دور کرتا ہے 141
کھانے کے لئے دونوں ہاتھوں کا دھونا 142
15 کائنات کی تخلیق حضور ﷺ کے صدقہ میں 143
معجزۂ شق القمر 144
معجزۂ شق القمر کے اثرات آج بھی 146
ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر 147
عمر میں برکت 147
ساری دنیا کی تخلیق آپ ﷺ کی مرہون منت 148
16 علماء کی صحبت اختیار کریں 151
علماء کرام اللہ سے ڈرتے ہیں 153
نقش قدم کی پیروی کا ایک واقعہ 154
جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی 155
سونا گر پتھر 156
علماء طلباء سے بغض کا انجام 157
حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک یادگار ملاقات 158
علم آئے گا تو دینداری بھی آئے گی خواہ کسی شعبہ میں رہیں 159
کرکٹ بھی ایک لعنت ہے 160
یہ دین سے بیزاری نہیں تو اور کیا ہے؟ 161
17 اہل عرب کی مہمان نوازی 163

	مکھی کے ساتھ مہمان بھی تو آئے گا	164
	مہمان کی خاطر تواضع کرو اگرچہ کافر ہو	165
	عربوں کی مہمان نوازی	166
	ایثار وقربانی	168
	امام حسن رضی اللہ عنہ کی تواضع	169
	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت	170
	لطیفہ	171
	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق	172
18	ترقی اسلامی تہذیب وتمدن کے بغیر ممکن نہیں	174
	فیشن کے نام ایک ایک سنت کو ختم کرنے کی سازش	176
	یہ کتنا بڑا المیہ ہے	177
	نورانیت نبی ہی کی سیرت میں ہے	178
	غیروں کی تقلید میں ہم انتہا کو پہنچ گئے	178
	حمیت وغیرت مر چکی ہے	180
	ڈاڑھی رکھنے کی اہمیت اور نہ رکھنے پر وعید	181
	بچوں کو اسلامی طور وطریق سکھلائیں	182
19	دنیوی واخروی ترقی اسلامی تہذیب وتمدن کے بغیر ممکن نہیں	183
	وہی عمل مقبول ہوگا جو سنت کے مطابق ہوگا	185
	کامیابی اتباع سنت میں ہے	186
	دینداری کو شادی کا معیار بنائیں	187
	دینداری کی برکت	188

	تاخیر سے سونے کی نحوست	189
	انسان سے زیادہ کتے کی عزت	189
	کسی غریب کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے	190
	خلاف سنت کام کرنے میں برکت کہاں سے آئے؟	191
20	قیامت صغریٰ کا منظر جاپان کی تباہی کی شکل میں	193
	انسان کو بہت کم علم دیا گیا	194
	بعض دفعہ جانوروں کو عذاب کا علم ہوجاتا ہے	195
	سب کچھ اللہ سے مانگو	196
	اللہ کی شایان شان کون حمد وثنا کرسکتا ہے	197
	یہ سب حوادثات ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں	198
	اللہ کے قانون سے بغاوت کا انجام	200
	ان واقعات سے عبرت حاصل کرو	200
21	قیامت صغریٰ کا منظر جاپان کی تباہی کی شکل میں	202
	قدرت کی نشانی	204
	دریائے نیل	205
	جاپان کی تباہی	205
	قرآن قیامت تک کے انسانوں کے لئے چیلنج	207
	قیامت کی بھونچال	208
	اللہ کی نعمتوں کو کون شمار کرسکتا ہے؟	209
	گذری ہوئی نافرمان قوموں سے عبرت ونصیحت کرو	210

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ ''مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ'' جلد دوم کا

ثواب اور انتساب

میں اپنے مربی و مشفق پیکرِ علم و عرفان نمونۂ سلف و صالحین حضرت العلامہ شیخ وسیم احمد صاحب حفظہٗ اللہ، شیخ الحدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ شریف کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ جن کی ذاتِ بابرکات سے ہزاروں تشنگانِ علوم نے اپنی علمی پیاس بجھائی اور آج دنیا کے چپّے چپّے اور کونے کونے میں قرآن و حدیث کی ترویج و اشاعت کا مبارک فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا عمت فیوضہم کا سایہ مجھ جیسے ہزاروں طالبانِ علوم نبوت پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین! اور خوب خوب صحت و تندرستی عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین!

خادم

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مؤرخہ ۱۲ر فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل بعد نماز عشاء

عرضِ دلدار

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعدہ

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے انسانوں کے لئے اپنے نبی اور رسول بھیجے اور پھر قیامت تک کے لئے نبی آخرالزماں حضرت رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور امت کی ہدایت کے لئے ایسی مجرب اور مجرد تعلیم ارشاد فرمائی کہ جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوگا ہرگز گمراہ نہ ہوگا۔

آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد زمانہ کے علماء اور مشائخ پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ اپنی بات کو دیگر مسلمانوں کیلئے نمونۂ سیرت و کردار بنائیں اور راہِ مستقیم سے سرِ مُو انحراف نہ کریں یعنی خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی اعمالِ صالحات کی تلقین کرتے رہیں۔ قرآن کریم نے اس کو صاف طور پر بیان کیا ہے کہ تم سے اک جماعت ایسی (ہمہ وقت) ہونی چاہئے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں لگی رہے۔ اس جماعت سے مراد علمائے کرام اور مشائخ عظام کی جماعت مراد ہے۔

انبیاء علیہم السلام تو امام الہدیٰ ہیں ان کی اصلاح اللہ رب العزت اس طرح فرمادیتے ہیں کہ انسان ہوتے ہوئے بھی ان سے خطا و نسیان کا احتمال نہیں رہتا۔

باقی قطب عالم ہوں، قطبِ مدار ہوں، ابدال ہوں، علمائے کرام اور مشائخ ہوں اور کتنا ہی بڑا داعیٔ اسلام ہو سب کو مرتے دم تک اپنی اصلاح اور اصلاحِ حال و اصلاحِ قلب کی فکر رہتی ہے۔ اسی کیلئے علمائے کرام مسندِ درس قرآن وحدیث پر جلوہ افروز رہتے ہیں اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو راہِ خدا کی طرف بلاتے ہیں۔

نیز مشائخ عظام خانقاہی ماحول میں رہ کر خود بھی مجاہدات کرتے ہیں اور طالبین کو بھی تزکیۂ نفس کراتے ہیں اور نفسِ امارہ کی کثافت کو لطافت میں بدل دیتے ہیں اور خداوند قدوس کا قرب طالبین کو حاصل ہو جاتا ہے وہ من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ کے مقام سے گذر کر اپنے کو فنائیت کے مقام پر پہونچادیتے ہیں پھر وہ امت کی فکر اس طرح کرتے ہیں کہ جس طرح اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ داعی کے اندر جب تک ہمدردی کا جذبہ پیدا نہ ہو داعی نہیں کہلا سکتا۔

غرض مدارسِ اسلامیہ اور خانقاہوں میں مستقل ایسی جماعت تیار کی جاتی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نیابت کا فریضہ انجام دے سکے۔ اسی مبارک سلسلہ کی کڑی خانقاہِ رحیمی بھی ہے جو کئی خانقاہوں کا حسین سنگم ہے۔ شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کو رائے پوری خانقاہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے سلسلۂ مبارک اور خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون سے بھی نسبت حاصل ہے۔ آپ نمونۂ سلف وصالحین ہیں۔ آپ کی مجالس علم وعمل کا حسین نمونہ ہوتی ہیں۔ آپ کو دیکھ کر علمائے کرام اور مشائخ عظام سے بہت زیادہ انسیت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے آپ طالبین اور سالکین کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہیں، آپ ایک طرف دارالعلوم محمدیہ عربک کالج بنگلور کے بانی تو دوسری طرف صحافتی میدان میں بھی دینی واصلاحی اسلوب کو مدنظر رکھتے ہوئے اٹھارہ سال سے ماہنامہ ''نقوش عالم'' بنگلور سے پابندی کے ساتھ شائع فرمارہے ہیں۔ اسی طرح خلقِ خدا کی خدمت کے لئے رحیمی شفاخانہ 33

سال سے مایوس مریضوں کی خدمت کا فریضہ آپ کی سیادت میں انجام دیتا آرہا ہے۔ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کو بنگلور میں قیام کئے 36 سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے آپ نے اسلام پور کی جامع مسجد، مکہ مسجد گنگا نگر، مسجد سلطان شاہ اولیاء مرکز تبلیغی جماعت اور مسجد یقین شاہ ولی عقب ودھان سودھا بنگلور اور جامع مسجد کاشف العلوم ہوسہلی اور تقریباً 24 سال سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے محراب ومنبر سے وعظ ونصیحت وخطابت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

نمازِ جمعہ کے بعد مرکزی جامع مسجد کے نیچے والے ہال میں پابندی کے ساتھ مجالسِ رحیمی کا انعقاد ہوتا ہے۔ ناچیز نے آپ حفظہ اللہ کی مجالس میں شریک ہو کر حضرت والا کے ارشادات کو قلمبند کرنے کی سعی کی، بالآخر میرے پاس مجالس کے مسودات ضخیم مقدار میں جمع ہوگئے۔ جنہیں ''مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ'' کے نام سے موسوم کر کے حضرتِ والا حفظہ اللہ کے سامنے پیش کئے اور اجازت چاہی کہ ان کو شائع کر کے طالبین تک پہونچائیں۔ حضرتِ والا نے مسودہ کو خود ملاحظہ فرمایا، اور اشاعت کی اجازت مرحمت فرمادی۔ یہ ناچیز کی ایک حقیر کوشش ہے جو جلد اول اور جلد دوم پر مشتمل ہے۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایۂ عاطفت تادیر قائم ودائم رکھے اور آپ کے فیوض وبرکات سے خواص وعوام مستفیض ہوتے رہیں، دعا ہے کہ اللہ رب العزت مجالس کے ان دونوں مجموعوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر آخرت کا ذریعہ بنائے، مجالس کی اشاعت کا یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے، آمین ثم آمین یارب العالمین!

خادم آستانہ حبیب الامت حفظہ اللہ

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ ۱۲ر فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل

بارہ ربیع الاوّل اور ہمارے رسوم مروجہ

مجلس نمبر(۲۰)

مجلس مبارک ۱۸؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۰؍مارچ ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! بنگلور اور اطراف بنگلور جشن میلاد النبی ﷺ، جشن سیرت النبی ﷺ جیسے اجلاس عام منعقد ہو رہے ہیں۔ ہندوستان بھر سے علمائے کرام کی بنگلور آمد ہو رہی ہے ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کے لوگ اجلاس عام کا اہتمام کر رہے ہیں۔

آج کی مجلس مبارک میں جشن رسول عربی ﷺ سے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت حبیب الامت مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ. وَقَالَ تَعَالٰی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء!

یہ مبارک مہینہ ہے جس میں پوری کائنات کے محسن اعظم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، اس کو ربیع الاول کا مہینہ کہا جاتا ہے، اسلام نے رسوم ورواج جو دیگر مذاہب میں ہیں خواہ کسی تہوار کے موقع پر ہوں یا کسی بڑے قائد وہیرو کی ولادت یا وفات پر ہوں پسند نہیں کیا، ہاں محدود دائرے میں جس کی تائید قرآن وحدیث اور صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال سے ثابت ہے اس کی اجازت دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے پھر جب تک اللہ کو منظور رہا دنیا میں رہے پھر آسمان پر اٹھالئے گئے، پھر صدیوں بعد ان کے نام نہاد پیروکاروں نے ان کا جنم منایا اور اس کو کرسمس کا نام دیا اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ عیسائی علماء اور پادریوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن کو یاد رکھیں اس لئے چرچ میں انجیل پڑھ کر سنائی جاتی اور لوگ آکر انجیل سنتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے واقعات بیان کئے جاتے، پھر لوگ واپس گھروں کو چلے جاتے، کچھ زمانے تک ایسے ہی چلتا رہا پھر کچھ لوگوں نے سوچا کہ اس میں کچھ کھانے پینے کی چیزیں ہونی چاہئیں بالکل سادہ ہی ٹھیک نہیں لگتا اس لئے کھانے پینے کا بھی کچھ نظم کیا گیا پھر کچھ گانے بجانے کا کام بھی شروع کیا گیا پھر زمانہ اور آگے بڑھا تو ولادت مسیح کے دن عیاشی وفحاشی اور بدکاری کے جتنے بھی کام ہوسکتے ہیں وہ سب اسی دن وجود میں آنے لگے۔ اسی طرح بودھ کی پیدائش کا دن بھی ان کے پیروکار اور متبعین مناتے ہیں، ہمارے اس ملک میں ہنود زیادہ ہیں اس لئے ان کی تہذیب کا اثر تقریباً سارے ہی مذاہب پر پڑتا ہے اور ہر ایک نے کسی نہ کسی شکل میں ان کو قبول کیا، ان کے یہاں بھی کتابوں میں آتا ہے کہ جب رام بن باس سے فارغ ہوکر چودہ سال کے بعد بھرت پہنچے تو اس دن ان کے لئے پورے شہر کو چراغاں کیا گیا اسی لئے اہل ہنود دیپاوَلی مناتے ہیں، یہ یادگار کے طور پر یا کہہ لیجئے رسم کے طور پر

لوگ اظہار محبت کے لئے کرتے ہیں پھر بدعات وخرافات کا بازار گرم ہوتا ہے اور نہ صرف غیر بلکہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اپنے نبی علیہ السلام کی ولادت پر یہ سب کچھ کرتے ہیں لیکن اسلام قطعاً ان سب چیزوں کی اجازت نہیں دیتا۔

اصل محبت حکم کی بجا آوری ہے

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود ہے۔ایک شخص کہتا ہے کہ میں اپنے والد صاحب سے محبت کرتا ہوں لیکن والدین جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ مانتا نہیں بلکہ اس کے خلاف ہی کرتا ہے، لوگ یہی کہیں گے کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اگر اس کو اپنے والدین سے محبت ہوتی تو ان کی باتوں کو مانتا، یہ شخص اپنے اس دعوے میں مخلص نہیں ہے اگر یہ مخلص ہوتا تو اپنے والد کا کہنا مانتا، ان کی تابعداری کرتا، ان کے سامنے سرنگوں ہوتا، ان اعمال کا خلاصہ ہے جو آج ہمارے سامنے ہیں، صرف دعویٰ محبت سے کام نہیں چلتا بلکہ عمل اصل ہے، رسول اکرم ﷺ نے صاف فرمادیا:

"كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ". "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔

آج ہم جو جلسے جلوس نکال رہے ہیں اور ولادت رسول ﷺ کے نام پر نہ معلوم کیا کیا خرافات کرتے ہیں اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ سب ہماری اپنی گھڑی ہوئی چیزیں ہیں، ہمارے اس طرز عمل سے غیروں پر منفی اثرات پڑتے ہیں اور یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے تہواروں میں طرح طرح کے خرافات ہوتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی کرتے ہیں تو دونوں میں کیا فرق رہ گیا

ہے؟ ایسے وقت میں ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہوجاتی ہے کہ خود بھی ان خرافات سے بچیں اور اپنے بچوں کو بھی اس سے بچائیں تاکہ ہماری وجہ سے اسلام کی شبیہ خراب نہ ہو۔

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

جہاں تک حضور پرنور ﷺ کی محبت کا سوال ہے تو قرآن مجید میں صاف طور پر فرمادیا کہ اے نبی! آپ لوگوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم خدائی محبت کے دعویدار ہو تو مجھ سے محبت کرو، اللہ تم کو پیار کرے گا اور پھر فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔تو معلوم ہوا کہ دین نام ہے اللہ کو ایک ماننے اور رسول کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے اور اللہ کا برگزیدہ اور محبوب بندہ تصور کرنے کا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر کوئی صرف لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے اور حضور ﷺ کی رسالت کا عقیدہ نہ رکھے تو مسلمان نہیں ہوسکتا ہے، موحد تو ہوسکتا ہے لیکن اسے اخروی کامیابی نہیں مل سکتی ہے۔

اللہ اور بندوں کے درمیان رشتہ قائم کرنے والی ذات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے آج ہم پر جو رحمتیں برکتیں اور نعمتیں ہورہی ہیں وہ سب آپ علیہ السلام کے صدقہ طفیل میں ہورہی ہیں اور قیامت تک آپ ﷺ کے طفیل ہی لوگوں کو اللہ کی نعمتیں ملتی رہیں گی اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ بھی حکم دے رہے ہیں کہ اے مسلمانو! تم رسول اکرم ﷺ پر رحمت کے نزول کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیا کرو، ہم نمازوں میں درود پڑھتے ہیں اس میں بھی آپ ﷺ کے لئے دعا ہی تو کی جاتی ہے اس لئے ہم کثرت سے آپ علیہ السلام پر درود پڑھیں، حدیث شریف میں آتا ہے: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشَرَ صَلَوٰتٍ آپ ﷺ فرماتے ہیں جو میرے لئے اللہ تعالیٰ

سے ایک رحمت کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔آپ ﷺ کا احسان پوری انسانیت بلکہ کائنات کی ہر چیز پر ہے ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب! اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو ہی میں پیدا نہ کرتا۔

کوئی لمحہ ذکر نبوی سے خالی نہیں

اس روئے زمین پر سب سے زیادہ ذکر آپ ﷺ کا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر خیر بلند کردیا۔ چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ اذانیں ہوتی ہیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا جس میں کہیں نہ کہیں اذان نہ ہورہی ہو اور ہر اذان میں جہاں اللہ کی وحدانیت کی گواہی دی جاتی ہے وہیں آپ ﷺ کی رسالت کی بھی گواہی دی جاتی ہے مؤذن کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔تو ساتھ میں یہ بھی کہتا ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جب تک آپ علیہ السلام کی رسالت کی گواہی نہیں دے گا اس وقت تک اذان مکمل نہیں ہوسکتی ہے الحمدللہ آپ علیہ السلام کی تعریف وثنا تو بہت ہورہی ہے قرآن پورا بھرا پڑا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بعض صحابہ نے آکر پوچھا کہ آپ ﷺ کے اخلاق بیان فرمائیں تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ کَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ رسول اکرم ﷺ کا اخلاق تو پورا قرآن ہے۔اصل خیر آپ ﷺ کی سیرت کو اپنانا ہے محبت یہ نہیں ہے کہ زبان سے کہہ دیا جائے مجھے آپ ﷺ سے بے پناہ محبت ہے بلکہ آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا جائے، آپ علیہ السلام کا اتباع وپیروی کی جائے۔ قاضی بیضاوی نے لکھا

ہے کہ یہودیوں نے کہا تھا ہم اللہ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے نبی! اگر تم کو خدائی محبت کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو پیار کرے گا۔یعنی رسول اکرم ﷺ کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی اتباع وپیروی کی جائے۔

ہمارے طور وطریق سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے

آج کل جو گلیوں میں چراغاں ہورہے ہیں، قمقمے لگے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کی شبیہ بنی ہوئی ہے مجھے کوئی خوف نہیں میں صاف کہہ رہا ہوں کہ یہ ساری کی ساری چیزیں خرافات میں شامل ہیں اس لئے کہ اتنا پیسہ خرچ ہورہا ہے کہ اگر یہ امت کی بیٹیوں پر خرچ ہو جو بن بیاہی بیٹھی ہوئی ہیں جن کے پاس شادی کرنے کی وسعت نہیں ہے تو معاشرہ بہت سی خوبیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اگر یہی پیسہ ان نوجوانوں پر خرچ ہو جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کی کوشش کررہے ہیں اور وہ بے قرار ہیں ان کے پاس ڈونیشن دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں، اگر یہی پیسہ ان بیماروں پر خرچ ہوجائے جو خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں اور خرچ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کسی کو صحت مل سکتی ہے، کسی کو زندگی مل سکتی ہے، کسی کو ترقی مل سکتی ہے مگر جلسے جلوس کے نام پر اتنا پیسہ فضول خرچ کیا جاتا ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے پچھلی دفعہ دیکھا ہے میں بھی یہاں سے مارکیٹ جارہا تھا کہ ہمارے نوجوان اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں پر رحم فرمائے یہ بے چارے بہت بھولے ہیں ان کی غلطی نہیں ہے بلکہ ان کو سکھایا جاتا ہے، بتایا جاتا ہے، شراب پی رکھی ہے منہ سے بدبو آرہی ہے اور جلوس محمدی میں شامل ہیں استغفراللہ۔اڈوں پر آنے جانے والوں میں ہر مذہب کا آدمی ہوتا ہے آج ٹریفک کا مسئلہ سنگین ہوگیا، دس منٹ کا کام ایک گھنٹے میں ہوتا ہے ایسی حالت میں جب جلوس

نکلتا ہے تو مزید ٹریفک بڑھ جاتی ہے، ہمارے نوجوان بڑی مستعدی کے ساتھ ڈنڈے اور جھنڈیاں لے کر راستہ روکتے ہیں ناچتے ہیں، ڈانس کرتے ہیں، ٹیپ بجتا ہے، قوالیاں ہوتی ہیں اور اسی میں نعت بھی چل رہی ہے اللہ حفاظت فرمائے۔ اسلام سے ان سب چیزوں کا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں، میں گاؤں میں تھا برابر میں ایک ہندو تھا اس نے کہا کہ یہ کیا جلوس ہے؟ میں نے کہا کچھ لوگ جلوس نکال رہے ہیں، اس نے کہا سنا ہے کہ محمد صاحب کا جلوس ہے؟ میں تو زمین میں گڑ گیا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ تو ساری دنیا کے لئے باعث رحمت ہے، آپ علیہ السلام رحمۃ للعالمین بن کر آئے اور ٹریفک کی وجہ سے لوگوں کو ستایا جا رہا ہے، ان کا وقت برباد کیا جا رہا ہے اور یہ تصور دیا جا رہا ہے کہ یہی اسلام ہے، دیپاؤلی میں غیر مسلم لوگ بھی جب اپنا جلوس نکالتے ہیں تو اپنے گھروں کو خوب چراغاں کرتے ہیں اور خوب قمقمے لگاتے ہیں اور ہم بھی یہی کرتے ہیں تو ہم میں اور ان میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ جو وہ کرتے ہیں وہی ہم لوگ کر رہے ہیں۔

پچیس جنوری

جنوری کی پچیسویں رات کو جب بارہ بجتے ہیں تو کیا خرافات ہوتی ہیں، شہروں کے ان مقامات پر خاص طور پر جہاں زیادہ تعلیم یافتہ طبقہ ہے گذشتہ سال ایک صاحب سے ملنے کے لئے میں ایم جی روڈ گیا، تو انھوں نے ملاقات اور بات چیت کے بعد کہا مولانا آپ کو فوراً نکل جانا چاہئے اب سات بج گئے ہیں، میں نے مغرب کی نماز ان کے گھر پر پڑھی انہوں نے کہا کہ آٹھ بجے راستے بند ہو جائیں گے، کوئی ٹریفک نہ ادھر سے آسکتا ہے نہ جا سکتا ہے، میں نے کہا کیوں؟ تو اس نے کہا کہ اب جشن منانے والے آنے والے ہیں، جتنے ہوٹل ہیں سب بک ہیں، سب لوگ

شراب، کباب اور جتنی بھی خرافات ہو سکتی ہیں وہ سب اس رات میں انجام دیں گے۔ یہ سب کچھ اس ہستی کی ولادت پر ہو رہا ہے جس کو ہم عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہم کو بھی محبت ہے، ہمارے یہاں تو جب تک سارے نبیوں اور رسولوں پر ایمان نہیں لائیں گے اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے ہیں، ایمان مفصل میں یہی سب چیزیں بیان کی گئی ہیں، ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول اور نبی مانتے ہیں، البتہ اب ان کا لایا ہوا قانون اور ان کی لائی ہوئی شریعت منسوخ ہو گئی اب رہتی دنیا تک صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا دین و شریعت ہی رہے گا مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہم اپنے نبی کی شریعت پر اس طرح عمل نہیں کر رہے ہیں جس طرح عمل کرنا چاہئے اور ہم بھی غیروں کی شباہت اختیار کرتے ہوئے انھیں خرافات میں لگ گئے جن سے اسلام نے منع کیا تھا۔

اس سے اسلام کی شبیہ خراب ہوتی ہے

اسلام ان سب خرافات سے پاک وصاف ہے جو آج لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ لوگ ایک درخت کی تعظیم کرتے ہیں اس کو چومتے اور چاٹتے ہیں جس کے نیچے آپ علیہ السلام اور صحابہ کرام نے بیعت رضوان کی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا کہ اسلام میں صرف ایک اللہ کی تعظیم کی جائے، کسی درخت اور پتھر کنکر و شنکر کی پوجا نہیں کی جائے گی، علمائے کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ نماز میں درود شریف پڑھتے ہوئے بالقصد و بالارادہ آپ علیہ السلام کا دھیان نہ لائیں بلکہ صرف اور صرف اللہ ہی کی ذات کا تصور ہو، اور یہاں تو عجیب صورت حال ہوتی ہے کعبۃ اللہ کی تصویر بنی ہوئی ہے اور روضہ اقدس کی تصویر بنی ہوئی ہے اور جس طرح غیر مسلم بتوں کو لے کر جاتے ہیں اسی طرح کعبۃ اللہ اور

روضہ اقدس کی شبیہ کو لے کر جاتے ہیں پھر ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے اور بس۔ نہ تو صحابہ کرام کے زمانہ میں ایسا تھا اور نہ چاروں اماموں میں سے کسی نے ایسا کیا، علمائے اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ چاروں امام برحق ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ان چاروں اماموں میں سے یہ کام کسی نے نہیں کیا، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بارہ ربیع الاول آتا ہے تو قرآن خوانی کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے لئے ایصال ثواب کیا جاتا ہے وہاں تک تو درست ہے اور اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو آپ علیہ السلام کی سنتوں کو اپنی زندگیوں میں لائیں یہی اصل ہے۔ میرے پاس رات میں ایک ڈاکٹر آئے جو پڑھے لکھے اور باشرع تھے سیرت پر اچھا مطالعہ تھا انھوں نے کہا کہ سیرت ابن ہشام اور سیرت کی دیگر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام نو ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور بارہ ربیع الاول کو آپ علیہ السلام کی وفات ہوئی تو نعوذ باللہ یہ لوگ آپ علیہ السلام کی وفات پر جشن منا رہے ہیں تو میں نے کہا انھیں لوگوں سے پوچھیں جو ایسا کر رہے ہیں میں اسکا جواب نہیں دوں گا۔

آپ علیہ السلام کی ولادت بھی ربیع الاول میں ہوئی اور آپ ﷺ کی وفات بھی ربیع الاول میں ہوئی اسلئے جہاں ایک طرف آپ علیہ السلام کے آنے کا جشن ہے اسی طرح جانے کا غم بھی ہونا چاہئے، آنے کا جشن تو اسلئے کہ آپ علیہ السلام نے دنیائے انسانیت کو سدھارا یا جو ظلمات کے بادل چھائے ہوئے تھے ان کو صاف کیا اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو اللہ تعالیٰ سے ملوادیا اور تم نے آپ کے پیغام اور جو تعلیم دے کر گئے تھے اس کو بالائے طاق رکھ دیا، آج کتنے لوگ ہیں جو سو فیصد مسلمان بن کر زندگی گذار رہے ہیں اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل کرتے ہیں۔

یہ بھی ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ

سچ تو یہ ہے کہ ہماری کوتاہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے الیکشن کمیشن نے دلی میں یہ ہدایت جاری کی ہے کہ برقع کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اب ووٹر لسٹ جو بنائی جائے گی اس میں نام کے ساتھ ہر ایک کی تصویر بھی ہوگی، ابھی تک تو یہ تھا کہ کارڈ پر صرف تصویر تھی اس طرح ہر مسلم عورت کی تصویر بھی ووٹر لسٹ میں اس کے ساتھ ساتھ رہے گی، یونس نامی ایک مسلمان نے اس کی مخالفت کی تو اس کی عرضی خارج کردی گئی اور کہا گیا کہ اسلام میں برقع اور پردے کا کوئی تصور نہیں اس میں ساری کوتاہی ہماری ہے، ہماری مائیں بہنیں، بہو اور بیٹیاں بے پردہ پھر رہی ہیں تو اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا اچھا موقع ملے گا ہی تو یہ عملی زندگی سے ہم اور آپ سب خالی ہیں، آج ساری خرابی ہمارے اندر موجود ہے ہم کونسا عمل حضور اکرم ﷺ کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں؟ دوستو! ہمیں اس کی فکر ہونی چاہئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ایک حدیث بیان کی ہے میدان حشر میں آپ ﷺ جارہے ہوں گے، ایک شخص تلاش کرتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آئے گا اور کہے گا یارسول اللہ مجھ کو بچالیجئے میں آپ کا امتی ہوں، وہ عجیب وغریب عالم ہوگا، انبیاء علیہم السلام بھی کانپ اٹھیں گے اس وقت آپ علیہ السلام کا دامن پکڑ کر کہے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بچالیجئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دامن چھڑا لیں گے اور جھڑک دیں گے اور فرمائیں گے دور ہوجا، دور ہوجا، دور ہوجا تو میرا امتی نہیں ہے تو نے تو دنیا میں جو بھی کام کیا میری تعلیمات کے خلاف کیا میری سنتوں کے خلاف کیا وہ شخص دیکھتا رہ جائے گا۔

عمل کام دے گا نہ کہ حسب ونسب

دوستو! یہاں جو کچھ کرنا ہے کرلیں مرنے کے بعد تو سوائے اعمال کے کچھ کام نہ آئے گا اگر اچھا عمل کیا ہے تو راحت وآرام ملے گا اور برا عمل کیا ہے تو ذلت ورسوائی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوتا ہے رات میں آپ کو قبر میں رکھا جاتا ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ لحد میں ایک ہاتھ مارتے ہیں اور قبر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں اے لحد! ہوشیار اور خبردار آج تیری گود میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر اور جنت کی عورتوں کی سردار فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آرہی ہیں، خبردار کوئی تکلیف نہ ہو، لحد سے آواز آئی اے ابوذر! خاموش رہو یہاں حسب ونسب نہیں چلتا یہاں تو اعمال کا سکہ چلتا ہے جسکے اعمال درست ہوں گے اس کو یہاں آرام ملے گا اور جس کے اعمال خراب ہوں گے اس کو سزا ملے گی۔

آج ہم سوچتے ہیں کہ فلاں پیر سے بیعت ہیں اس لئے ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا یاد رکھیں ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا ہمارے نیک اعمال ہمارے کام آئیں گے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آج ضرورت ہے عمل کرنے کی، اپنی زندگیوں میں سدھار پیدا کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ علیہ السلام سے سچی اور پکی محبت نصیب فرمائے اور آپ علیہ السلام کی سنتوں کو زندہ کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

آنے والی نسلوں کی فکر کریں

مجلس نمبر (۲۱)

مجلس مبارک ۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲؍اپریل ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

آج سرکاری تعطیل کی وجہ سے کثیر تعداد میں متعلقین موجود تھے۔ حسب معمول حضرت حبیب الامت خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ کے تہہ خانے میں تشریف فرما ہوئے۔ ذکر بالجہر کا اہتمام ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور مشائخ عظام اور عامۃ المسلمین کیلئے ایصال ثواب کیا گیا۔ اجتماعی دعا کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! گذشتہ جمعہ بھی میں نے یہی آیت تلاوت کی تھی اور اسی کی روشنی میں کچھ باتیں گوش گذار کی تھیں آج بھی اس کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے اس لئے کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اپنی اولاد کی کس طرح تربیت کریں اور کس انداز سے پرورش کریں، ایک اچھا شہری بننے کے لئے ایک قوم وملت اور دین وملت کیلئے ضروری ہے کہ بچپن سے ہی پرورش کی جائے، بچہ کو جس طرح ڈھالا جائے گا مستقبل میں اسی طرح بنے گا، اگر دینداری کے ماحول میں پرورش پائے گا تو آگے چل کر دیندار بنے گا اور اگر جہالت وبددینی کے ماحول میں تربیت ہوگی تو جاہل وبددین ہی ہوگا اور اگر کفر وشرک کے ماحول میں پیدا ہوا تو کافر ومشرک ہی بنے گا تو تربیت اور پرورش کا بڑا دخل ہوتا ہے، یوں تو ہر بچہ فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے (مسلمان ہی پیدا ہوتا ہے) پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ یعنی ماں باپ چونکہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہیں اس لئے بچہ بھی وہی مذہب اختیار کر لیتا ہے کیونکہ اس کو وہی ماحول ملا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ کی پرورش ابتدا ہی سے کی جانی چاہئے۔

فکر یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے، فکر لگی ہوئی ہے اپنے بعد آنے والی نسلوں کے ایمان کی، جیسے کوئی بھی شخص ہو جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو اس کو بھی یہی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ اس کی اولاد کا کیا ہوگا؟ دنیا دار ہے تو سوچتا ہے کہ میری اولاد بھی صاحب ثروت رہے، بادشاہ ہے تو چاہتا ہے کہ میرے بعد میرا بیٹا

بادشاہ بنے لیکن انبیاء علیہم السلام کو فکر ہوتی ہے ایمان کی کہ میرے بعد میری اولاد کس طرح مومن بن کر زندگی گذارے اور اللہ کے دین کو پھیلائے، اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کو جمع کیا اور عہد لیا کہ تم لوگ پہلے مجھے یہ اطمینان دلاؤ کہ میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ تو سب نے بیک زبان ہوکر کہا کہ آپ بےفکر رہیں آپ اور آپ کے آباء واجداد جس ذات کی عبادت کرتے آئے ہیں۔

ہم بھی اسی معبود برحق اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور ہرگز اس سے انحراف نہیں کریں گے اس میں ہمارے لئے بہت بڑی نصیحت ہے کہ ہم بھی اپنی اولاد کی فکر کریں اور مرتے دم تک ان کی اور ان کے ایمان کی حفاظت کریں اور جب آخری وقت آئے تو پھر بجائے دنیوی بکھیڑوں میں پھنسنے کے بچوں کو تاکیدی وصیت کریں کہ ہر حال میں دین اسلام پر قائم رہنا، دنیا میں سیکڑوں فرقے وجود میں آرہے ہیں ہرگز ہرگز ان کی طرف توجہ مت کرنا تو بچوں کی ابتدا ہی سے پرورش کرنا اور بڑے ہونے کے بعد ان پر نظر رکھنا اور کسی وقت بھی غافل نہ رہنا ماں باپ کے لئے بہت ضروری ہے۔

امیر المومنین کا خدا تو دیکھ رہا ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راتوں کو خبر گیری کے لئے کہ کون کس حال میں ہے گشت لگایا کرتے تھے، ایک رات گشت لگا رہے تھے کہ ایک جھونپڑی سے آواز آئی کہ ایک بوڑھی ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ بیٹی دودھ میں پانی ملا دو تاکہ زیادہ ہو جائے اور زیادہ پیسے ملیں تو بیٹی نے کہا امی جان! امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے، بڑھیا نے کہا کہ اب رات ہے امیر المومنین آرام کر رہے ہوں گے، ان کو کیا پتہ چلے گا؟ تو بیٹی نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے امیر المومنین کو پتہ نہیں چلے

گا لیکن امیر المومنین کا خدا تو دیکھ رہا ہے کیسے پانی ملادوں؟ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس جھونپڑی پر نشان لگادیا اور صبح کو ماں اور بیٹی کو طلب کیا اور ماں سے کہا کہ جو گوہر تیری جھونپڑی میں ہے وہ میرے گھر میں منتقل کردے یعنی اپنی بیٹی کا نکاح میرے بیٹے سے کردے۔ دیکھا آپ لوگوں نے کہ دینداری کی برکت سے ایک غریب اور جھونپڑی میں رہنے والی لڑکی کا نکاح خلیفہ وقت کے بیٹے سے ہورہا ہے، اگر دینداری نہ ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ اتنا بڑا رتبہ نصیب ہوتا اور پھر یہی نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بہو سے ایک بیٹی تولد ہوئی اور اس بیٹی سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے سلیمان بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور صرف سوا دوسال کی قلیل مدت میں وہ عدل وانصاف قائم کیا اور قوم وملت کی وہ خدمات جلیلہ انجام دیں جس کی نظیر بعد کے ادوار میں نہیں ملتی ہے، ان کے دور میں ایک ہی ساتھ بکری اور بھیڑیا پانی پیا کرتے تھے لیکن جس وقت انتقال ہوا اسی وقت بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کردیا، بکریوں کا چرواہا وہاں موجود تھا اس نے جب دیکھا کہ بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کردیا تو فوراً اس کی زبان سے نکلا کہ آج خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ اتنے بڑے خلیفہ ہونے کے باوجود جب دنیا سے جاتے ہیں تو اپنی اولاد کو ملک کا والی بنانے یا مال وجائیداد ان کے نام الاٹ کرکے نہیں جاتے جب کہ ان کے گیارہ بیٹے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اتنے بڑے خلیفہ تھے مگر بیٹوں کے لئے کچھ نہیں کیا تو کہنے لگے کہ میں نے بیٹوں کو دین سکھایا اللہ انھیں کبھی بھوکا نہیں رکھے گا، تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ بیٹوں نے دین کی بڑی خدمت انجام دی، کوئی کسی صوبہ کا گورنر تھا کوئی بڑا عالم اور فقیہ ومحدث تھا، اصل میں یہ ثمرہ اور نتیجہ ہے اولاد کی تعلیم وتربیت کا، جب بچوں کی تربیت اچھی ہوگی تو وہ قوم وملت کے قائد ورہنما بنیں گے

اور دین اسلام کی خدمت انجام دیں گے، آپ بڑے سے بڑے آدمی کی سیرت اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی تربیت اچھی ہوگی اور اس میں اہم رول ادا کیا ان کی ماؤں نے کیونکہ بچے کی سب سے پہلی تعلیم گاہ اور یونیورسٹی اس کی ماں کی گود ہوا کرتی ہے چاہے اسے خراب کرے چاہے اسے اچھا کرے۔

اولاد کا بھی والد پر حق ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کی شکایت لے کر آیا کہ حضرت! میرا بیٹا بڑا نافرمان ہے ایک بات بھی مان کر نہیں دیتا اور ہروقت تکلیف پہنچانے کا کام کرتا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو بلا کر لاؤ وہ اپنے بیٹے کو بلا کر لایا تو امیر المومنین نے نصیحتیں کیں، نرمی اور سختی سے اس کو سمجھایا جب سمجھا چکے تو بیٹا کہنے لگا امیر المومنین! کیا سارے حقوق والدین ہی کے ہیں اولاد پر یا اولاد کے بھی کچھ حقوق والدین پر ہیں؟ تو امیر المومنین نے کہا کہ اولاد کے بھی والدین پر بہت سے حقوق ہیں، پہلا حق تو یہی ہے کہ جب شادی کرے تو نیک خاندان میں کرے، شادی باپ کی ہورہی ہے مگر حق اولاد کا ہے کہ اس سے نیک اولاد پیدا ہو، فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے، ہمارے نام رکھنے کا معیار بھی عجیب وغریب ہے، ہم لوگ اچھے ناموں کو چھوڑ کر ہیرو اور ہیروئن کے ناموں پر اپنے بچوں اور بچیوں کے نام رکھتے ہیں۔

ایک صاحب کے بارے میں معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنی بچی کا نام قرآن میں دیکھ کر رکھ دیا مجرمین، تو قرآن میں مجرمین تو ہے لیکن فرعون قارون اور ہامان بھی تو نام ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طرح اپنے بچوں کے نام رکھ دیئے جائیں، خیر انھوں نے کسی عالم سے پوچھے بغیر اپنی بچی کا نام رکھ دیا اس لئے اگر قرآن سے دیکھ کر

نام رکھتے ہوں تب بھی کسی عالم سے معلوم کر کے رکھیں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچے کا اچھا نام رکھے کیونکہ نام کے بھی اثرات پڑتے ہیں اور تیسرا حق یہ ہے کہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کا نظم کریں اسلئے ہم یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ بچوں پر بہت بڑا احسان کر رہے ہیں کہ ان کی پرورش کر رہے ہیں اس کیلئے رات دن محنت کر کے پیسے کماتے ہیں بلکہ یہ تو ہماری ذمہ داری ہے اور نہیں کریں گے تو اللہ کے یہاں سخت گرفت ہوگی اور جب اولاد شادی کے قابل ہوجائے تو اس کا اچھے اور بہترین خاندان میں رشتہ طے کر کے نکاح کرو۔

جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اولاد کے حقوق بتلائے تو اس لڑکے نے کہا کہ امیر المومنین! میرے باپ نے شادی کی تو نہایت بدترین خاندان میں شادی کی تو اس خاندان کی بدترین عورت سے میں پیدا ہوا ہوں اور جب میں پیدا ہوا تو میرا کوئی اچھا نام تجویز نہیں کیا بلکہ ایسا نام رکھا جس کے معنی گوبر کے آتے ہیں تو گویا کہ میرا نام گوبر رکھ دیا اور جب میں پڑھنے لکھنے کے لائق ہوا تو پڑھنا لکھنا بھی نہیں سکھایا اور نہ میری تربیت کی اور ایسے ہی جہالت میں پل کر بڑا ہو گیا اور میری اتنی زیادہ عمر ہوگئی مگر اب تک میری شادی کا بندوبست نہیں کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گرم ہو گئے اور کوڑا اٹھالیا کہ بیٹے کی شکایت کر رہا ہے مگر یہ نہیں دیکھتا کہ بیٹے کا کوئی حق ادا کیا کہ نہیں، اگر تو نے بیٹے کا حق ادا کیا ہوتا تو آج بیٹا تیری عزت کرتا۔

اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنائیں

دوستو! حدیث میں بچوں کی تعلیم وتربیت کو بڑی توجہ دی گئی ہے اور بطور خاص نمازوں کی پابندی کرنے کی تاکید کی گئی ہے، ارشاد نبوی ہے: عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ اِبۡنَ سَبۡعَ وَاضۡرِبُوۡهُ عَلَیۡهَا ابۡنَ عَشَرَ بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو ان کو

نماز پڑھنا سکھاؤ اور جب دس سال کے ہوجائیں اور نماز ترک کریں تو ان کی پٹائی بھی کرو۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں تعلیم وتربیت سے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ اَفۡضَلُ مِنۡ اَدَبٍ حَسَنٍ کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز نہیں دی۔ یعنی ہم اپنے بچوں کے کھانے پینے کی اور دیگر چیزیں ان کی خواہش اور آرزو پر زور دیتے ہیں یہ بھی ثواب کی چیز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے، اس پر بھی تم کو ثواب ملے گا لیکن اولاد کے لئے سب سے بہتر عطیہ ان کو اچھا ادب سکھلانا ہے، اگر آج بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت نہیں کریں گے تو یہی بچے کل ہمارے لئے وبال جان بن جائیں گے، بچوں کے لئے ہم ان کی دنیا سنوارنے کی فکر کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ان کے دین کی فکر ہونی چاہئے اور پورے گھر والوں کو احکام شرع کا پابند ہونا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقًا نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى.

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اس پر جمے رہو اور ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے ہیں۔ یعنی مقصود دراصل معاش نہیں ہے اور اچھا انجام تو پرہیزگاروں کیلئے ہے''۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ دو چیزیں آدمی کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں ایک رزق دوسرے موت چوبیس گھنٹے یہ دونوں چیزیں انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں جہاں رزق کا توشہ ختم ہوا موت فوراً اس کو دبوچ لے گی، اگر یہ بات دل دل میں جم جائے تو کوئی بھی حرام نہیں کمائے گا اور نہ حرام کھائے گا جبکہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچنے کی کوشش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھوکا نہیں رکھیں گے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں نماز سے جب فارغ ہوتے ہیں تو امام صاحب سے بات چیت ہوتی ہے امام صاحب نے پوچھا آپ کیا کرتے ہیں تو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کچھ نہیں کرتا ہوں، تو امام صاحب نے کہا کہ پھر آپ کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟ تو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اوہو میں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز صحیح نہیں ہوئی پہلے میں نماز لوٹاتا ہوں پھر بتاتا ہوں کہ میں رزق کہاں سے کھاتا ہوں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام صاحب نے پوچھا کہ حضرت آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی تھی اس کو کیوں لوٹالیا؟ تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہارا ایمان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں تو تمہارے پیچھے نماز کہاں سے ہوتی؟

اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بے حساب روزی دیتے ہیں۔ آدمی یہ سوچتا ہے کہ میری کوشش سے یہ مکان بنایا ہے، میری کوشش سے یہ فیکٹری تیار ہوئی ہے، میری اپنی ذاتی محنت سے مجھے معاشرے میں عزت ملی ہے یہ گمان ہی غلط اگر اللہ چاہیں تو ایک سکنڈ میں اسکی عزت خاک میں ملادیں گے، ایک لمحہ میں بادشاہ سے فقیر بنادیں گے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے، تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جن کا ہر چہار طرف سکہ چلتا تھا جنکے نام کا ڈنکا بجتا تھا مگر حالات نے پلٹا کھایا اور وہ در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوگئے۔

کھانے کا اثر اعمال پر پڑتا ہے

دوستو! ہم خود نماز پڑھ لیتے ہیں، اپنی اولاد کو نماز کی تاکید نہیں کرتے، اپنی بیویوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے، ہم خود تو گالی نہیں دیتے مگر ہمارا بچہ گالی دیتا ہے اس کو ٹوکتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بڑا ہو جائے گا سنبھل جائے گا، ہم خود حلال کماتے ہیں مگر اپنے بچوں کو حلال کمانے کی تاکید نہیں کرتے، یاد رکھیں قیامت میں پکڑ ہوگی اس لئے بطور خاص گھر والوں کو بھی پابند شرع بنائیں، ایک ہے حلال کمانا اور کھانا اور دوسرے گناہوں سے بچنا، اگر اتنا کرلے تو اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے بھر جائے گا جب انسان حلال کمائے گا حلال کھائے گا تو اس کو نیک اعمال کی توفیق ہوگی اور جب حرام کھائے گا تو اس کے اندر برائی کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا، آج جو نیک اعمال کی توفیق نہیں ہو رہی ہے اور اگر کچھ تھوڑی بہت ہوتی بھی ہے تو اخلاص ہی نہیں تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم حرام وحلال کی کوئی تمیز نہیں کرتے ہیں ہر طرح کی رطب ویابس چیزیں ہضم کرجاتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ سود کھانے سے بچ نہیں سکتے اور اگر سود سے بچ بھی جائیں گے تو اس کی بھاپ تو لگ ہی جائے گی، اب اس زمانہ میں آپ دیکھ لیجئے نہ کھلانے والوں کو کوئی خیال نہ کھانے والوں کو کوئی فکر کسی طرح پیٹ بھرنا چاہئے اور پیسہ آنا چاہئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ایک شخص دور دراز کا سفر کرکے آتا ہے پراگندہ بال پراگندہ حال اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے مگر اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، دعا کہاں سے قبول ہو سکتی ہے؟ دعا کی قبولیت میں اکل حلال کا بڑا خاص دخل ہے بلکہ حرام تو بہت دور کی چیز ہے شبہات سے بھی بچنا چاہئے اسی لئے تو حلال کمائی کو ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے۔

بانی دارالعلوم دیوبند

بانی دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب ڈھیر ساری اشرفیاں لے کر آئے اور کہا کہ حضرت قبول فرما لیجئے تو حضرت نے کہا مجھے ضرورت نہیں ہے، انھوں نے بہت اصرار کیا مگر حضرت انکار ہی کرتے رہے تو اس نے کہا کہ حضرت! اگر آپ نہیں لے رہے ہیں تو اپنے ہاتھوں سے بانٹ دیجئے تو حضرت نے کہا کہ یہ بھی تمہارا کام ہے، اشرفیاں تمہاری ہیں تو تم ہی اس کے بانٹنے کے زیادہ حق دار اور مستحق ہو اس لئے تم ہی بانٹو تو اس آدمی نے وہ اشرفیاں لے جاکر حضرت کی جوتیوں میں رکھ دیں جب حضرت باہر نکلے تو دیکھا کہ جوتا اشرفیوں کے نیچے دبا ہوا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ دنیا بھی عجیب ہے جو اس کو دھتکارتا ہے اس کے پیچھے دوڑتی ہے اور جو پیچھے پیچھے دوڑتا ہے اس کو دھتکارتی ہے پھر جوتے جھٹکے اور پہن کر چلے آئے اور ان اشرفیوں کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ یہ ہے حضرت کا زہد فی الدنیا تبھی تو پوری دنیا کے اندر حضرت کا نام لینے والے موجود ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

گونجے گا چار کھونٹ اس نانوتوی کا نام
بانٹا ہے جس نے بادۂ عرفان مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکل حلال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کے مستحق لوگ

مجلس نمبر (۲۲)

مجلس مبارک ۲۱/ جمادی الاول ۱۴۳۱ھ، مطابق ۷/ مئی ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

درمیان میں حضرت والا کی طبیعت علیل رہی۔ بحمد اللہ تعالیٰ! آج حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نہایت بشاش نظر آرہے تھے، اس لئے حضرت کی تشریف آوری پر حاضرین کی تعداد بھی کثیر تھی۔ ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعا کا اہتمام ہوا۔ اس کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! قرآن کریم کی جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے اس کا ایک پس منظر اور شان نزول ہے کہ ایک صحابی خدمت نبوی میں

حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، اپنی اولاد اور بیوی سے بھی زیادہ عزیز ہیں، میں گھر میں رہتا ہوں تو بے چین رہتا ہوں جب تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت کرلوں اب مجھے فکر ہے کہ جب اس دنیا سے آپ کی وفات ہوجائے گی اور مجھے بھی موت آجائے گی تو میں جانتا ہوں کہ آپ جنت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ درجات عالیہ میں ہوں گے اور مجھے اول تو یہ معلوم نہیں کہ میں جنت میں پہنچوں گا بھی یا نہیں اگر پہنچ گیا تو میرا درجہ آپ سے بہت نیچے ہوگا میں وہاں آپ کی زیارت نہ کرسکوں گا مجھے کیسے صبر آئے گا؟ آپ نے یہ سن کر جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہی آیت کریمہ نازل ہوئی جو میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا جو اللہ ورسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

آپ علیہ السلام کی نبوت کا فیض ہی قیامت تک چلتا رہے گا

دوستو اور بزرگو! یہ چار حضرات منعم علیہم ہیں یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہوا ہے سب سے بڑا درجہ تو انبیاء کا ہوتا ہے انبیاء نبی کی جمع ہے، نبی اور رسول حقیقت میں ایک ہی ہوتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہوئے صاحب شرح عقائد علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں: اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاِسْلَامِ رسول ایسے انسان کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ احکام کی تبلیغ کیلئے مخلوق کی طرف بھیجتے ہیں۔ یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جتنے انبیاء ورسل

بھیجنے منظور ہوئے اللہ تعالیٰ نے بھیجے، پھر اخیر میں سید الانس والجن امام الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر سلسلہ نبوت کی تکمیل کردی اور قصر نبوت کو کامل ومکمل کردیا اور اب کسی نبی ورسول کو بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں، آپ علیہ السلام ہی کی نبوت کا فیض قیامت تک چلتا رہے گا، اس کو اس طرح سمجھو جیسے کہ آسمان پر ستارے نکلے ہوئے ہیں تو رات میں روشنی کا کام دیں گے لیکن سورج کے نکلنے کے بعد ساری روشنی ماند پڑجائے گی اور ستاروں کے نکلنے کے باوجود جو رات کا اندھیرا باقی رہ گیا تھا وہ سب آفتاب کی روشنی کی وجہ سے ختم ہوجائے گا اور اب کسی ستارے کی ضرورت نہیں بلکہ دن ڈوبنے تک وہ کام کرتا رہے گا بالکل اسی طرح آسمان نبوت پر بہت سارے ستارے نکلے ہوئے تھے مگر روشنی کامل ومکمل نہ ہوسکی کیونکہ انکی روشنی ایک محدود دائرے میں تھی، ضرورت محسوس ہوئی ایک آفتاب نبوت کی جو ساری دنیا کی تاریکی کو دور کرکے روشن اور تابناک بنائے اور قیامت کی شام تک اس آفتاب نبوت کی روشنی سے لوگ فیض یاب ہوتے رہیں اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں علیہ السلام کو مبعوث فرما کر رہتی دنیا تک کیلئے نبوت پر مہر لگادی اور اب کوئی نبی ورسول آنے والا نہیں ہے آپ علیہ السلام ہی کی روشنی سے دنیا فیض پاتی رہے گی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ اور اس سلسلہ میں احادیث تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ختم نبوت کا منکر ہے تو وہ شخص کافر ومشرک ہے اور اس کا اسلام کے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے، خود دور نبوت ہی میں بعض نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا لیکن کیفر کردار تک پہنچایا گیا اور صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور رسالت کی حفاظت کی، آج کے اس دور میں بھی قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی جو انگریزوں کا بنایا ہوا ہے اور انگریزوں نے ہمیشہ اس کی پشت پناہی کی اور آج بھی کر رہے ہیں ہزاروں کی تعداد میں اس کے ماننے والے ہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یاد رکھیں یہ لوگ مسلمان ہرگز نہیں ہیں اور نہ ہی مسلمانوں سے کوئی واسطہ اور تعلق ہے، ان سے کوئی رشتہ ناطہ کا معاملہ کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ اس میں اپنے ایمان کا بھی خطرہ ہے اور مسلمانوں کا لیبل لگا کر اپنے کفریہ مذہب کی اشاعت وتبلیغ کرتے ہیں اس لئے اس سے دھوکہ میں آدمی پڑ جائے گا لیکن جو شخص کھلے طور پر کافر ومشرک اور ہندو ہے اس سے کوئی خطرہ نہیں اس لئے قادیانیوں کے مقابلہ میں غیر مسلم اچھے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے کوئی شخص سؤر کا بورڈ لگا کر بیچتا ہے تو اس نے دھوکہ نہیں دیا ہے لیکن بکرے کا لیبل لگا کر سؤر کا گوشت فروخت کرے تو لوگوں کو اس سے مغالطہ زیادہ ہوگا اس لئے یہ زیادہ خطرناک ہے تو اسی طرح قادیانیوں سے بچنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

صدیقین، شہداء اور صالحین

الغرض منعم علیہم کے پہلے فرد ہیں انبیاء علیہم السلام، دوسرے نمبر پر صدیقین ہیں جو معرفت میں انبیاء علیہم السلام کے قریب ہیں اور جو پیغام اور احکام الٰہی پیغمبروں پر آئے ان کا دل آپ ہی اس کی گواہی دے اور بلا کسی دلیل کے اس کی تصدیق کرے اور مان لے۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم اولاً نبی کے قلب پر آتا ہے کہ نبی اصل ہوتا ہے اس کی تصدیق کرنے والے کو صدیق کہتے ہیں تو گویا نبی اور صدیق علم کے دو افراد ہیں ان میں نبی اصل ہوتا ہے اور صدیق اس کا تابع، تیسرا درجہ شہید کا ہے جو مقصود کو دلیل وبرہان کے ذریعہ جانتے ہیں مگر مشاہدہ نہیں ہے اس کی

مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص آئینہ سے کوئی چیز قریب سے دیکھ رہا ہے جیسے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنے رب کریم کے عرش کو دیکھ رہا ہوں، چوتھا درجہ صالحین کا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو مقصود کو تقلید واتباع کے ذریعہ پہچانتے ہیں جیسے کوئی شخص آئینہ میں کوئی چیز دور سے دیکھ رہا ہو۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمل کے بھی دو افراد ہیں ایک شہید اور ایک صالح، شہید اصل ہوتا ہے عمل میں اور صالح اس کے تابع ہوتا ہے، شہید اسے کہتے ہیں جو اللہ کے راستے میں فقط خواہشات ہی نہیں اپنے نفس کو بھی ختم کر دے، جو جان تک اللہ کے راستے میں لگا دے وہ شہید ہے اور صالح اس کو کہتے ہیں جو نیکی کا راستہ اختیار کرے یعنی نفس کی خواہشات کو پامال کرتا رہے جو اللہ کی مرضی کو آگے رکھے اسے صالح کہتے ہیں تو شہید اگر جان دے کر فضا ہموار نہ کرے صالحین کی اصلاح نہیں چل سکتی، صالحین اپنی اصلاح پر جبھی قائم رہیں گے جب فضا پر امن ہو فتنے نہ ہوں امن قائم ہو، اگر دنیا میں فتنہ پھیلا ہوا ہے تو نمازی کو نماز کی ہوش رہے نہ تلاوت کرنے والے کو تلاوت کا جوش رہے گا نہ درود پڑھنے والے کو درود کی ہوش رہے گا تو شہداء اپنی جان دے کر فضا صاف کرتے ہیں تا کہ صالحین اپنی اصلاح کو برت سکیں اس لئے اعلیٰ ترین عمل شہید کا ہوتا ہے صالح اسکے تابع ہوتا ہے تو عمل میں شہید اصل ہے اور صالح اس کے تابع۔ الغرض نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ صدیق کا ہوتا ہے اس کے بعد شہید کا پھر صالح کا۔

تشہد

رسول اکرم ﷺ جب شب معراج میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو بارگاہ ایزدی میں تحفہ اور نذرانہ پیش فرمایا وہ تحفہ سونے

چاندی اور ہیرے جواہرات نہیں تھے بلکہ وہ دعا تھی جو ہم نماز میں قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں پڑھتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اَلتَّحِيّٰتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ تمام قولی عبادتیں، تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر سلامتی کا نزول فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اے نبی! آپ پر سلامتی اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ مخلوق کو تعلیم دی گئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ پر اسی طرح سلامتی اور رحمت وبرکت کے نزول کی دعا کیا کرو پھر تم کو بھی اسی میں سے حصہ ملے گا لیکن دعا اللہ ہی سے کرنا کسی اور سے نہیں اور نبی کے لئے کرنا۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر رحمت وسلامتی اور برکت خداوندی کا افاضہ ہوا تو نبی اکرم ﷺ اپنی امت کو بھولے نہیں بلکہ امت کے صالحین کو بھی یاد فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر تو فرشتوں نے آپ علیہ السلام کی گواہی دی: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر وقت دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی صالحین میں سے بنادے اور اس کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے منعم علیہم کے چار افراد ذکر کئے گئے ہیں صالحین آخری اور چوتھا درجہ ہے۔

مسجد تو بنادی............

ہمارے یہاں صالحیت کا معیار یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھ لی جائے اور بس، نہ ہمارا معاملہ صحیح نہ معاشرہ صحیح، نہ ہمارا اخلاق درست، نماز تو دین کا ستون ہے

حدیث میں آتا ہے۔ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ مَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّيْنَ وَمَنْ هَدَمَهَا هَدَمَ الدِّيْنَ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس نے دین کو ڈھادیا۔ ایک اور موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے یعنی کافر ومشرک نماز نہیں پڑھتے اور ہم نماز پڑھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جس نے جان بوجھ کر بلا کسی شرعی عذر کے نماز چھوڑ دی اس نے کافروں والا عمل کیا۔ آج ہمارے پاس ہر کام کے لئے وقت ہے مگر نماز کے لئے وقت نہیں ہے بڑی بڑی اور عالیشان مسجدیں ہیں مگر نمازیوں سے خالی، مصلیوں کے لئے ترس رہی ہیں الا یہ کہ کوئی سٹی کی مسجد ہو یا بازار میں ہو اور لوگ کسی نماز میں زیادہ آجاتے ہوں مگر عموماً نمازیوں کی تعداد بہت کم ہے۔

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے\
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

ہفتہ میں صرف ایک دن جمعہ ایسا آتا ہے کہ شہر کی ساری مسجدیں عموماً بھر جاتی ہیں، اب آپ اندازہ لگایئے کہ جمعہ میں نمازی کہاں سے آجاتے ہیں کہ بڑی سے بڑی مسجد تنگدامنی کا شکار ہوجاتی ہے اپنی وسعت وکشادگی کے باوجود نمازیوں کیلئے ناکافی ہوتی ہیں مگر بقیہ نمازوں میں دو صف یا اس سے کچھ زیادہ لوگ رہ جاتے ہیں اگر سروے کریں تو معلوم ہوگا کہ دس فیصد بھی لوگ مسجدوں میں نہیں آتے ہیں، اب آپ اندازہ لگایئے کہ جس قوم کی ترقی کا راز مضمر ہو عبادت الٰہی اور احکام اسلام کی بجاآوری میں اور رہی اسلام کی بنیادی باتوں سے اتنی دور ہو تو ترقی کہاں مل سکتی ہے؟

باطل کی ترقی بھی حق کی ممنونیت

دین کے کل پانچ شعبے ہیں، ایمانیات، عبادت، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات، آج مسلمانوں نے دین کی دو بنیادی عبادات اور ایمانیات کو لیا مگر تین چیزیں یعنی معاملات معاشرت اور اخلاقیات کو بالکل ہی چھوڑ دیا ہے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ غیروں کے معاملات، ان کے اخلاق اور ان کی معاشرت ہم سے اچھی ہے غیر اسی لئے ترقی کررہے ہیں، یاد رکھیں باطل باطل پر رہتے ہوئے کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتا ہے جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، جھوٹی قسمیں کھا کر سامان فروخت کرنا ہمارا شعار بن چکا ہے یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ غیر مسلموں کی دکان پر چلے جاؤ تو اس کے اخلاق مسلمانوں سے کہیں اچھے ملیں گے، ان کے یہاں صفائی ستھرائی ہم سے کہیں زیادہ ہے، اندر سے خواہ کتنے ہی ناپاک اور گندے کیوں نہ ہوں مگر بظاہر وہ لوگ بہت صاف ستھرے نظر آتے ہیں، مسلمانوں کے یہاں پاکی ضرور ہے مگر صفائی بہت کم ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلطَّھَارَۃُ نِصۡفُ الۡاِیۡمَانِ پاکی آدھا ایمان ہے، معاملات کے تعلق سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنۡ غَشَّ فَلَیۡسَ مِنَّا جو شخص ہم کو دھوکہ دے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔

ایک مرتبہ جناب نبی اکرم ﷺ بازار تشریف لے گئے تو دیکھا کہ گیہوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے، آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ڈالا تو اندر سے گیلا تھا اور اوپر سے خشک تھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو بیچنے والے نے کہا کہ رات میں بارش ہو رہی تھی اس میں یہ بھیگ گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیوں بھیگے ہوئے گیہوں کو اوپر نہیں کررہے ہو؟ جو دھوکہ دے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔ اسی طرح ہماری معاشرت کو لے لیجئے، معاشرت کا مطلب ہے رہن سہن یعنی بیوی بچوں، ماں بہنوں اور

دوست واحباب کے ساتھ کس طرح زندگی گذاریں، ہر ایک کے کچھ اصول وضوابط ہیں اسلام نے ہر ایک کو تعلیم دی ہے اور آپ علیہ السلام نے اس پر عمل کر کے ساری امت کو بتلا دیا کہ کس کے ساتھ کس طرح زندگی گذارنی چاہئے اور کس کے کیا حقوق ہیں، اگر ان اصولوں اور ان تعلیمات پر عمل کر کے زندگی گذارو گے تو تمہاری زندگیوں میں انقلاب آئے گا اور دین و دنیا کی کامیابی حاصل ہوگی یہی حال ہمارے اخلاق کا بھی ہے کہ ہم کو لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا نہیں آتا اسلام نے چند سالوں میں جو حیرت انگیز کامیابی حاصل کی وہ اپنے اخلاق ہی کی بنیاد پر ہے۔

سلام کی فضیلت

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَفۡشُوا السَّلَامَ بَیۡنَکُمۡ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ یہ کتنی جامع حدیث ہے کہ اگر اس پر بجا طور پر عمل کیا جائے تو آپسی دشمنی بغض وعداوت اور نفاق ختم ہوجائے گا ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان بھائی کو سلام کرتا ہے تو اس کو دعا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر طرح کی آفات وبلیات اور پریشانیوں سے دور رکھے۔

اتنی جامع دعا کسی اور مذہب کے اندر نہیں پائی جاتی کاش ہمیں اس کی قدر ہوتی اور اس پر عمل کرنے والے ہوتے نبی اکرم ﷺ نے سلام کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَاتَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا وَلَا تُؤۡمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوۡا وَلَا اَدُلُّکُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ اِذَا فَعَلۡتُمُوۡہُ تَحَابَبۡتُمۡ اَفۡشُوا السَّلَامَ بَیۡنَکُمۡ.

تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو اور میں تم لوگوں کی کسی ایسی چیز کی رہنمائی نہ کروں کہ جب تم اس کو کرنے لگو تو آپس میں محبت کرنے والے بن جاؤ۔

پھر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا آپس میں سلام کو رواج دو، مذہب اسلام نے سلام کرنے کی بڑی تاکید کی ہے مگر افسوس کہ ہم اس کا خیال تک نہیں کر پاتے ہیں، آدمی نیک اور صالح اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ دین کے پانچوں شعبوں پر عمل کرے، صرف نماز پڑھنے اور ذکر واذکار اور تلاوت قرآن کرنے سے آدمی متقی اور پرہیزگار نہیں بن سکتا ہے کیونکہ یہ حقوق اللہ ہیں، اگر اس میں کمی بیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے معاف کرا سکتے ہیں لیکن بہت سی چیزیں حقوق العباد سے متعلق ہیں جو توبہ سے معاف نہیں ہوسکتیں بلکہ صاحب حق کے معاف کرنے ہی سے معاف ہوسکتی ہے اور آج حقوق العباد کی ادائیگی میں ہم لوگوں سے بڑی کوتاہیاں ہو رہی ہیں، نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب سلام کرے تو اس کا جواب دو، جب دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو اور جب نصیحت و خیر کی درخواست کرے تو اس کو نصیحت کرو اور جب چھینک آئے اور الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہو اور جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلو یعنی اس کی تجہیز و تکفین کرو۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک صاحب گذرے تو کسی صحابی نے کہا کہ یہ صاحب بہت نیک ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اسکی نیکی کی کیا دلیل ہے؟ کہا ان سے کبھی کوئی معاملہ کیا ہے، کچھ لین دین کیا ہے؟ کبھی سفر میں ان کے ساتھ رہے ہو؟ تو کہنے لگے نہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر کیسے کہہ رہے ہو کہ یہ نیک ہیں، سفر میں آدمی پرکھ لیا جاتا ہے کہ کتنا نیک اور صالح ہے یوں لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والے بہت مل سکتے ہیں مگر معاملات میں کچے ہی نظر آئیں گے، میرے ساتھ بنگلور کے ایک صاحب سفر کر رہے تھے راستہ میں میری طبیعت خراب ہوگئی بخار آگیا، دس بارہ سال

پرانی بات ہے یہ بڑے میاں میرا پورا سامان سر پر اٹھا کر رکھ لیتے ہیں میں نے کہا کہ قلی کر لیں گے کیوں زحمت اٹھا رہے ہیں لیکن وہ نہ مانے اور یہی کہتے رہے کہ یہ تو حق ہے اور اس طرح پورے سفر میں میرا پورا خیال رکھا، اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے آج تک میں ان کا احسان مند ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

معجزات

مجلس نمبر (۲۳)

مجلس مبارک ۱۲/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۵/جون ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! آج خانقاہ رحیمی دار العلوم محمدیہ کا ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ گذشتہ جمعہ کی مجلس قلمبند نہیں ہوسکی۔ کیونکہ یہ خادم سفر پر تھا۔ مجلس میں حاضر نہ ہونے کا افسوس ہوا۔ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے گذشتہ مجلس کے عنوان پر ہی آج بھی گفتگو فرمائی جس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. وَقَالَ تَعَالٰى وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! گذشتہ جمعہ حضور ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کے ظاہر اور باطن کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کی گئی تھیں نبی اکرم ﷺ کو نبوت چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا

وصال ہوا تو تئیس (۲۳) سال کا عرصہ کوئی بہت لمبا عرصہ نہیں ہوا کہ آدمی اتنے سارے کمالات دنیا کے سامنے پیش کر سکے جیسا کہ آپ علیہ السلام کی ذات مبارکہ ہے لوگوں کے سامنے آئے، میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی مکی اور مدنی زندگی میں تین ہزار سے زائد معجزات رونما ہوئے۔

معجزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ انبیاء علیہم السلام سے ایسی خلاف عادت چیزوں کا صدور جس کو اور کوئی نہ کر سکے جیسے چاند کے دو ٹکڑے ہونا، تھوڑا سا کھانا پورے لشکر کیلئے کافی ہو جانا، انگشت مبارک سے چشمے کا پھوٹنا وغیرہ اور معجزہ صرف انبیاء کو عطا ہوتا ہے، دراصل چار چیزیں ہیں اوہاص، معجزہ، کرامت، استدراج۔ یہ چاروں چیزیں انسانی عادت کے خلاف صادر ہوا کرتی ہیں، اگر نبی سے نبوت سے پہلے خلاف عادت چیز ثابت ہو رہی ہے تو اوہاص کہتے ہیں اور اگر دعویٰ نبوت کے بعد خلاف عادت امور کا صدور ہو رہا ہے تو اسکو معجزہ کہتے ہیں اور اگر کسی صاحب ایمان سے خلاف عادت امور کا صدور ہو تو اسکو کرامت کہتے ہیں اور اگر کسی غیر مسلم سے خلاف عادت چیزوں کا صدور ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ غیر مسلموں کو بھی ڈھیل دیدیتے ہیں اور وہ بھی اپنے تصرفات کے ذریعہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اسلئے اگر کسی غیر مسلم سے اس طرح تصرفات دیکھیں تو ہرگز اس سے متاثر نہ ہوں یہ اسکے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

ولایت وکرامت کے لئے نبوت شرط ہے

الغرض ان چاروں میں سب سے بڑا درجہ اور مرتبہ معجزہ کا ہوتا ہے اگر کوئی شخص معجزہ کا انکار کردے تو کافر ہو جائے گا لیکن ولایت اور کرامت کا انکار کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوگا اور یہ کرامت ولیوں سے صادر ہوتی ہے یہ عکس ہے نبوت کا جیسے آسمان

پر دو بڑے بڑے سیارے ہیں سورج اور چاند، سورج اگر نہ ہو تو چاند میں روشنی پیدا نہیں ہوسکتی اس لئے کہ سورج کی روشنی سے چاند کے اندر روشنی پیدا ہوتی ہے جیسے کہ ہم بیٹری الکٹرک سے چارج کرتے ہیں تو اس کے اندر کرنٹ آجاتا ہے اور وہ بڑی کام کرتی ہے بالکل اسی طرح چاند چارج ہوتا ہے سورج سے تو اسی طرح ولایت کو فیض ہوتا ہے نبوت سے، اگر کوئی شخص نبی پر ایمان نہیں لاتا ہے تو اس کو ولایت حاصل نہیں ہوسکتی تو ولایت کے لئے نبی پر ایمان ضروری ہے پھر جیسے نبی کو معجزہ دیا جاتا ہے اسی طرح ولی کو کرامت عطا کی جاتی ہے اور یہ کرامت نبی کے صدقہ طفیل عطا ہوتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ نبوت، ولایت، معجزہ اور کرامت کی کیا حیثیت ہے؟ نبوت ورسالت یہ ایسی بنیادی چیز ہے کہ اس کے بغیر انسان کا ایمان کامل ومکمل نہیں ہوسکتا ہے اگر کوئی شخص کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ نہیں کہتا ہے (نعوذ باللہ) تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا ہے تو مسلمان ہونے کیلئے آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا شرط ہے اس کے بغیر کوئی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے خواہ یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جس کو بھی میرا پیغام پہنچا خواہ یہودی ہو یا نصرانی اور میری رسالت پر ایمان نہیں لایا تو وہ شخص جہنمی ہوگا۔ اس لئے آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص بھی کامیاب نہیں ہوسکتا اور اس کو اسلام کے زمرہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص معجزے کا انکار کردے تو وہ بھی کافر ومشرک قرار دیا جائے گا۔

نبی کو معجزے کس طرح دیئے جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اس زمانے کے حساب سے معجزات دے کر مبعوث فرماتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگروں کا زور تھا اس لئے ایسے ہی

معجزات کی ضرورت تھی جو ان کے جادوؤں کو توڑ سکے اور ان کو یہ معلوم ہوجائے کہ ہمارے جادو خدائی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا (ایک لاٹھی) عطا کی جس نے جادوگروں کے تمام جادو اور شعبدوں کو ختم کردیا، جادوگروں نے جب اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو جادو کے ذریعہ سانپ بنادیا: **فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى** پھر ان جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ڈال دیں تو موسیٰ علیہ السلام کو محسوس ہونے لگا کہ یہ دوڑ رہی ہیں۔ **فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى** تو موسیٰ علیہ السلام ان سے ڈرے **قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى** ہم نے کہا ڈرو نہیں بے شک آپ ہی غالب رہیں گے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو ایک بڑا اژدہا بن کر سب سانپوں کو نگل گیا پھر جادوگر سجدے میں گر گئے۔

معجزات اور کرامات نبی کے اختیار کی چیز نہیں ہوا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ موقع ومصلحت کے اعتبار سے نبی کے ہاتھوں اس کا ظہور فرمادیتے ہیں اور کبھی کبھی قوموں کی بار بار فرمائش پر بھی دکھادیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو گل گلزار بنادیا گیا، نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں فصاحت وبلاغت اور لوگوں کو اپنی زبان پر بڑا ناز تھا اسی بنیاد پر وہ غیر عرب لوگوں کو عجمی (گونگا) کہا کرتے تھے اور یہ لوگ تو پڑھنا لکھنا بھی عیب سمجھتے تھے اس لئے ان کو فصاحت وبلاغت سے بھرا ہوا معجزہ ملنا چاہئے تھا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور پھر چیلنج کیا کہ اگر تم قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے تو قرآن جیسی کوئی ایک ہی آیت بنا کر پیش کردو مگر یہ لوگ ایک آیت بھی پیش نہ کرسکے، یہ اسلام کا ایسا معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک کے لئے چیلنج ہے اسی طرح آپ علیہ السلام کی زندگی کا ایک اہم معجزہ شق القمر ہے یعنی آپ ﷺ نے کفار مکہ کی فرمائش اور ایمان

لانے کے عہد پر اپنی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے مگر وہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔

آپ ﷺ کا عمل قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے

آپ ﷺ کا خلق عظیم بھی معجزہ ہے بعض صحابہ کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کا اخلاق کیا تھا؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم لوگ قرآن نہیں پڑھتے ہو: كَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰن رسول اکرم ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہے یعنی قرآن کریم الفاظ ہے اور آپ علیہ السلام کی زندگی اس کا عملی نمونہ اور مثال ہے۔ گویا آپ علیہ السلام ایک چلتا پھرتا قرآن ہیں، آپ علیہ السلام کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، آپ علیہ السلام کی تمام حرکات وسکنات قرآن کریم کی تشریح وتبیین ہے، قرآن کریم اچھے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں اکڑ کر نہیں چلتے اور جب جاہلوں سے ان کا سامنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں سلام یعنی الجھتے نہیں ہیں۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اور اپنے رب کے لئے رات گذار دیتے ہیں سجدے اور قیام کی حالت میں یعنی قرآن کریم جو بھی عمدہ خصلتیں اور طریقے بیان کرتا ہے وہ سب آپ علیہ السلام کی عملی زندگی میں بالکل نمایاں اور واضح ہوتا ہے تو آپ ﷺ کا ہر قول وفعل سارے حرکات وسکنات قرآن کریم کے موافق ہوں، اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى آپ علیہ السلام خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کہتے یہ

تو وحی الٰہی ہے جو آپ علیہ السلام کی طرف کی جارہی ہے۔ اللہ کی طرف سے بندے کی طرف کلام اللہ کئے جانے کی مختلف شکلیں ہیں وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ اور کسی انسان کی یہ شان نہیں کہ اللہ اس سے کلام کریں مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیج دیں پھر وہ اللہ کے حکم سے وحی کرے اللہ چاہے بے شک اللہ تعالیٰ بڑے برتر بڑی حکمت والے ہیں۔ اللہ کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی طرف اپنے کلام کے القاء کے لئے تین طریقے بنائے ہیں اور انھیں طریقوں سے پیغمبروں کے پاس کلام آیا کرتے تھے تو پھر پیغمبر عام انسانوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے، کہنے کا حاصل یہ ہے کہ آپ علیہ السلام خواہش نفس سے کوئی بھی کام نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ کا حکم ہوتا ہے چونکہ خواہش نفس سے کوئی کام نہیں ہوتا ہے اس لئے آپ علیہ السلام کے اخلاق سب سے اعلیٰ اور بلند ہوں گے اور آپ علیہ السلام کا خلق عظیم بھی بہت بڑا معجزہ ہے۔

امید کے ساتھ محنت وکوشش بھی درکار ہے

آج دنیا کرامت اور معجزے کی خواہش مند ہے اور مسلمان امید لگائے بیٹھے رہتے ہیں، بابری مسجد شہید ہوئی تو مسلمان آسمان کی طرف دیکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کوئی بلا اور مصیبت نازل کردے جس سے سارے ہی دشمنان اسلام تباہ وبرباد ہوجائیں، افغانستان پر حملہ ہوا، عراق پر حملہ ہوا تو لوگ سوچتے رہے کہ آسمان سے کوئی مدد آئے گی اور اب بیت المقدس کی دیواروں کو اندر سے کمزور کیا جارہا ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے، مسلمان اب بھی یہی سوچ رہا ہے کہ آسمان سے کوئی مدد آئے گی اور ایسے ہی بیٹھے بٹھائے سب کچھ ہوجائے گا لیکن اللہ کا دستور اور قانون ہے کہ یوں ہی

نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے محنت اور کوشش کرنی پڑے گی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ علامہ اقبالؒ نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ کیا ہے۔ ؂

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

اگر صرف دعا سے سارا کام چلتا تو اللہ اپنے محبوب ﷺ کو غزوات اور لڑائیوں میں نہ بھیجتا اور نہ ہی آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑتی، جنگ بدر، جنگ احد اور تمام غزوات میں آپ علیہ السلام کی بنفس نفیس شرکت یہ نمونہ اور اسوہ ہے ہمارے لئے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے نہ رہ جائیں، آپ علیہ السلام کو غزوۂ احد میں کتنی تکالیف برداشت کرنی پڑیں، دندان مبارک شہید ہوئے، چہرۂ انور زخمی ہوا، خود کی کڑیاں سر مبارک میں دھنس گئیں اور ایک گڑھے میں لڑھک کر گر گئے، پھر آپ علیہ السلام کو اٹھایا گیا، سوچنے کی بات ہے کہ جس شخصیت کے لئے اور جس ہستی کے لئے ساری کائنات کو بنایا گیا اس شخصیت کو اس قدر تکلیف میں مبتلا کیا جا رہا ہے آخر کیا وجہ ہے اگر اللہ چاہتا تو آپ ﷺ کو گھر بٹھا کر ہی دشمنوں کو اور اسلام کے مخالفین کو نیست و نابود کر دیتا مگر اس کا یہ قانون نہیں ہے، دراصل بتانا یہ ہے کہ اس دنیا میں کامیابی ملے گی محنت اور جدوجہد کرنے سے۔

دعا کے ساتھ دوا بھی ضروری ہے

دعا مومن کا ہتھیار ہے اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ دعاء مومن کا ہتھیار ہے۔ اسی طرح فرمایا گیا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ دعاء عبادت کا مغز اور گودا ہے۔ تو دعاء اپنے اندر بہت تاثیر رکھتی ہے پر محنت اور کوشش کرنا بہت ضروری ہے اس لئے کامیابی کی خاطر دعا اور دوا دونوں کا ہونا ضروری ہے، ایک بات یاد آ گئی بابری مسجد کی

شہادت کے لئے جب پورے ہندوستان سے کارسیوک جا رہے تھے تو ان کی قیادت کرنے والے ہزاروں لاکھوں پجاری تھے اور ترشول لے کر چل رہے تھے کہ چلو پہلے جان ہم دیں گے بعد میں تم جان دینا، تو ظاہر ہے جو میدان میں نکلتا ہے فتح اس کو ملتی ہے اور اس کے ساتھ حکومت بھی انھیں لوگوں کی ہے تو حکومتوں کا تعاون بھی ان کے ساتھ رہتا ہے لیکن بہر حال وہ اپنے باطل اور غلط مذہب کے لئے جان دینے پر تیار ہیں اور ہم ہیں کہ صرف دعاؤں پر اکتفا کئے بیٹھے ہیں، دعا کی طاقت مسلم ہے حدیث شریف میں آتا ہے موت کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی ہے اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ جب اللہ کا وعدہ آ جائے گا تو ٹل نہیں سکتا ہے البتہ دعا ایک ایسی طاقت ہے کہ موت کی سختی کو کم کر سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دعا کے ساتھ دوا بھی ہو یعنی تدبیر کریں ہاتھ پیر ماریں کیونکہ محنت وجدوجہد سے ہی مسائل حل ہوں گے۔

اسپین

طارق بن زیاد نے جب اسپین پر حملہ کیا تو وہاں کا بادشاہ عیسائی تھا اس کے تعلق سے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ غبار خاطر میں لکھتے ہیں جب طارق بن زیاد کی فوجیوں نے منجنیق سے گولے داغنے شروع کئے چونکہ اس زمانہ میں ہوائی جہاز وغیرہ تو تھے نہیں، بڑے بڑے ڈنڈے بنائے جاتے تھے اور اس سے گولے داغے جا رہے تھے، جب گولے پھٹتے تھے تو بادشاہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا او مائی گاڈ، اے اللہ! مجھے ان مسلمانوں سے بچالے یہ تو پورے ملک میں آگئے ہیں جب پورا ملک فتح کر لیا اور صرف ایک شہر طرابلس رہ گیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام عورتیں بچے اور سب لوگ میرے محل کے اندر آ جائیں اور سب اللہ سے گڑگڑا کر رو رو کر دعا کرو اللہ ہمیں مسلمانوں سے بچالے چنانچہ بڑی دعائیں کیں مگر کارگر نہ ہوئیں اور شہر طرابلس بھی

فتح ہوگیا اور طارق بن زیاد نے اپنے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے بادشاہ کو معاف کردیا بعد میں بادشاہ کی قیادت میں بڑے بڑے عیسائی پادریوں اور دانشوروں کا اجلاس ہوا تو بادشاہ نے ایک سوال کیا کہ ہم نے اتنی دعائیں مانگیں مگر پھر بھی قبول نہ ہوئیں حالانکہ اللہ تو سب کا ہے، تو پادریوں نے کہا کہ مسلمانوں میں دو صفات ہیں ایک تو یہ کہ اپنی جان کو اپنی جان نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی امانت سمجھتے ہیں اور اپنے مال کو اپنا مال نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کا مال سمجھتے ہیں جب یہ امانت سمجھتے ہیں تو اللہ کی راہ میں جان قربان کردینے میں کوئی دریغ نہیں کرتے بلکہ بے خوف وخطر جان ومال قربان کردیتے ہیں پھر شہید بنتے ہیں یا غازی اور دوسری چیز دعا یعنی اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں تو ان کے اندر دونوں چیزیں ہیں رات میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور دن میں جو کچھ کرنا ہوتا ہے اللہ سے مانگ لیتے ہیں اور گھوڑوں پر سوکر آرام کرتے ہیں اور پھر لڑائیاں کرتے ہیں پھر ان کو کامیابی ملتی ہے اور ہم صرف دعا پر ٹیک لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔

ان ساحلوں پہ آج............

تاریخ جو معصومیت کے نام سے گونج رہی ہے یہودیوں کی ایک سازش ہے مسلمانوں کے اندر ان کی ایمانی حرارت کو ختم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں کہ مسلمانوں کو اس قابل رہنے دیا جائے کہ وہ اللہ سے مانگیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسپین میں عیسائیوں نے بڑے بڑے کارخانے لگائے، بہترین ملبوسات تیار کئے، میک اپ کے سامان عیش وعشرت کے سامان تیار کئے مسلمان جب عیش وعشرت میں پڑگیا تو کاہل وسست ہوگیا اور وہ محنت اور جدوجہد جو اسلام کے لئے ہونی چاہئے تھی سب چھوٹ گئی پھر اس اسپین کے مسلمانوں کو چند صدیوں بعد اتنا گھٹیا اور نکما کردیا گیا کہ وہ

دین کی قدر اور پیغمبر اسلام کے طریقوں کو اہمیت دینے کی بجائے غیروں کے طور وطریق کو اہمیت دینے لگے اور پھر وہ دور بھی آتا ہے کہ جس طرح مسلمانوں نے طارق بن زیاد کی قیادت میں اسپین پر حملہ کیا تھا اور اپنی کشتیاں سمندر کے کنارے جلادی تھیں کہ یا تو اس ملک کو فتح کریں گے یا یہیں شہید ہوجائیں گے کسی اردو شاعر نے کیا ہی خوب منظر کشی کی ہے۔ ؎

جن ساحلوں پہ ہم نے کشتیاں جلائی تھیں
ان ساحلوں پہ آج اداسی کی شام ہے

اور پھر مسلمانوں نے اسپین کو فتح کرلیا اور عیسائی دعا میں لگے ہوئے تھے اسی طرح جب عیسائیوں نے بعد میں حملہ کیا تو مسلمان دعا کررہے ہیں کہ اے اللہ ہم کو عیسائیوں سے بچالے، مسجدوں میں دعا کررہے ہیں، خانقاہوں میں دعا کررہے ہیں مدرسہ میں دعا ہورہی ہے ختم خواجگان ہورہا ہے اور دعاؤں کیلئے بڑے بڑے اجلاس منعقد ہورہے ہیں نتیجہ وہی ہوا جو پہلے عیسائیوں کیساتھ پیش آیا کہ اب کے مسلمان مغلوب ہوئے اور عیسائی فاتح ہوئے اور پورے ملک اسپین پر قابض ہوگئے دوہزار مسجدوں کو ڈائنامیٹ سے اڑادیا گیا اور یوگوسلاویہ کا پارلیمنٹ جو آج ہے وہ وہاں کی جامع مسجد کے ملبہ پر بنا ہوا ہے اور جہاں کہیں سے بھی اللہ اکبر کی آواز آئی فوراً چند آدمیوں نے جاکر اسکو پکڑا اور ذبح کردیا جہاں کوئی مسلمان نظر آیا فوراً اسکا سر قلم کردیا۔

بزدلی کی اہم وجہ

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس زمانہ کا مسلمان اتنا بزدل ہوگیا کہ دوسو مسلمانوں پر مشتمل ایک قافلہ جارہا تھا ایک عیسائی عورت ملتی ہے اور کہتی ہے کہ تم لوگ ابھی یہیں ٹھہرو گھر سے تلوار لے کر آتی ہوں اور تم

کو قتل کرتی ہوں یہ سارے مسلمان وہیں ٹھہرے رہے اور ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھے وہ عورت گھر سے تلوار لے کر آئی اور سب کو قتل کر دیتی ہے۔ جب انسان احکام اسلام پر عامل ہوتا ہے تو اس کا دل مضبوط ہوتا ہے اور اس کو کسی طرح کا خوف نہیں رہتا۔ دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صرف دعا پر بھروسہ نہیں کر لینا چاہئے بلکہ اس کے ساتھ تدابیر بھی کرنی چاہئے۔ آپ ﷺ کی زندگی سے ہم کو بھی سبق ملتا ہے کہ محنت اور جدوجہد سے ہی ہم کو کامیابی مل سکتی ہے۔ اللہ ہم کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کے معجزات پر پکا ایمان عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

جان اور مال

سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے

مجلس نمبر (۲۴)

مجلس مبارک ۹ ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۰ ر اگست ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! حسب معمول حضرت والا حفظہ اللہ خانقاہ رحیمی دار العلوم محمدیہ کے ہال میں تشریف فرما تھے۔ رمضان المبارک کی برکت سے نورانیت چھائی ہوئی تھی۔ نمازیوں کی تعداد بھی کثیر تھی اس لئے مجلس میں بھی حاضرین کی تعداد غیر معمولی تھی۔ ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعا کا اہتمام ہوا۔ اور مرحومین کو ایصال ثواب کیا گیا بعدہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ. وَقَالَ تَعَالٰی یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰی وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور پردہ نشین خواتین!

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی بدولت مسلمانوں کو بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو دوسرے مذاہب والوں کو میسر نہیں۔ انھیں عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت زکوٰۃ بھی ہے جو امت کے مالدار طبقوں پر لازم قرار دی گئی ہے تاکہ غریبوں اور محتاجوں کی کفالت اور پرورش ہو سکے۔

امت کے وہ غریب اور یتیم بچے اور بچیاں جن کی کوئی دیکھ ریکھ کرنے والا نہیں ہے ان کی تعلیم و تربیت اور شادی بیاہ کا بندوبست اور نظم کیا جا سکے یہ صرف مذہب اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے غریبوں اور محتاجوں کا اس قدر خیال کیا، ہندوستان میں بے شمار مدارس اسلامیہ زکوٰۃ ہی کے طفیل چل رہے ہیں۔

زکوٰۃ کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کے ادا نہ کرنے پر جو وعیدیں قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ آپ کے سامنے کچھ بیان کردوں۔ کیونکہ زکوٰۃ کی اہمیت لوگوں کے دلوں سے نکلتی جارہی ہے اور مال کی حد درجہ محبت نے لوگوں کو اسلام کے اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں کاہل اور سست بنا دیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ زکوٰۃ ہمارے اوپر فرض ہے مگر پھر بھی اس کی ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہیں جس طرح غیر رات دن مال کمانے کی فکر میں لگا ہوا ہے کسی کو لینے دینے سے اس کو کوئی ممانعت نہیں اسی طرح آج ہمارا حال بھی ہو گیا ہے کہ مال کو تہہ کر کے رکھتے ہیں مگر یہ خیال تک نہیں ہوتا کہ غریبوں اور مسکینوں کا بھی اس میں حق ہے۔ حالانکہ جب زکوٰۃ ادا کردی جائے تو وہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔

ثعلبہ کا واقعہ

زکوٰۃ کے لغوی معنی بڑھوتری اور صفائی ستھرائی کے آتے ہیں یعنی زکوٰۃ ادا کرنے سے مال بڑھتا ہے اور صاف ستھرا رہتا ہے، قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر جہاں نماز کا حکم دیا گیا ہے وہیں زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اور رسول کریم ﷺ نے بھی بہت ساری حدیثوں میں زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت اور نہ ادا کرنے پر وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور نہ ادا کرنے والے کا سختی کے ساتھ بائیکاٹ کیا اور آئندہ اس کی زکوٰۃ لینے سے منع کردیا۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں ایک ثعلبہ نامی شخص تھا انھوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی یا رسول اللہ! دعا فرمادیجئے کہ میں مالدار ہو جاؤں، آپ علیہ السلام نے سکوت فرمایا پھر انھوں نے درخواست کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمادی، ان کی بکریوں میں اضافہ ہوا اور اتنا اضافہ ہوا کہ وہ مدینہ چھوڑ کر تھوڑی دور چلے گئے اور صرف جمعہ کے لئے مسجد میں آتے پھر کچھ دنوں بعد اور اضافہ ہوا تو وہ اور دور چلے گئے تو جمعہ کے لئے مسجد نبوی میں آنا بھی ترک کردیا پھر زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے دو آدمیوں کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے ثعلبہ کے پاس اور ایک دوسرے شخص کے پاس بھیجا جو بنو اسلم قبیلے کا تھا جب یہ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کا پیغام سنایا تو ثعلبہ نے کہا کہ یہ تو (نعوذ باللہ) جزیہ ہے جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے اور کہا کہ جایئے بعد میں بتائیں گے، یہ دونوں دوسرے شخص کے پاس گئے تو انھوں نے عمدہ جانور پیش کردیا تو انھوں نے کہا کہ عمدہ مال لینے سے ہم کو منع کیا گیا ہے اس لئے ہم عمدہ مال تو نہیں لے سکتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں خوشی خوشی دے رہا ہوں آپ قبول فرمالیں، زکوٰۃ کا یہ مال لے کر واپسی میں پھر ثعلبہ کے پاس پہنچے پھر اس نے یہی جواب دیا کہ یہ تو جزیہ ہے جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے آخر کار زکوٰۃ نہیں

دی، جب یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچے اور اس شخص کا واقعہ بیان کیا جس نے زکوٰۃ میں عمدہ مال دیا تھا تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور بڑی دعائیں دیں اور ثعلبہ کا حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثعلبہ ہلاک ہوگیا ثعلبہ کا کوئی رشتہ دار آپ ﷺ کی مجلس میں موجود تھا وہ بھاگا ہوا ثعلبہ کے پاس گیا اور اس کو برا بھلا کہا پھر ثعلبہ چند بکریاں لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری زکوٰۃ لینے سے منع کر دیا ہے پھر یہ شخص واپس چلا گیا اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس زکوٰۃ کا مال لے کر آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر اس کا مال لینے سے انکار کر دیا کہ جس کا مال آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا اس کا مال میں کیسے قبول کرسکتا ہوں؟ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مال لے کر آیا تو انھوں نے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جس کا مال نبی اکرم ﷺ اور خلیفہ اول نے قبول نہیں کیا اس کا مال میں کیسے لے سکتا ہوں؟ پھر یہ شخص خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا مگر انھوں نے بھی اس کا مال لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جس کا مال نبی اکرم ﷺ اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے قبول نہیں فرمایا اس کا مال میں بھی قبول نہیں کرسکتا ہوں پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس کا انتقال ہوگیا۔ دیکھا آپ حضرات نے کہ ایک شخص نے زکوٰۃ کو تاوان سمجھا تو اس کا مال لینے سے انکار ہی کر دیا اور کسی نے بھی اس کے مال کو قبول نہیں کیا۔

ہماری جان ہمارا مال سب اللہ کی امانت

ہم کو یہ جان لینا چاہئے کہ یہ مال اور جان اللہ کی امانت ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ اس لئے ہم کو اللہ کی

راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے دریغ نہیں کرنا چاہئے اور اللہ کا کتنا بڑا فضل و کرم کہ ہم اس مال کو خرچ کریں جو اللہ کا دیا ہوا جو کہ اللہ ہی کی امانت ہے اللہ تعالیٰ اس مال کو بڑھاتے ہیں اور مضاعف کر کے دیتے ہیں لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ اگر میری نعمتوں پر شکر کروگے تو مزید اضافہ کروں گا اور اگر ناشکری کروگے تو جان لو کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اگر مسلمان صحیح طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو کوئی بھی مسلمان غریب نہ رہے، الحمدللہ مسلمانوں میں بھی مالدار طبقے کی ایک معتد بہ جماعت ہے، پچھلے دنوں کچھ تنظیموں کے سربراہ اور ذمہ داروں سے گفتگو ہوئی تو کہنے لگے کہ اگر ہندوستانی مسلمان صحیح صحیح زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ہر سال ہزاروں کروڑ روپے جمع ہوجائیں صرف ہندوستانی مسلمانوں کی زکوٰۃ اتنی زیادہ نکلے گی، اس سے پتہ چلا کہ مسلمان زکوٰۃ ادا کرنے میں بڑا تساہل برت رہے ہیں جو زکوٰۃ کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتے ہیں ایسے لوگوں کا انجام بڑا خراب ہوگا قیامت کے دن اس مال کو سانپ کی شکل دی جائے گی اور وہ صاحب مال کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اس کو ڈستا رہے گا اور اس سے کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں اور سورۂ ہمزہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَہٗ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ جو شخص مال کو جمع کرتا ہے اور سمیٹ سمیٹ کر رکھتا ہے گمان کرتا ہے کہ اس کا یہ مال ہمیشہ رہے گا: کَلَّا لَیُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَاالْحُطَمَۃِ نَارُاللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ اِنَّھَا عَلَیْھِمْ مُّؤْصَدَۃٌ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ہرگز اس کا یہ گمان صحیح نہیں ہے اس کو حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تجھے کیا پتہ کہ حطمہ کیا چیز ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ آگ ہے جو دلوں کو جا پہنچتی ہے وہ آگ ان لوگوں پر بند کر دی جائے گی اس طرح کہ وہ اس میں گھرے ہوئے ہوں گے بالکل ایسے ہی جیسے کہ آگ کے صندوق۔

زکوٰۃ بھی نماز کی طرح فرض ہے

دوستو! اللہ نے جو مال و دولت عطا کیا ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے جس طرح نماز کا پڑھنا فرض ہے، زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لَوْمَنَعُوْنِیْ حَمًّا لَالَجَاهَدْتُهُمْ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں جو شخص اونٹ کے ساتھ اس کی رسی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور آج صرف اونٹ دے گا اس کی رسی نہیں دے گا تو میں اس سے جہاد کروں گا۔

خلیفہ ثانی فارق بین الحق والباطل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یَا خَلِیْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَاَلُّفَ النَّاسَ وَارْفَقْ بِهِمْ اے رسول اللہ ﷺ کے نائب اور خلیفہ لوگوں کے ساتھ تالیف قلوب کا معاملہ کیجئے اور نرمی کیجئے۔ فَقَالَ لِیْ اَحْبَارٌ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَخَوَارٌ فِی الْاِسْلَامِ اَنَّهُ قَدْ اِنْقَطَعَ الرَّحیٰ وَتَمَّ الدِّیْنَ اَیُنْقَصُ وَاَنَا حَیٌّ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے غضبناک ہو کر فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تو شیر بنتے تھے اور جب اللہ نے اسلام کی توفیق بخشی تو بلی بن گئے۔ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور دین کامل و مکمل ہو چکا ہے کیا میرے جیتے جی دین میں کمی ہو سکتی ہے۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ بخدا میں ان لوگوں سے جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے جس میں تیسری چیز زکوٰۃ ہے اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا انکار کرتا ہے تو اس کا اسلام سے کوئی تعلق

نہیں بلکہ وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ اس نے قرآن کی کئی آیتوں اور حدیثوں کا انکار کیا۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا انجام

زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کا اخروی انجام ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ جو لوگ سونا اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجئے۔ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ جس دن اس مال کو جہنم کی آگ میں دہکایا جائے گا پھر اس کے ذریعہ ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ یہ وہ چیز ہے جس کو تم لوگوں نے اپنے لئے گاڑ کر رکھا تھا سو اپنے گاڑے ہوئے کا مزہ چکھو۔ مفسرین کرام نے یہاں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ جب فقیر رئیسوں سے مانگنے کے لئے جاتا ہے تو ان کی پیشانی پر بل آتا ہے پھر پہلو تہی کرتا ہے پھر پشت پھیر کر چل جاتا ہے تو عذاب بھی اسی ترتیب سے دیا جائے گا، زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے دنیوی نقصانات بھی ہیں اور اخروی نقصانات تو ہیں ہی، زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا پہلا فقدان تو یہ ہے کہ اس مال سے اللہ کی حفاظت ہٹالی جاتی ہے اور جب اللہ کی حفاظت ہٹالی جائے تو وہ مال غیر محفوظ ہو جاتا ہے اور مال نہیں بلکہ وبال بن جاتا ہے، دوسرا نقصان یہ ہے کہ اس میں غرباء، یتامیٰ اور مسکینوں کا حق ہے جب ہم نے زکوٰۃ نہیں دی تو اصل مال کے ساتھ دوسروں کا حق مل گیا اس طرح ہم دوسروں کے حقوق بھی کھا رہے ہیں۔

حدیث قدسی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو ہم اپنی نعمتوں سے نوازیں اور مال ودولت عطا کریں لیکن وہ اس میں سے زکوٰۃ ادا نہ کرے غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے حقوق ادا نہ کرے تو ہم اس سے وہ نعمت چھین لیتے ہیں، کوئی کتنا ہی زیادہ کماتا ہو مگر اس کا خرچ پورا نہیں ہوتا ہمیشہ روتا ہی رہتا ہے غلط مقدمات میں پھنس گیا، بیوی بچے بیمار ہوگئے، گھر میں چوری ہوگئی گویا کہ اس کا قلبی سکون غارت ہوگیا، زکوٰۃ نہ دینے کی نحوست پورے گھر والوں پر پڑتی رہتی ہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین مال وہ ہے جس کی زکوٰۃ ادا کی جائے اور فرمایا وہ مال بندے پر عذاب ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔

روپیہ اور پیسہ انسان کی اہم ضرورت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے تو دنیا کی ساری چیزیں رونے لگیں لیکن دو چیزیں نہیں روئیں سونا اور چاندی تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم کیوں نہیں روئے؟ تو سونے اور چاندی نے کہا کہ جو انسان آپ کی نافرمانی کرے اس کے لئے ہماری آنکھ میں آنسو نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنے جلال کی قسم میں اسی آدمی سے عزت کراؤں گا آج انسان سونے اور چاندی سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے شیطان نے سونا اور چاندی کو ہاتھ میں رکھ کر کہا تھا کہ جو تیرا بندہ ہے وہ میرا بندہ، جو تجھ سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا، ہماری جو کرنسی ہے جس کو ہم نوٹ کہتے ہیں یہ سونے کا بدل ہے جس ملک کے خزانے میں جتنا سونا ہوتا ہے اس کی مقدار روپئے چھاپے جاتے ہیں کیونکہ سونا بھاری ہوتا ہے اس کو جیب میں نہیں رکھ سکتے آسانی اور سہولت کی خاطر حکومتوں نے کاغذ کے نوٹ تیار کئے ہیں غیر مسلم لوگ جب دوکان پر جاتے ہیں اور سب سے

پہلے جو پیسے ان کو ملتے ہیں اس کو چومتے ہیں یہ شیطانی فعل ہے شیطان نے بھی چوما مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ درہم ودینار کو پاؤں کے نیچے رکھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو پاؤں کے نیچے نہ رکھو سر پر بھی مت رکھو اور دل میں بھی مت رکھو بلکہ اس کو جیب میں رکھو یہ ضرورت کی چیز ہے، مال ایک ایسی چیز ہے جس سے آدمی کی ضرورتیں وابستہ ہیں مال اگر صحیح طریقہ سے استعمال کرے تو دنیوی اور اخروی سرخروئی کا ذریعہ ہے اور اگر صحیح طریقہ پر استعمال نہ کرے تو وبال بھی ہے۔

زکوٰۃ کے فضائل

زکوٰۃ کے فضائل ومناقب بھی قرآن وحدیث میں بڑی کثرت سے بیان کئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ دائم ہر چند　　دو فرشتہ خوش منادی می کنند
کہ اے خدایا منعفاں را سیر داور　　ہر دم شاں را عوض دہ صد ہزار

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو فرشتے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو تو آسودہ رکھ اور ہر درہم کے بدلہ ان کو ایک لاکھ درہم عطا فرما۔ خرچ کرنے والے کے اخلاص اور نیک نیتی کے اوپر ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص حلال اور پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو پاکیزہ اور حلال مال ہی قبول فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس مال کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتے ہیں اور اس کی اس طرح

پرورش کرتے ہیں جس طرح کوئی تم میں اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھجور کے برابر کیا ہوا صدقہ ایک پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے اور اگر نیتوں میں فتور ہے تو لاکھوں کا مال صدقہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان لوگوں کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس میں سات بالیاں اگ آئیں اور ہر بالی میں سو دانے اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے چند گنا کر کے دیتا ہے اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

کیوں اتنا زیادہ دیتے ہیں اسکی حکمت و مصلحت اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن یہ بات بھی یاد رکھیں کہ صدقہ خیرات کر کے احسان مت جتلائیں اس کی وجہ سے سارا کیا دھرا بیکار بلکہ وبال جان ہو جائے گا۔

زکوٰۃ کے چند مسائل

اب زکوٰۃ کے چند مسائل عرض کئے دیتا ہوں۔

جس آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یعنی اسیؔ پر سات گرام سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو یا سونا ساڑھے سات تولہ سے کم ہے اور چاندی ساڑھے باون تولہ سے کم ہے تو دونوں کی قیمت ملا کر دیکھا جائے گا اگر چاندی کی قیمت یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر پہنچ جائے تو بھی زکوٰۃ اس پر واجب ہے۔

اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور نقد ہے اور دونوں کو ملا کر چاندی یا سونے میں سے کسی ایک کے نصاب کو پہنچ جائے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر سونا چاندی یا نقد

روپیہ کچھ بھی نہیں ہے لیکن دس ہزار سے زائد کا مال تجارت اس کی دوکان میں ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، پورے سال کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی، البتہ وہ شخص مقروض نہ ہو یا مقروض تو ہے لیکن قرض کے اور حوائج اصلیہ کے علاوہ مال نصاب کے بقدر موجود ہے تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

جب ایک شخص مالک نصاب ہو گیا تو جیسے ہی سال پورا ہو جائے فوراً اس کی ادائیگی واجب ہوگی اگر ادا نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ ہاں ادائیگی کیلئے سال کا پورا ہونا شرط ہے لیکن ایک شخص جیسے ہی مالدار ہوا فوراً اس نے زکوٰۃ ادا کر دی تو بہت اچھا کیا۔ اگر کسی کے پاس بہت زیادہ سامان ہے لیکن وہ سب ضرورت کے ہیں تو اس سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، ایک آدمی ایک لاکھ کی گھڑی پہنتا ہے نوے لاکھ کی کار میں چلتا ہے تو اس گھڑی اور کار پر زکوٰۃ فرض نہیں، اسی طرح بلڈنگوں پر خواہ کتنی ہی مہنگی اور قیمتی کیوں نہ ہوں ان پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں اگر بھاڑے پر دیا ہے اور بھاڑا نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

آج بہت سے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جو بڑے بڑے لوگ ہیں ان پر زکوٰۃ فرض ہے اصول یہ ہے کہ جو صاحب نصاب ہو شریعت نے اس کو مالدار قرار دیا ہے اس لئے اس میں کبھی تساہل نہ برتیں ورنہ کل قیامت کے دن بہت خراب انجام ہوگا۔

زکوٰۃ مستحق کو دینے سے ہی ادا ہوتی ہے

ہمارے بہت سے بھائی ایسے ہیں جو زکوٰۃ تو ادا کرتے ہیں مگر ان کے مستحقین تک نہیں پہنچاتے جبکہ کپڑے وغیرہ خرید کر اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رشتہ داروں میں صدقہ خیرات اور زکوٰۃ دینے کا دوہرا ثواب ہے مگر یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ زکوٰۃ کا مستحق یہ ہے بھی یا نہیں، رشتہ دار اچھا کھاتا پیتا اور

مالدار ہے پھر بھی اس کو زکوٰۃ دیدیتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے وقت سوچ سمجھ کر ادا کرنی چاہئے اور شان نہیں دکھانی چاہئے کہ ہم اتنی زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں اتنے رشتہ داروں کو ہر سال کپڑے دے رہے ہیں، اپنے ان رشتہ داروں کو دینا ہے جو مجبور ہیں جن کی اتنی کمائی نہیں ہے یا جو صاحب نصاب اور صاحب حیثیت نہیں ہے ان کو دینا ہے، بہت سارے ہمارے بھائی ایسے ہیں جو بہت اچھا کماتے ہیں پانچ دس ہزار روپے مہینے میں کما لیتے ہیں اور ان کا گزر آرام سے ہو رہا ہے لیکن جب رمضان آتا ہے تو مالداروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں یہ بالکل درست نہیں حرام ہے، جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہے کہ ہم آرام سے گزر بسر کر لیتے ہیں تو زکوٰۃ کا مال ہم کو لینا جائز نہیں ہے، کچھ حضرات ایسے ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اپنے ملازمین کو زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس کے عوض زیادہ کام لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے اگر واقعی اس ملازم کی حالت خستہ ہے صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن اس کے بدلہ میں اپنا کوئی ذاتی کام نہیں لے سکتے ہیں، اگر اس طرح اس کے بدلہ میں کام لیں گے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، ہماری بہت ساری مائیں بہنیں ایسی ہیں کہ جن کے پاس سونے اور چاندی کے زیور ہیں اور وہ ان کو کبھی تول کر نہیں دیکھتیں، کبھی سنار کے پاس وزن نہیں کراتیں، سنار کے پاس جا کر معلوم کرنا چاہئے کہ یہ زیور کتنے پیسے کا ہے اس حساب سے زکوٰۃ نکالیں، زکوٰۃ سو میں ڈھائی فیصد ادا کرنا ہے ہمارے بہت سارے نوجوان ایسے بھی ہیں جن کو زکوٰۃ کے بارے میں پتہ ہی نہیں ہے کہ یہ کیا ہے؟

چیٹی بھی سود ہی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰی وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ سود کو اللہ تعالیٰ گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ آدمی یہ سوچتا ہے کہ سود پر پیسہ لے کر بہت اچھا

ہو جاؤں گا یہ اس کی خام خیالی ہے کبھی اچھا نہیں ہو سکتا، سود لینے والا اور دینے والا یہ دونوں ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا۔ سود لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام، آج کل ہمارے بہت سے احباب ایسے بھی ہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے میں کسی پر نکیر نہیں کرتا ہوں یہ چیٹیاں چلاتے ہیں پچاس ہزار پچیس ہزار کی پرچی نکالتے ہیں پھر جس کے نام کی چیٹی نکلتی ہے اس کو کم دیتے ہیں باقی دوسرے لوگ بانٹ لیتے ہیں تو یہ سب ناجائز اور حرام ہے، اپنے اچھے مال کو حرام کر لیتے ہیں اس چیز کو خصوصیت کے ساتھ بند کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام کر دیا ہے مسلمانوں کے لئے وہ قیامت تک کے لئے حرام ہے، لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مجبوری میں لے لیا لیکن اس کہنے سے حلال نہیں ہوتا، شراب شراب ہی ہے وہ حلال ہی نہیں ہوتی، اسی طرح سود کبھی حلال نہیں ہوتا وہ حرام ہی رہتا ہے، یہ جتنی بھی شکلیں چیٹی کی ہیں وہ سب ناجائز ہی ہیں اور اس سے حاصل ہونے والا پیسہ چاہے کاروبار میں لگے یا ہمارے کھانے پینے میں لگے سب کا سب ناجائز ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سود کو بڑھاتے نہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس کو بند کیا جائے اور چیٹیوں کو چلا کر ہم سمجھ رہے ہیں کہ اس سے ہم بڑھ رہے ہیں یہ بالکل غلط ہے لوگ چیٹی چلاتے ہیں پھر درمیان میں لے کر بھاگ جاتے ہیں، چیٹی چلانے والا اور اس میں پیسہ ڈالنے والا دونوں ناجائز کام کر رہے ہیں، اب لے کر بھاگ گیا تو وہ بھی ناجائز ہے وہ بھی ناجائز کر رہا تھا آپ بھی ناجائز کر رہے ہیں جو بھی ناجائز کام کا ساتھ دینے والا ہے وہ بھی اتنے ہی عذاب کا مستحق ہوگا جتنا اس نے کیا ہے۔ کوئی آدمی شراب نہیں پیتا ہے لیکن شراب خانے کا راستہ دکھا رہا ہے کہ ادھر شراب خانہ ہے تو اس آدمی کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا شراب پینے والے کو، اگر کوئی آٹو میں یا گاڑی میں شراب رکھ کر لاتا ہے اس کو بھاڑا کمانا ہے لیکن پھر بھی وہ شراب پینے

والوں میں شامل ہوگا اسی طرح سے چیٹیوں کا راستہ بتانے والا اور مشورہ دینے والا یہ سب لوگ اسی میں شامل ہیں۔ وَحَرْبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہے۔ میرے اور میرے رسول سے جنگ ہے جو سود لیتے اور دیتے ہیں، اس سے دوستو بہت بڑی نحوست آتی ہے اس سے بچنا چاہئے خاص طور سے بچنا چاہئے چیٹیاں اس لئے اٹھاتے ہیں کہ عید اچھی ہوجائے دوستو! عید تو اچھی ہوجاتی ہے لیکن کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے بہترین سیزن

میں عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض فرمائی ہے جیسے نماز، روزہ اور حج ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اور رمضان میں زکوٰۃ ادا کرنا اس لئے احسن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک روپئے کے بدلے ستر روپئے کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں، اس لئے ہمارے اکابرین رمضان المبارک آنے سے پہلے مال کا حساب لگالیا کرتے تھے اور رمضان آتے ہی زکوٰۃ ادا کردیا کرتے تھے، جن لوگوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے وہ آخری رمضان تک بھی ادا کرسکتے ہیں، دوسری چیز فطرہ ہے آج جمعہ ہے آج تیئیسواں روزہ ہے، اللہ تعالیٰ تیس روزے عطا فرمادے تو اس کی رحمت ہے ورنہ لوگ سوچتے ہیں انتیس ہی کا چاند ہو، اگلا جمعہ رمضان ہوگا کہ نہیں ورنہ یہی آخری جمعہ ہے تو عید الفطر سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کردیں۔ صدقات کے دینے سے مال بڑھتا ہے جس طرح زکوٰۃ کے ادا کرنے سے مال کی حفاظت ہوجاتی ہے مال میں برکت ہوتی ہے اسی طرح صدقات ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور اس کے مال میں بڑھوتری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آدمی صدقہ دیتا ہے آسمان سے نازل ہونے والی بلائیں اس صدقہ کی وجہ سے رد ہوجاتی ہیں، روک لی جاتی ہیں، صدقات

اتنی اچھی چیز ہے، رمضان المبارک کے اخیر میں صدقہ فطر ہر بالغ اور نابالغ مرد وعورت بچہ بچی سب پر واجب ہے، اس کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں ہے جو آدمی دووقت کی روٹی آرام سے کھارہا ہو وہ صدقہ فطر ادا کرے، روزانہ کا خرچ آرام سے چل رہا ہے تو صدقہ فطر واجب ہے، چھوٹے بچے کا بھی اتنا ہی ہے جتنا بڑے کا ہے، تقریباً پونے دوکلو گیہوں یا اس کی قیمت اور جو بہت زیادہ مالدار ہو وہ کشمش اور منقیٰ کی قیمت سے صدقہ فطر ادا کرے تو بہتر ہے لیکن عام لوگوں کے لئے پونے دوکلو گیہوں ہے یا اس کی قیمت ہے، صدقہ فطر نماز عید سے پہلے پہلے ادا کردے تاکہ جو غریب ویتیم ہیں وہ بھی اپنی عید اچھی طرح سے منا سکیں۔ دوسری چیز اللہ کے رسول نے فرمایا کہ صدقہ فطر اللہ نے اس لئے واجب کیا ہے مسلمانوں پر کہ رمضان المبارک میں جو روزے رکھے جاتے ہیں تراویح پڑھی جاتی ہے، قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اور جو نیک اعمال ہوتے ہیں اگر اس میں کوئی کمی ہوجاتی ہے تو صدقہ فطر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کمی کو پورا کردیتے ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ کون مسلمان ہے جو کہہ دے کہ میں نے پورا پورا رمضان کا حق ادا کردیا، کوئی نہیں کہہ سکتا اور نہ کرسکتا ہے، کچھ نہ کچھ کمی رہ ہی جاتی ہے ایسے میں اگر ہم نے صدقہ فطر ادا کردیا تو جو ہمارے اعمال میں کمی رہ گئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے والا بنائے اور ظلم سے پرہیز کرنے والا اور بچنے والا بنائے، اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے خیر وبرکات پورے عالم کے مسلمانوں کو اور ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اتحاد و اتفاق

شیخِ طریقت حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کا بیانِ مبارک

کیم شوال المکرّم (یوم عید الفطر) ۱۴۳۱ھ، مطابق ۱۰رستمبر ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

عید الفطر کی نماز دوگانہ سے قبل حضرت حبیب الامت نے برادران اسلام سے خطاب فرمایا۔ جس کو حضرت والا کی اجازت سے مجلس میں شامل کیا گیا ہے۔ شیخِ طریقت حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّآ نَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام اور عزیز طلباء! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آج کا دن امت مسلمہ کے لئے خوشیوں اور شادمانیوں سے بھرا ہوا دن بنایا ہے اس لئے میں آپ تمام حضرات کو دل کی گہرائیوں سے محمدیہ ایجوکیشنل چیریٹیبل ٹرسٹ جو اس ادارے کو چلاتا

ہے اس کے تمام اراکین کی جانب سے آپ تمام کو عید الفطر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم تمام کی عبادتوں کو قبول فرمائے اور ہمارے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا فرمائے۔

حضرات گرامی! وقت بالکل تنگ ہے اسلئے طویل گفتگو نہ کرتے ہوئے اسی آیت کریمہ کے تعلق سے چند باتیں آپ لوگوں کے گوش گذار کردیتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: **وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا** اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور آپس میں تفرقہ مت کرو۔ آج پورے عالم اسلام کا یہی مسئلہ ہے کہ اتحاد و اتفاق جو ایک بیش بہا دولت ہے اس کو لوگ اپنانے کیلئے تیار نہیں، ہمارے درمیان شیطان نے نفاق ڈال دیا، اتحاد و اتفاق سے رہنے نہیں دیتا اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

دوستو! امت کی سب سے بڑی طاقت اتحاد ہے اگر یہ اتحاد مقامی اعتبار سے مکمل ہے یا ملکی اعتبار سے مکمل ہے یا عالمی اعتبار سے مکمل ہے تو جس سطح پر اتحاد مکمل ہے اسی سطح پر مسلمانوں کی طاقت وقوت بھی مکمل ہوگی اور اگر اس میں کسی اعتبار سے کمی ہے تو امت محمدیہ کی طاقت میں بھی کمی آئے گی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا** اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو ورنہ تم نامراد ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ڈٹے رہو۔ آج ہم نے اس قرآنی اصول کو توڑ دیا ہے اور اس پر بالکل عمل پیرا نہیں ہیں ہم میں گروہ بندی بہت زیادہ ہوچکی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

معمولی معمولی باتوں کو لے کر اختلاف وانتشار پیدا کرلیتے ہیں اور پھر نا ختم ہونے والی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، دار العلوم دیوبند کے ایک بہت بڑے

عالم محدث، فقیہ گذرے ہیں، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ بڑے غضب کا تھا اگر سرسری نظر بھی کسی کتاب پر ڈال لیتے تو بھی وہ چیز ستائیس سال تک بھولتے نہیں تھے، دارالعلوم کے کتب خانہ میں اس زمانہ میں جتنی کتابیں تھیں وہ حضرت کو زبانی یاد تھیں اور دارالعلوم کا کتب خانہ کوئی معمولی کتب خانہ نہیں ہے، ایک مرتبہ عیسائیوں سے مناظرہ ہورہا تھا، کسی نے کہا کہ عیسائی تو ہار ہی جائیں گے اور حضرت جیت جائیں گے تو حضرت نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں ہے جب تک انور شاہ زندہ ہے انشاء اللہ دوبارہ لکھ دیا جائے گا، اللہ اکبر کیسا حافظہ تھا، ایک چلتا پھرتا کتب خانہ تھے، ایک عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث رہے بڑے بڑے علماء ان کے شاگردوں میں سے ہیں، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے فرزند مفتی محمد تقی عثمانی ہیں جو ابھی چند دنوں پہلے بنگلور آئے تھے۔

شیخ الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے علامہ کشمیری کے شاگردوں میں سے تھے، ایک مرتبہ شاگردوں نے دیکھا کہ حضرت بہت ہی غمگین اور بے چین ہیں، مفتی محمد شفیع اور دیگر شاگردوں نے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ کہنے لگے کہ زندگی یوں ہی بے کار گذر رہی ہے تو مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت آپ تو رات دن حدیث پڑھانے میں لگے ہوئے ہیں دین کی عظیم الشان خدمت کررہے ہیں اگر آپ ایسی بات کہہ دیتے ہیں تو کون دین کی خدمت کررہا ہے تو حضرت نے کہا کہ ہم نے اپنے مسلک کو اچھا بنانے پر پورا زور ختم کردیا حالانکہ سارے ائمہ برحق ہیں، خواہ شافعی ہوں یا حنفی، مالکی ہوں یا حنبلی، ہماری ساری زندگی مسالک کے ادھیڑ بن میں صرف ہوگئی آج قادیانیت پھیل رہی ہے ہم نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی تو آپسی اختلاف اور اولی غیر اولی میں پھنس کر رہ گئے، مرنے کے بعد یہ نہ پوچھا جائے گا کہ کس مسلک کے ہو حنبلی ہو یا شافعی، حنفی ہو یا مالکی، جماعت اسلامی کے ہو یا بریلوی

یا کہ دیوبندی بلکہ وہاں تو صرف تین سوالات ہوں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اگر ان تینوں سوالوں کا جواب دیدیا تب تو ٹھیک ہے اس کیلئے ہمیشہ کی کامیابی وکامرانی ہوگی اور اگر نہیں جواب دے سکا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نقصان اور خسارے میں ہوگا۔

نفاق کی سب سے بڑی وجہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں بگاڑ کی بڑی وجہ یہی ہے کہ لوگ اپنے کو اچھا اور دوسرے کو برا سمجھتے ہیں، نفاق کے لئے یہی بڑا ہتھیار ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ سامنے والا آدمی مجھ سے بہتر ہے۔

آج بھی سب سے بڑا المیہ ہے کہ لوگ اپنے کو بہت اچھا سمجھتے ہیں، اپنے سلوک کو اچھا سمجھتے ہیں اور دوسرے کو برا اور اس کے مسلک کو حقیر سمجھتے ہیں میرے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آدمی اپنے مذہب کو بہتر نہ سمجھے، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی سب کے سب برحق ہیں اس کو حق سمجھ کر اور بہتر جان کر ہی عمل کرنا چاہئے البتہ دوسرے کے مسلک کو حقیر نہ سمجھیں، اگر ہم دوسرے کے مسلک کو حقیر سمجھیں گے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی ہمارے مذہب کو حقیر سمجھے گا اور برا بھلا کہے گا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عزت آپ کرو تو صحابہ کرام کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم دوسروں کی عزت کرنا تو جانتے ہیں مگر اپنی عزت آپ کیسے کریں، کیا ہم اپنے آپ کو اچھا کہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کی عزت کرو تمہاری خود بخود عزت ہوگی اس لئے آپسی اختلاف کو ختم کر کے سارے مسلمانوں کو متحد ہوجانا چاہئے ہر اعتبار سے تو اتحاد ہو ہی نہیں سکتا، ایک گھر میں چار افراد رہتے ہیں، سب کی رائے، سب کا مزاج، سب کے اخلاق وعادات یکساں ہوتے

ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہر چیز میں اتحاد تو نہیں ہوتا مگر پھر زندگی کی گاڑی چل رہی ہے اور بڑے ہی سکون سے بسر ہو رہی ہے اسی طرح گھر کے باہر بھی ماحول پیدا کریں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم نے فرمایا کہ امت میں اتحاد واتفاق سب سے پہلی اور آخری چیز ہے کیونکہ کفار کا غلبہ ہے اسلئے اتحاد واتفاق کی جتنی پہلے ضرورت تھی اس سے کہیں زیادہ آج ضرورت ہے، غیر مسلموں کی نظر میں ہم سب کے سب مسلمان ہی ہیں خواہ کسی بھی مسلک کا ہو ان کو یہ نہیں پتہ کہ کون غیر مقلد ہے، کون بریلوی، کون دیوبندی ہے اسلئے ہم بھی اپنے آپ کو ایک لڑی میں پروئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا صِبْغَةَ اللّٰهِ اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا رنگ الگ الگ نہیں ہونا چاہئے بلکہ سب کا ایک ہی رنگ ہونا چاہئے۔

دوستو! سب سے بڑا اتحاد آپ کو کعبہ میں نظر آئے گا پھر عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں نظر آئے گا لیکن ہمارا یہ اتحاد نمائشی اور علامتی بن کر رہ گیا ہے ہمارے دلوں میں اتحاد نہیں، دشمنوں کو بھی معلوم ہے کہ ہم آپس میں متحد نہیں ہیں اسلئے حقیقت میں متحد ہو جائیں تاکہ ہماری قوت وشوکت معلوم ہو اور ہم بھی اپنی بات منوا سکیں۔ شعر

ایک ہوں مسلم حرم پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

متحد ہوگے تو کہلاؤ گے غازی ورنہ
منتشر ہوگے تو قسطوں میں صفایا ہوگا

اس لئے دوستو!

اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے، اور یہی عید الفطر کا پیغام ہے۔

تبلیغ دعوت کے لئے عمدہ اصول

اتحاد کی ایک ہی شکل ہے کہ کلمہ کی بنیاد پر متحد ہو جائیں، ظاہر ہے کسی بھی مذہب ومسلک کا آدمی ہو لیکن سارے مسلمانوں کا بہرحال کلمہ ایک ہی ہے، رسول ایک، کعبہ ایک، قرآن ایک، رہا رایوں کا اختلاف وہ اپنی جگہ، سورۂ آل عمران میں بڑی اہم بات اس تعلق سے عرض کی گئی ہے ارشاد باری ہے قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اے محمد ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی کتاب کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے دعوت وتبلیغ کا ایک اہم اصول معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جماعت یا کسی ایسے فرد کو دعوت دیتا ہے جو عقیدے اور نظریے میں اس سے مختلف ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان عقائد ونظریات کو چھیڑے بغیر صرف انھیں نظریوں کی وجہ سے دعوت دیں جس میں دونوں فریق متحد ومتفق ہیں ظاہر ہے سارے ہی مسلمانوں کے نظریات بعض اعتبار سے متفق ہوتے ہیں، علامہ اقبال نے مسلمانوں کی آپسی ناچاقی کو بڑے ہی دکھ درد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ہرایک کا عمل اس کے ساتھ ہوگا

آج عید کا دن ہے جو ہمارے لئے خوشی کا دن ہے غیر مسلموں کی بھی عید ہوتی ہے وہ ان کے لئے خوشی کا دن ہے، قرآن کریم میں صاف فرمادیا قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ آپ فرمادیجئے اے کافرو! جن چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا ہوں، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں، وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ اور نہ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو، پھر دوبارہ فرمایا وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور اخیر میں صاف طور سے اعلان کردیا گیا لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے۔ یعنی اس میں کچھ جھگڑنے اور بحث ومباحثہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں اللہ تعالیٰ آخرت میں فیصلہ فرمادیں گے کون حق پر ہے، یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اور امتحان ہال میں صرف سوال حل کئے جاتے ہیں نتائج نہیں بتائے جاتے ہیں نتائج تو بعد میں بتائے جائیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ آپ ان یہود ونصاریٰ سے فرمادیجئے کہ کیا تم لوگ ہم سے حجت کئے جاتے ہو حق تعالیٰ کے مقابلہ میں حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے اور ہم کو ہمارا کیا ہوا ملے گا اور تم کو تمہارا کیا ہوا ملے گا۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ یہود ونصاریٰ کے تعلق سے نازل ہوئی ہے لیکن خصومت اور جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے ایک بہترین اصول ہے خواہ اپنوں کو دعوت دیں یا غیروں کو ہر ایک کے لئے نسخہ کیمیا ثابت ہوگا اس طور پر کہ ایسے لوگوں کو جب دعوت دیں تو مختلف فیہ نظریہ کو مت چھیڑیں بلکہ وہ آخرت کے حوالہ کردیں

اور غیروں کو دعوت دیں تو بھی ان کے غلط عقائد ونظریات کو سامنے لائے بغیر ان کو دعوت دیں اور صاف کہدیں کہ تمہارا معاملہ تمہارے ساتھ رہے گا اور ہمارا معاملہ ہمارے ساتھ رہے گا، ایسی صورت میں ہم غیروں کے ساتھ بغیر لڑائی جھگڑا کئے ہوئے رہ سکتے ہیں ظاہر ہے کہ جس ملک میں ہم رہتے ہیں اس میں اہل ہنود کا غلبہ ہے اور یہ ہمارا مادر وطن ہے اس کو چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتے ہیں یہیں پیدا ہوئے ہیں زندگی گذاریں گے اور یہیں مریں گے، اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہودیوں کے ساتھ بھی معاہدہ امن کیا کہ اگر باہر سے کوئی لشکر تمہارے اوپر حملہ کرے گا تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر ہمارے اوپر حملہ کرے گا تو تم ساتھ دوگے اور ہم میں سے کوئی دوسرے پر حملہ نہیں کرے گا۔

مذہب اسلام اللہ کا پسندیدہ مذہب

ہم بھی اس ملک میں غیروں کے ساتھ رہ کر زندگی بسر کریں مگر جن معاملات میں ہمارا اور ان کا دین اور دھرم کا تعلق ہے ایسے معاملات میں ہم ان سے اپنے کو الگ رکھیں کیونکہ ایسے اتحاد کی ہم کو قطعاً ضرورت نہیں جس میں دین پر آنچ آئے، ہمارے کچھ نوجوان جن کو سیکولرزم کا ہیضہ آتا ہے وہ غیر مسلموں کی شباہت اختیار کرلیتے ہیں اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے ہوگا۔ ہم اگر اسلامی وضع قطع اپنالیں تو غیر خود بخود اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے مذہب اسلام میں بڑی کشش رکھی

ہے ہم اس کو صحیح طور پر اپنی زندگیوں میں لائیں تو اسلام تو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آج میں نے تمہارے دین کو کامل ومکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ اس لئے ہم کو غیروں کا طریقہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آ کر کہنے لگا کہ تمہارے قرآن میں ایک آیت ایسی ہے کہ اگر ہماری کتاب میں ویسی کوئی آیت ہوتی تو جس دن وہ آیت نازل ہوئی اس دن کو خوشی کا دن بنا لیتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ تو اس یہودی نے اسی آیت کریمہ کی تلاوت کی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم کو خوب معلوم ہے یہ آیت کریمہ کب نازل ہوئی اور کس جگہ نازل ہوئی یہ آیت کریمہ میدان عرفات میں جمعہ کے روز نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس دن دو عیدیں جمع کر دیں ایک تو عرفہ کا دن دوسرے جمعہ کا دن اس لئے بھی مزید عید اور خوشی منانے کی ضرورت نہیں، تو اسلام میں ہر چیز ہے اسلام کسی بھی مذہب اور دھرم کا محتاج نہیں ہے۔

ہمارے لئے قرآن وحدیث کافی ہے

الغرض مذہب اسلام ایک کامل ومکمل مذہب ہے اگر کوئی وحشی سے وحشی قبیلہ اسلام قبول کرتا ہے تو اس کو اپنی زندگی گذارنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کو اسی مذہب میں ساری چیزیں مل جائیں گی اور ہم تو قرآن

وحدیث کے علاوہ کسی دوسری کتاب تورات وغیرہ کی اس حیثیت سے بالکل ضرورت نہیں ہے کہ ہم راہ ہدایت حاصل کریں قرآن کامل ومکمل اور تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کرنے والی ہے، ہمارے پیغمبر آخری پیغمبر ہیں آپ کا لایا ہوا دین قیامت تک رہے گا ہم کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے والے اور اپنی زندگیوں میں لانے کی ضرورت ہے۔ آج کا دن بڑا مبارک دن ہے کیونکہ عید الفطر ہے مسلمانوں کیلئے سال میں صرف دو ہی عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ، حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسلمان رمضان کا روزہ رکھ کر اور عبادت کر کے عید کی نماز کیلئے جاتا ہے تو گھر واپس جانے سے پہلے وہ اس طرح گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی عبادت قبول فرمائے اور آپسی اتحاد واتفاق پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

علم کی اہمیت وفضیلت

مجلس نمبر(۲۵)

مجلس مبارک ۹ رشوال المکرّم ۱۴۳۱ھ، مطابق ۶ /اکتوبر ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

دارالعلوم محمدیہ کا تعلیمی سال شروع ہوا تو طلبائے عزیز کے والدین اور سرپرستان کثیر تعداد میں مجلس میں شریک ہوئے۔حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. وَقَالَ تَعَالٰی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان وکرم ہے کہ اس نے ہم کو انسان بنایا اور انسان بنا کر یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ ایمان کی

دولت سے سرفراز فرمایا اور اشرف المخلوقات ہونے کا مقام ومرتبہ عطا کیا۔دنیا میں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو دولت ایمان سے محروم ہیں اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی، ایک ایمان والے کے لئے سب سے بڑی سعادت وخوش بختی اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوسکتی کہ اللہ رب العزت نے اس کو ایمان کی نعمت عظمیٰ عطا کی جس کی قیمت دنیاو مافیہا بھی نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ صاحب ایمان کیلئے خود اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان وعدے کئے ہیں اس کا بدل دنیا کی کوئی چیز نہیں ہوسکتی ہے لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَاسَقٰی کَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت اگر ایک مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتے۔

بہرحال ایمان کی دولت بہت بڑی دولت ہے اور دنیا میں جتنے بھی لوگ بستے ہیں سب آدم ہی کے بیٹے ہیں خواہ کسی بھی مذہب اور کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آدمی ہی کو ایک اور نام دیا ہے انسان، اس کے معنی انسیت، الفت اور محبت کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے انسیت اور محبت رکھنے والا، یہ انسان کا لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف آدمی کیلئے استعمال فرمایا، بڑے بڑے چوپایوں اور دیگر مخلوقات کیلئے اسکا استعمال نہیں کیا گیا کیونکہ آدمی ہی انسان ہوسکتا ہے نہ کوئی اور مخلوق۔

علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی ایک چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا۔ تقویم کا ایک وسیع مفہوم ہے بہترین صورت، بہترین سیرت اور عمدہ خصلت، یہ الگ بات ہے کہ آدمی خارجی اثرات کی وجہ سے اپنے مقام ومرتبہ سے نیچے اتر جائے اور

حیوانیت کا درجہ اختیار کرلے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو تو بہترین تقویم پر پیدا فرمایا ہے پھر اس کی ہدایت ورہنمائی کیلئے انبیاء ورسل کی بعثت کا ایک طویل سلسلہ قائم کیا: ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا پھر ہم نے لگا تار رسولوں کو بھیجا۔ اور آخر میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا، آپ علیہ السلام علم وحکمت لیکر دنیا میں تشریف لائے، آپ ﷺ فرماتے ہیں بُعِثْتُ مُعَلِّمًا میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور کبھی فرمایا اُوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مجھے اولین اور آخرین کا علم عطا کیا گیا۔ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جو علم وحکمت لے کر نہ آیا ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے تعلق سے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں علم وحکمت اور سلطنت میں اختیار دیا کہ جس کو چاہو قبول کرلو تو داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ آپ کی رائے کیا ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کیا کہ علم کو اختیار کرلو اس لئے کہ جہاں علم آتا ہے وہاں حکمت خود بخود آتی ہے اور جہاں حکمت آتی ہے وہاں سلطنت اور بادشاہت آتی ہے تو داؤد علیہ السلام نے علم اختیار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حکمت وتدبر اور پھر حکومت وسلطنت عطا فرمائی تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو علم وقلم کی طاقت عطا فرمائی ہے یہ بہت بڑی طاقت ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ قرآن کریم کی پہلی جو آیت ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے علم وقلم کا ذکر فرمایا ہے، جس قوم کے پاس علم وقلم کی قوت ہوگی وہی قوم ترقی کرسکتی ہے اور اسی کی حکمرانی قائم ہوسکتی ہے اور علم وقلم ہی کی قوت سے فکر وعمل کی قوت پیدا ہوتی ہے لیکن علم اگر نہیں ہے تو وہ قوم پستی اور زوال کی طرف ہی مائل ہوگی اور اس کا مستقبل کبھی بھی روشن اور تابناک نہیں ہوسکتا ہے۔ آج مسلمان جو دنیا کی دوسری سب سے بڑی آبادی ہے اس کے پاس اس زمانہ کے اعتبار سے علم وقلم کی طاقت نہیں ہے اسی لئے دوسروں کا دست نگر بنا ہوا ہے جب اس کے پاس علم وقلم کی قوت تھی تو پوری دنیا اس کی دست نگر بنی ہوئی تھی

کثرت اموال کی وجہ سے کوئی قوم زیادہ دنوں تک ترقی پر قائم نہیں رہ سکتی ہے مال تو ڈھلتی چیز ہے آج ہے کل نہیں ہے۔

علم وقلم کی طاقت بہت بڑی ہوتی ہے

تاریخ اٹھا کر دیکھیں بڑی بڑی حکومتیں جن کا ہر سو چرچا تھا اور انھیں کے نام کا سکہ چلتا تھا لوگ ان کا نام سن کر ڈرنے لگتے تھے اور کانپ اٹھتے تھے لیکن جب ان کے ہاتھوں سے علم وقلم کی قوت گئی تو جہالت وبددینی کی وجہ سے غرور تکبر غریبوں پر ظلم وستم یتیموں کا مال کھانا یہ ساری گندی خصلتیں ان میں دوڑ آئیں نتیجہ یہ ہوا کہ بڑی بڑی حکومت وسلطنت چند سالوں میں ختم ہوگئی، رومن جس کا دنیا بھر میں چرچا تھا اللہ تعالیٰ نے اس طرح دنیا سے اس کو مٹادیا کہ آج صرف اٹلی باقی رہ گیا ہے جہاں عیسائیوں کا سب سے بڑا پوپ اور پادری رہتا ہے آج اس کی سلطنت صرف وہیں تک محدود ہے جس طرح امریکہ آج دنیا کی سپر پاور طاقت ہے اسی طرح روم بھی ایک زمانہ میں دنیا کی سپر پاور طاقت تھی لیکن ان کے ہاتھ سے علم وقلم چلا گیا تو ساری سلطنتیں ان کی چلی گئیں اور ختم ہوگئیں اور آج روم کا صرف نام باقی رہ گیا، قرآن کریم میں بھی روم کا ذکر کیا ہے الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ رومی مغلوب ہوگئے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

قوت فکر وعمل پہلے فنا ہوتی ہے
تب کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور محقق گذرے ہیں آج ان کی کئی کتابیں درس نظامی میں داخل ہیں ایک دفعہ ان کے زمانے کے بادشاہ امیر تیمور لنگ نے اپنے کسی قاصد کو کسی کام سے بھیجا اور کہا کہ کسی کی سواری لے کر چلے

جانا، قاصد یہ سوچ کر کہ میں بادشاہ کا قاصد ہوں اور بادشاہ کا حکم بھی ہے کہ کسی سواری کو لے کر چلے جانا علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر گھوڑا بندھا ہوا تھا انھیں کا گھوڑا لے کر چلتا بنا، تفتازانی نے اس کو بلایا اور دو چپت لگائے کہ گھوڑا میرا ہے کس سے پوچھا تم نے؟ تو کہنے لگا میں بادشاہ کا قاصد ہوں، بادشاہ نے مجھے بھیجا ہے تو علامہ نے اور سخت سست کہا پھر اس قاصد نے بادشاہ سے جا کر شکایت کی تو امیر تیمور لنگ نے کہا کہ میں اس شخص کا کیا بگاڑ سکتا ہوں جس کے قلم نے مجھ سے پہلے ہی دنیا کو فتح کر لیا۔

سب کچھ ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے دست نگر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پچیس لاکھ مربع میل تھی، آج کے حساب سے تقریباً تیس ممالک آتے ہیں، ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عمر قفل ہیں، سارے فتنے ان کی وجہ سے بند ہیں۔ جب بند ٹوٹ جائے گا تو فتنوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور خلافت میں فتنوں کا دروازہ کھل گیا جو آج تک بند نہ ہو سکا اور نہ ہی قیامت تک بند ہو سکتا ہے۔

سلطنتیں الگ الگ ہو گئیں اور اتحاد و اتفاق کی جو سب سے بڑی قوت تھی وہ سب ختم ہو گئی اس لئے کہ علم و قلم کی قوت جب رخصت ہو جاتی ہے تو حکومت وسلطنت بھی ختم ہو جاتی ہے اور اگر حکومت وسلطنت ختم نہ ہو تو بھی دوسروں کے دست نگر بنے رہتے ہیں اور سب کچھ ہوتے ہوئے کوئی حیثیت اور طاقت نہیں رہ جاتی ہے۔ آج مسلمانوں کے پاس مجموعی طور پر نہ سہی لیکن پھر بھی ایک معتد بہ تعداد لکھنے پڑھنے والوں کی موجود ہے جن کے پاس علم و قلم کی قوت ہے، پٹرول کی طاقت بھی

ہے، سونے کے انبار بھی ہیں، پلاٹینم کا ڈھیر لگا ہوا ہے، ڈیزل کے خزانے اور کنویں بھی ہیں لیکن مسلمان دنیا پر سرداری سے محروم ہے اور غیروں کی خوشامد کر رہا ہے۔

علم ترقی کا ضامن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب علم آتا ہے تو عمل اس کو پکارتا ہے اور جب اس پر عمل ہوتا ہے تو اس علم میں ترقی ہوتی ہے اور یہ ترقی انسان کو اونچے مقام پر لے جاتی ہے، علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی ختم ہوتی نہیں، اس کو جتنا چاہو تقسیم کرو، بلکہ اس کو جتنا چاہو خرچ کرو، علم ایک ایسی دولت ہے جو چھینی نہیں جا سکتی، آدمی کتنا ہی بڑا محل کیوں نہ بنا لے وہ کبھی نہ کبھی زوال پذیر ہو سکتا ہے، ڈھے سکتا ہے بڑی سے بڑی سلطنت قائم کر لے لیکن وہ بھی ختم ہو سکتی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ عراق کی سلطنت کتنی مضبوط تھی مگر وہ بھی ختم ہو گئی، امریکہ کا صدر کتنا مضبوط تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک کالے کے ذریعہ شکست دی، جب پہلی دفعہ بش نے اس سے ہاتھ ملایا تو ہاتھ دھویا کہ یہ غلیظ ہے، چمار ہے، بھنگی ہے مگر آج اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے پر مجبور ہے تو علم ایک ایسی نعمت ہے جب وہ کسی کے پاس آتا ہے تو خواہ وہ کسی بھی قوم کا فرد ہو خواہ دنیوی علم ہو یا دینی علم ہو بہر حال اس کو ترقی ہوتی ہے، آج ضرورت ہے کہ دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم بھی حاصل کئے جائیں اس لئے کہ دنیوی ترقی کے لئے آج دنیوی علوم کا ہونا ضروری ہے، ایک زمانہ تھا جبکہ دینی علوم میں دنیوی ترقی کا ذریعہ بھی ہوا کرتے تھے کیونکہ مسلمانوں کی ایک حکومت تھی تو قدر دینی علوم کی ہوا کرتی تھی نہ کہ دنیوی علوم کی مگر ہوتا یہ ہے کہ جو غریب طبقہ کے مسلمان ہیں وہ اپنے بچوں کو مدرسوں میں بھیجتے ہیں اور خوش حال طبقے کے جو مسلمان ہیں وہ اپنے بچوں کو اسکولوں اور کالجوں میں بھیجتے ہیں، ان کو حافظ

قرآن بنانا اپنی توہین سمجھتے ہیں، عالم بنانا، مفتی بنانا، قاری بنانا باعث ذلت تصور کرتے ہیں ان کا بدنظریہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا بیٹا حافظ مولوی بن کر کسی مسجد کا امام وموٴذن یا کسی مدرسے کا مدرس نہ بن جائے اور تنخواہ بہت معمولی رہے۔

دنیوی علوم کے ساتھ دینی علوم بھی ضروری

آپ انصاف کیجئے اور غور کرکے بتایئے کیا ایسا نہیں ہے، کتنا ہی بڑا سرجن بن جائے، کتنا ہی بڑا ڈاکٹر بن جائے جب وہ اپنی عمر کو پہنچتا ہے تو وہ ریٹائرڈ ہوجاتا ہے پھر گھر ہی میں بیٹھ جاتا ہے اور بڑے بڑے لوگ جو کل اس سے مشورے لیا کرتے تھے آج اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں، لائر ایڈوکیٹ جج اور وکیل عدالتوں میں جس کے سکے چلتے ہیں جب یہ ریٹائرڈ ہوتا ہے تو کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں ہوتا بلکہ ہزاروں آدمی گالیاں دیتے ہیں کہ ہمارا کیس خراب کردیا، ہمارے ساتھ دھوکہ کیا لیکن ایک حافظ قرآن ایک عالم دین جب بوڑھاپے کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کی لوگ اور بھی زیادہ عزت وتوقیر کیا کرتے ہیں، آپ لوگوں نے کسی عالم دین کو نہیں دیکھا ہوگا کہ جب بوڑھا ہوجائے تو گھر میں بیٹھ جائے بلکہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے لوگ اس سے فیضیاب ہوتے رہتے ہیں اس لئے ہم اپنے بچوں کو دینی علوم ضرور سکھائیں تاکہ ہماری آنے والی نسل دین سے برگشتہ نہ ہوجائے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو قرآن کو سیکھیں اور سکھائیں۔ ہمارے یہاں ایک مہمان آئے ہوئے تھے انھوں نے بتایا کہ امریکہ میں مسلمانوں نے ایسے اسکول اور کالج بنائے ہیں جہاں ایک لڑکا انگریزی بھی پڑھتا ہے، سائنس بھی پڑھتا ہے اور اپنے ملک کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرتا ہے اور ساتھ ساتھ وہ بچہ قرآن کی بھی

تعلیم حاصل کرتا ہے ہمارے یہاں بھی اس کی کوشش ہورہی ہے کہ دنیوی علوم کے ساتھ دینی علوم بھی حاصل کرسکیں، اسلام نے دنیوی تعلیم حاصل کرنے سے منع نہیں کیا ہے لیکن پہلے اپنے آپ کو مسلمان بناؤ کیونکہ صرف دنیوی تعلیم ہی اگر ہے تو سوائے بددینی اور جہالت کے کوئی اور چیز نہیں آسکتی ہے، آج اسلام دشمن طاقتیں اسلام کے ایک ایک حکم کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگارہی ہیں ایسے وقت میں ہماری ذمہ داری بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور اس کا دفعیہ صرف علم ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے، اس سے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے۔

اسلام کی فطرت میں............

آپ کو تعجب ہوگا کہ فرانس میں بڑی تیزی کے ساتھ اسلام پھیل رہا ہے فرانس ایک ایسا ملک ہے جو اسلام دشمنی میں سب سے آگے نکل چکا ہے لیکن آج فرانس کی حکومت کہہ رہی ہے کہ اسلام اتنی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے کہ ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اسلام میں وہ کون سی کشش ہے کہ لوگ اس کی طرف اتنی کثرت سے مائل ہورہے ہیں، وہاں برقع پر پابندی لگادی گئی ہے، عورتیں برقع پہن کر باہر نہیں نکل سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انھیں فرانسیسیوں کے اندر جو مذہباً عیسائی ہیں اسلام کی عظمت ومحبت ڈال دیتا ہے اور وہ اسلام قبول کرلیتے ہیں، کل تک جو عورتیں فرانس میں اپنے پرس کے اندر کریم پاؤڈر اور لپ اسٹک وغیرہ رکھتی تھیں آج ان کے پرس کے اندر مسئلے ہوا کرتے ہیں، حضر میں تو نماز پڑھتی ہی ہیں سفر میں بھی نماز کی پابندی کرتی ہیں۔ ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی وہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

دوستو! آج ہمارا اپنا مزاج نمازوں کی پابندی کا نہیں ہے تو ہماری عورتوں اور بچوں میں نمازوں کی پابندی کہاں سے ہوسکتی ہے؟ یہی تو وجہ ہے کہ آج ہم لوگوں کو متاثر کرنے کے بجائے خود متاثر ہورہے ہیں ہم کو دیکھ کر لوگ اسلام سے نفرت کررہے ہیں، ہم لوگوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے مانع اور رکاوٹ بن رہے ہیں، ہمارے اخلاق وعادات اور معاملات ایسے نہیں ہیں کہ لوگ ہم کو دیکھ کر اسلام قبول کریں اسلئے ہم کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہئے اور اسلام کے ایک ایک حکم کو اپنی زندگیوں میں لانے کی ضرورت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ مِائَةُ اَجْرِ شَهِيْدٍ جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور اس پر عمل کرتا رہا تو اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔ آج کے دور میں یہی ہورہا ہے کہ سنتوں کو پامال کیا جاتا ہے اسلام دشمن عناصر ہمارے نبی کی ایک ایک سنت کو مٹانے اور ختم کرنے کی مذموم کوشش کررہے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ہم احکام اسلام پر مضبوطی کے ساتھ عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام اسلام پر عمل کرنے اور اپنے بچوں کو دین ودنیا کا علم سکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

آپ ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو یہ بھی

مجلس نمبر(۲۶)

مجلس مبارک ۱۹ر ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۶ر نومبر ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! سفر سے واپسی پر حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کی مبارک مجلس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آج بہت سے احباب کلکتہ، مرشد آباد اور بنگال کے حاضر تھے۔ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ تشریف لائے۔ خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ کا ہال سالکین سے بھرا ہوا تھا۔ حلقہ ذکر اللہ اور دعائے ایصال ثواب کے بعد حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. وَقَالَ تَعَالٰى. وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! دنیا میں سب سے بہتر زندگی اسی انسان کی ہوسکتی ہے جس کی زندگی میں آپ ﷺ کا نمونہ آپ علیہ السلام کا اخلاق، آپ

ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور آپ ﷺ کی سیرت ہو، کیونکہ اخلاق حسنہ کے منبع وسرچشمہ آپ ﷺ ہی ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے خلق عظیم کا ذکر کیا وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں۔خود آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ مجھ کو بھیجا گیا عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام انسانوں میں سب سے بہتر اخلاق آپ علیہ السلام ہی کے ہیں نہ کوئی انسان آپ ﷺ سے بہتر ہوسکتا ہے اور نہ ہی کسی کے اخلاق آپ علیہ السلام کے اخلاق سے بہتر ہوسکتے ہیں، آپ علیہ السلام ہر حیثیت سے کامل ومکمل ہیں، ساری کائنات کی تخلیق آپ علیہ السلام ہی کے لئے ہوئی ہے، ایک حدیث قدسی ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب! اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں آسمان وزمین کو پیدا نہ کرتا۔

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
نہ کلیاں چہکتیں نہ گل ہی مہکتے

ہم نے آپ کے ذکر خیر کو بلند کیا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سارے عیبوں سے پاک پیدا کیا اور ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔آپ علیہ السلام شفیع المذنبین ہیں، امام الانبیاء ہیں، سرکار دوعالم ہیں، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ہیں، اسم بامسمیٰ ہیں، یہ مبارک مہینہ ہے جس میں آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی، دنیا میں آپ علیہ السلام تشریف لائے اور دوسری ولادت ولادت روحانی ہے اس میں ہمارے لئے عمل اور نمونہ ہے،

آپ علیہ السلام کے بعد والی زندگی میں ہی ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے لیکن سیرت کا تعلق آپ علیہ السلام کی زندگی کے حالات سے ہے، یہ مہینہ ہمیں اس بات کا پیغام دیتا ہے کہ سیرت کا مطالعہ کریں اور اس کو اپنی عملی زندگی میں لائیں کیونکہ اصل چیز تو عمل ہے، علم تو ذریعہ اور سبب ہے، آپ علیہ السلام کی سیرت پر اتنی کتابیں لکھی جاچکی ہیں کہ اتنی کتابیں کسی بھی انسان پر نہیں لکھی گئیں، مسلمانوں کا تو دین و مذہب ہی آپ علیہ السلام کی عقیدت وغلامی ہے، مغربی مصنفین ومؤرخین نے جن کو اسلام سے حد درجہ بغض اور نفرت ہے انھوں نے بھی آپ علیہ السلام کی سیرت مبارکہ پر سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کتابیں لکھی ہیں، ہر زمانہ میں اور ہر زبان میں اور ہر مکان میں لکھی جاتی رہی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی اور چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ علیہ السلام کا ذکر خیر نہ ہو رہا ہو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَرَفَعْنَا لَکَ ذِكْرَكَ اور ہم نے آپ کے ذکر خیر کو بلند کردیا۔

دشمنان اسلام خواہ کتنی ہی سازشیں کیوں نہ کرلیں لیکن آپ علیہ السلام کی ذات مبارکہ پر ذرا بھی آنچ نہ آئے گی، جس طرح آپ علیہ السلام کے ماننے والوں کی تعداد بے شمار ہے اسی طرح مخالفین بھی کم نہیں، بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہیں اور آپ علیہ السلام کے خلاف بھی کتابیں لکھی ہیں اور آپ ﷺ کی مبارک ہستی اور عظیم شخصیت کو داغدار کرنے کی مذموم حرکتیں بھی کی گئی ہیں مگر ظاہر ہے کہ آسمان کی طرف تھوکنے والے کا انجام یہی ہوگا کہ تھوک اس کے منہ پر ہی لوٹ کر آئے گا اور سورج کی روشنی کسی چیز کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتی ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو نقصان پہنچانے کے لئے لاکھوں کتابیں بھی لکھ دی جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر ذرا بھی اثر نہیں پڑے گا۔

ہماری بدنصیبی

دوستو! آج سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارے پاس دنیا کے سارے وسائل ہیں، دنیا کی ساری نعمتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دنیائے انسانیت کو ہر چیز سے نواز دیا، پہلے زمانہ میں بڑے بڑے بادشاہ گھوڑے کی سواریاں کیا کرتے تھے اور آج متوسط درجہ کا آدمی ہوائی جہاز میں اُڑ رہا ہے، طرح طرح کی سواریاں اللہ تعالیٰ نے ایجاد کردی ہیں، پہلے زمانے کے بادشاہوں کو وہ چیزیں کھانے کے لئے میسر نہیں ہوا کرتی تھیں جو آج کا عام آدمی کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو عام کردیا ہے مگر پھر بھی انسان اللہ کا بڑا ہی ناشکرا ہے، اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ آج سب پر اللہ کا سب سے بڑا احسان یہی ہے کہ ہم کو ایمان کی دولت سے نوازا اور امت محمدیہ میں پیدا فرمایا، یہ سب سے بڑی خوش بختی اور خوش نصیبی کی بات ہے، آپ علیہ السلام کی سیرت اور اخلاق حسنہ کے تذکرے بہت کثرت سے ہوں گے، سیرت النبی پر جلسے ہوں گے، علماء کرام کے بیانات ہوں گے اور آپ ﷺ کی سیرت کے بہت سارے پہلو ہمارے سامنے آئیں گے مگر اصل چیز عمل ہے، آپ علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو ہم اپنی عملی زندگی میں لائیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اگر ہم قصہ کہانی کی طرح آپ ﷺ کی سیرت کو سن لیں اور اس کو عمل میں نہ لائیں تو خدا کی قسم ہم سے بڑا محروم القسمت کوئی نہیں ہے۔

مغرب کا ایک بہت بڑا مفکر گذرا ہے اس نے کہا کہ دنیا میں سب سے خوش نصیب قوم اور سب سے بڑی قوم مسلمان ہے اور پھر اس نے کہا کہ دنیا میں سب سے

بدنصیب قوم اور سب سے چھوٹی قوم بھی مسلمان ہی ہے، لوگوں نے پوچھا یہ کیسے؟ اس نے کہا کہ بڑی اور خوش نصیب قوم تو اسلئے کہ اس کے پاس دستور اساسی ہے، اسکے پاس آسمانی کتاب ہے جس میں ایسا نظام اور قانون الٰہی ہے جو دنیا کی کسی اور قوم کے پاس نہیں ہے اس لئے مسلمان سب سے خوش نصیب اور بڑی قوم ہے اور بدنصیب اور چھوٹی قوم اس لئے ہے کہ قرآن مجید اور اپنے نبی کی سیرت کے ہوتے ہوئے بھی اس سے یکسر خالی ہے اس پر عمل پیرا نہیں ہے جس کی وجہ سے در در کی ٹھوکریں کھانی پڑ رہی ہے، ہمارے پاس قرآن موجود ہے مگر ہم غفلت ولاپرواہی کی وجہ سے نہ خود فائدہ اٹھارہے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ پہنچارہے ہیں، مسلم قوم خواب غفلت میں مست ہیں۔

اسلام نے ماں کا مقام بہت بلند کیا ہے

دوستو! سیرت نبوی کے تو بہت سارے پہلو ہیں اور آپ ﷺ کا عملی پہلو تو سب سے زیادہ وسیع اور کشادہ ہے، ایک حدیث ہے کنز العمال کی اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

آپ ﷺ کی عمر شریف جب چھ سال کی تھی تو والدہ محترمہ کا وصال ہوگیا اس لئے آپ ﷺ کو اپنی والدہ کی خدمت کا موقع ہی نہیں ملا، لیکن اپنی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے ساتھ بڑی ہی عزت واحترام کا معاملہ کیا اور یہی نہیں بلکہ اپنی رضاعی بہن کے ساتھ وہ معاملہ کیا کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی نظیر اور مثال نہیں ملتی ہے، اپنی رضاعی بہن کی خاطر پوری قوم کو آزاد کردیا، غرضیکہ آپ ﷺ نے والدین کا وہ مقام ومرتبہ عطا کیا کہ والدین کے لئے اولاد کی خاطر بڑی سے بڑی تکلیفیں برداشت کرنا آسان ہے۔

ایک واقعہ

کل ہمارے پاس ایک صاحب جو بڑے عالم دین ہیں اپنی دو بچیوں کو لے کر آئے ایک بچی چودہ سال کی تھی مگر دیکھنے میں دو ڈھائی سال کی دکھتی تھی، دوسری بچی چار سال کی تھی وہ دونوں بچیاں بیمار تھیں، نہ چل پھر سکتی ہیں نہ خود سے کھا سکتی ہیں اور نہ ہی پیشاب پاخانہ کر سکتی ہیں، نہ ہنستی ہیں نہ روتی ہیں، ان کا دماغ بھی کام نہیں کرتا ہے ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرا بچہ پھلے پھولے اور ترقی کرے اسی وجہ سے ماں باپ اولاد کے سارے ناز نخرے بھی برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں، طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا گوارا کر لیتے ہیں، مولانا صاحب نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے حضرت! ہم مایوس ہو چکے تھے کسی نے کہا کہ بنگلور ہاسپٹل لے کر جاؤ مگر ہم یہاں لے کر آئے ہیں، کسی نے آپ کا بھی پتہ بتایا تھا کہ حضرت بھی علاج کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ کے بچے تو علاج کے قابل نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر اجر عطا فرمائیں گے جو آپ اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں، ایک طرف تو ماں باپ کی یہ محبت کہ بچے ناکارہ ہیں، علاج و معالجہ کے قابل نہیں ڈاکٹر اور حکیم کہہ بھی رہے ہیں مگر پھر اولاد کو لئے پھر رہے ہیں کہ کسی طرح ہماری اولاد صحت مند اور تندرست ہو جائے، دوسری طرف اولاد کی والدین سے بے انتہا لاپرواہی کے مختلف واقعات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔

ماں کی محبت

۱۹۷۴ء میں آرمینیا میں زلزلہ آیا تھا اس میں تقریباً نوے ہزار آدمی ہلاک ہو گئے تھے، آرمینیا بہت بڑا شہر ہے بڑی بڑی فلک بوس عمارتیں تھیں سب ڈھ گئیں،

ملبہ ہٹایا جانے لگا آٹھ دن کے بعد ایک ماں اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ زندہ نکلی، نامہ نگاروں نے پوچھا کہ آٹھ دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے کیسے زندہ تھیں؟ تو اس عورت نے کہا کہ اللہ کی مرضی چاہیں تو زندہ رکھیں چاہیں تو موت دیدیں، زندہ رکھنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کھلانے کے محتاج نہیں ہیں مگر مجھے اپنے سے زیادہ اپنی اولاد کی فکر تھی، کوئی ایسا راستہ نہیں تھا کہ میں اپنے بچے کے لئے غذا تلاش کر سکوں جب تک میرے سینے میں دودھ رہا میں پلاتی رہی اور جب دودھ ختم ہو گیا تو میں نے دانتوں سے اپنی ایک انگلی کاٹ لی اور بچے کو خون پلا کر زندہ رکھا اور اس طریقے سے میں بچے کو مختلف انگلیاں کاٹ کاٹ کر بچے کو خون چوساتی رہی ماں خود بھوکی اور پیاسی رہی مگر بچے کو بھوکا نہیں رہنے دیا۔

ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آتی ہے اور عرض کرتی ہے یا رسول اللہ! میرا بچہ گم ہو گیا ہے آپ دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ دعا فرماتے ہیں اے اللہ! اس کا بچہ اس کو عطا فرما دیں، وہ عورت اپنے بچہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑ رہی ہے دیوانوں اور پاگلوں کی طرح پھر رہی ہے، کہیں اس کا بیٹا گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے تو نہیں آ گیا کہیں اونٹوں نے کچل تو نہیں دیا، کہیں ریت کے نیچے دب تو نہیں گیا، خدا کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد اس کا بچہ اس کو مل جاتا ہے، گرد و غبار میں اٹے ہوئے بچے کو ماں چومتی چاٹتی ہے اپنے سینے سے لگاتی ہے اور پیار کرتی ہے، حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ تو صحابہ کرام نے فرمایا یا رسول اللہ ہرگز نہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ رب العزت ستر (۷۰) ماؤں سے زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں پھر کیسے اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں ڈال سکتے ہیں مگر بندہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے گا،

اگر کسی کا بچہ کیچڑ میں لت پت ہو تو کیا ماں اس کو پاک و صاف نہیں کرے گی اور اس کو نہلائے گی نہیں پہلے تو دو چار لگائے گی کہ کیسے گر پڑا، دیکھ کر نہیں چلنا چاہئے پھر نہلا دھلا کر اس کو پاک صاف کپڑے پہنائے گی تب اس کو گھر میں داخلہ ملے گا، اس کے بغیر گھر میں داخل ہونے نہیں دے گی کہ پورا گھر غلیظ ہو جاتا ہے، اسی طرح بندہ جب گناہوں میں لت پت ہو گیا تو دوزخ کی آگ ہی اس کو پاک صاف کر سکتی ہے۔

آپ علیہ السلام کا اپنی والدہ کی قبر پر جانا

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو والدین کے حقوق بھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی والدین عطا فرمائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم ولادت سے پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم پیدا ہوئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی کیا اللہ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانہ دیا۔ اور جب آپ علیہ السلام کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ کا وصال ہو گیا، سیرت بن ہشام میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر تھے راستہ میں ایک جگہ سواری سے اتر گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا یہیں ٹھہرو، راستہ سے ہٹ کر تھوڑی دور گئے اور دیر تک وہاں کھڑے رہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی آواز سنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبک سبک کر رو رہے ہیں، صحابہ کرام بھی رونے لگے، نہیں معلوم کہ آپ علیہ السلام کو کیا تکلیف ہے بہت دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رلایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ میرے والدین کو میری آنکھوں سے دکھا دے اور ان کی زیارت کرا دے، ہر اولاد کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ اپنے والدین کو اپنی آنکھوں سے دیکھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والدین کو زندہ فرمایا انھوں نے مجھے دیکھا اور میں نے ان کو دیکھا۔ مزید یہ لکھا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ان کو دیکھ کر رونے لگا۔ اولاد کا والدین سے محبت اور والدین کا اولاد سے محبت ہونا فطری چیز ہے۔

ماں اولاد کو کبھی نہیں بھولتی

مگر ایسا دور آ گیا ہے کہ نئی نسل کا خون سفید ہو گیا ہے جہاں تھوڑی سی خوشحالی آئی تو ماں باپ کو بھول جاتے ہیں، آج مغربی تہذیب میں اس کے بہت سارے نمونے ہیں، لیکن ماں باپ اولاد کو کبھی نہیں بھولتے۔ ایک شخص ایک عورت پر عاشق اور فریفتہ تھا اسکی محبوبہ نے اس سے یہ شرط لگائی کہ اگر تو اپنی ماں کا قتل کر دے اور اس کا دل میرے پاس لے آئے تو میں تیرے ساتھ زندگی گذار سکتی ہوں وہ بد بخت گیا اور اپنی ماں کو قتل کر کے اسکا دل نکال لیا، وہ لے کر اپنی معشوقہ کے پاس چلا راستہ میں کہیں ٹھوکر لگی اور گر پڑا تو اس دل سے آواز آئی کہ بیٹا سنبھل کر چل کہیں چوٹ نہ لگ جائے۔

قرآن میں والدین کے ساتھ جگہ جگہ حسن سلوک کی تاکید

ماں کو اپنی اولاد سے جس قدر محبت ہوتی ہے دنیا میں کسی کو بھی کسی سے اتنی محبت نہیں ہوتی، حمل قرار پاتے ہی عورت بچے کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا شروع کر دیتی ہے، قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عبادت کا حکم دیتے ہیں اور شرک کی ممانعت کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ذکر کرتے ہیں: وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور تمہارے رب نے تمہیں اس بات کا حکم دیا کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین

کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔حمل کی حالت میں عورت کی تکلیف و پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسَانًا اور ہم نے تاکیدی حکم کردیا انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا۔ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَھۡنًا عَلٰی وَھۡنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اس کی ماں نے اس کو کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑایا دو سال میں۔

مگر آج کا دور جسے ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے ماں باپ کے ساتھ بڑی زیادتیاں کی جاتی ہیں جب تک ماں باپ کے جسم میں قوت و طاقت ہے تب تک اولاد کو محبت ہوتی ہے مگر جیسے قویٰ کمزور ہوگئے اور بچوں کی خدمت اور سہارے کے محتاج ہوگئے تو اولاد کی نظر ہٹ جاتی ہے اور غفلت و لاپرواہی برتنا شروع کردیتے ہیں۔

مغربی ممالک میں والدین کے ساتھ اولاد کا رویہ

مغربی ممالک کی تو عجیب صورت حال ہے وہاں بزرگوں کے گھر بنائے گئے ہیں جیسے ہی ماں باپ ساٹھ ستر سال کے ہوئے تو لڑکے اور پوتے کہتے ہیں کہ ابو جان! دادا جان! آپ اب بزرگوں کے گھر چلے جایئے آپ کا گذر بسر یہاں نہیں ہوگا، چنانچہ بھیج دیا جاتا ہے پھر کبھی کبھی بیٹے پوتے اور بہو زیارت کرنے کے لئے جاتے ہیں کہ دیکھیں دادا جان کا کیا حال ہے؟ مگر چند دنوں کے بعد بھول جاتے ہیں اور جانا بھی چھوڑ دیتے ہیں پھر مہینوں کے بعد کبھی خیال آیا کہ جا کر دیکھیں کیا حال ہے تو پتہ چلتا ہے کہ دو مہینہ پہلے ہی انتقال کر گئے اور ان کو پتہ بھی نہیں چلا، الحمد للہ ایسے حالات تو ہمارے یہاں نہیں ہیں مگر پھر بھی والدین کی دیکھ ریکھ اور ان کے حقوق کی پاسداری ہم اس طرح نہیں کرتے ہیں جس طرح سے کرنی چاہئے، ایک نوجوان صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جو کماتا ہوں میرے والدین کہتے

ہیں کہ مجھے دو تو میں کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سن لو جو تمہارے والدین کا مال ہے وہ تو ہے ہی مگر جو تمہارا مال ہے وہ بھی تمہارے والدین کا ہے اَنۡتَ وَمَالُکَ لِاَبِیۡکَ تم اور تمہارا مال تمہارے والد ہی کا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: رَضَی الرَّبِّ فِیۡ رِضَی الۡوَالِدِ وَسَخۡطُ الرَّبِّ فِیۡ سَخۡطِ الۡوَالِدِ باپ اگر خوش ہے تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہے اور اگر باپ ناراض ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے۔آج تو عالم یہ ہے کہ شادی ہوگئی تو ماں باپ کو بھول جاتے ہیں کہ ہمارا خرچ کہاں سے چلے گا؟ اگر ماں باپ کو دیں گے تو بیوی بچے کہاں سے کھائیں گے؟ بوڑھا باپ بیمار ہے کوئی پرواہ نہیں ، ماں بیمار ہے تو کوئی فکر نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ جنت کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔اس لئے اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو والدین کی خدمت کو لازم اور ضروری قرار دیں اس کے بغیر نجات اور کامیابی نہیں مل سکتی ہے۔

اولاد پر والدین کے حقوق

ایک موقع پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَعۡظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَی الرَّجُلِ اُمَّہٗ مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں ہے۔ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری ماں، پھر فرمایا تمہاری ماں پھر فرمایا تمہاری ماں پھر فرمایا تمہارے باپ۔سب سے زیادہ خدمت کی حقدار ماں ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رَغِمَ اَنۡفُہٗ رَغِمَ اَنۡفُہٗ قِیۡلَ مَنۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ مَنۡ اَدۡرَکَ وَالِدَیۡہِ عِنۡدَالۡکِبَرِ اَوۡ اَحَدَھُمَا ثُمَّ لَمۡ یَدۡخُلِ الۡجَنَّۃَ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اس شخص کی ناک خاک آلود ہو،عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کون ہے وہ بدنصیب

جس کے متعلق یہ فرمایا جارہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے والدین کو یا والدین میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اوران کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت کا مستحق اورحق دار نہ بنایا۔ اگرکسی شخص نے والدین کی نافرمانی کی مگر بعد میں اسے احساس ہوا کہ میں نے بڑا غلط کیا کہ والدین کی بڑی نافرمانی کی مگراس کے والدین دنیا سے جاچکے ہیں تو اب اس کو چاہیئے کہ اپنے والدین کے لئے دعائے استغفار کرے، خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا آدمی کے والدین یاان میں سے کوئی ایک مرجاتا ہےاور یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی ہی کرتا رہتا ہےتو اب اس کو چاہیئے کہ والدین کے لئے دعا کرتا رہے اور برابر استغفار کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرماں برداروں میں لکھ لیں گے،اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ خالہ ماں کے درجہ میں ہے۔جس طرح ماں کی خدمت اوراس کا ادب واحترام کرنا چاہیئے اسی طرح خالہ کاادب واحترام اورخدمت کرنی چاہیئے حتیٰ کہ اگر (العیاذ باللہ) والدین مشرک ہوں تو بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے اگر والدین نافرمانی کاحکم کریں تو ایسی صورت میں ان کی بات نہیں مانی جائے گی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ اللہ کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی اطاعت جائزنہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اوران کی خدمت کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

وہی عمل مقبول ہے جو سنت کے مطابق ہے

مجلس نمبر (۲۷)

مجلس مبارک ۱۷محرم الحرام ۱۴۳۲ھ، مطابق ۲۴ دسمبر ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمداللہ تعالیٰ! آج کی مجلس مبارک میں مریدین، متوسلین اورعلاقہ کے لوگوں کے علاوہ گجرات سے آئی ہوئی جماعت بھی شریک تھی، جماعت میں آئے ایک صاحب نے درخواست کی کہ حضرت سنت کے متعلق کچھ نصیحت فرمائیں! حضرت والا حفظہ اللہ نے حاضرین سے ارشادفرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اورعزیز طلباء! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی زندگی گذارنے کے اصول وضوابط بھی مقرر فرمائے خواہ کوئی بھی مخلوق ہو ہر ایک کے لئے الگ الگ طریقہ کار اور الگ الگ ڈھنگ ہے جس کے مطابق وہ زندگی گذارتی ہے لیکن سب سے بہتر اور عمدہ طریقہ زندگی اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیا، جب انسان سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ احکام اس کے ذمہ لاگو ہوتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ زندگی میں جو بھی کام کرے وہ سب قرآن وسنت کے مطابق ہو، مسلمان کوئی بھی کام کرے خواہ تجارت یا ملازمت یا کھیتی باڑی یا کوئی اور بھی کاروبار اور معاملہ اگر اللہ کے احکام اور رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق انجام دے تو یہ بھی عبادت میں شمار کیا جائے گا اور اگر عبادت نماز روزہ بھی اصول وضابطے کے مطابق ادا نہیں کرے گا تو وہ بھی عبادت نہ رہے گا غرضیکہ آدمی کی نیت کا بہت بڑا دخل ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اس لئے ہر عبادت اور کوئی بھی اچھا کام کرتے وقت نیت کی اصلاح اور درستی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے طریقوں اور سنتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرنا چاہیئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ عید گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، عید کی نماز کا وقت تھا، نماز سے پہلے ایک شخص اٹھا اور نماز کی نیت باندھ لی جب وہ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے کون سی نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا کہ نفل نماز پڑھی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ عید کے دن عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز پڑھی جائے حتیٰ کہ اگر فجر کی نماز نہیں پڑھ سکا کسی وجہ سے تو بھی گھر پڑھ کر عیدگاہ

پہنچے، عیدگاہ پہنچ کر نفل نماز پڑھنا صحیح نہ فرض، اس سے پتہ چلا کہ نماز کو نبی کے طریقہ کے موافق پڑھیں گے تبھی قبول ہوگی ورنہ نہیں۔

اپنے نفس کا محاسبہ کریں

اب یہ غور کرنے کی بات ہے کہ صبح سے شام تک ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ سب اسلامی ہے یا نہیں، اسلامی اسلئے کہ سونے کیلئے جب اپنے بستر پر لیٹیں تو اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ ہم نے کون سا عمل رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق کیا ہے اور کون سا عمل رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق نہیں کیا ہے، اگر ہم برابر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں تو بہت حد تک گناہوں پر کنٹرول اور نیکیوں کی توفیق ہوتی رہے گی، نیکیوں پر مسرت اور برائیوں پر ندامت ہونی چاہئے کہ اتنی ساری برائیاں کرنے کے بعد اللہ کے دربار میں کیا منہ دکھائیں گے؟ جب آدمی کے دل میں اللہ کے حساب کا خوف ہوگا تو گناہوں سے بہت دور رہے گا، انبیاء علیہم السلام بھی دنیا سے جاتے ہوئے یہ سوچتے تھے کہ ہماری حاضری جب اللہ کے دربار میں ہوگی اور فلاں سوال پوچھ لیا گیا تو کیا جواب دیں گے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تو عجیب وغریب حال تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل اور برتر انسان ہیں جن کی صحابیت اور رسول اکرم ﷺ کا رفیق اور ساتھی ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے، اگر کوئی شخص ان کی صحابیت کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ دنیا میں جس کسی نے میرے ساتھ احسان کیا میں نے اس کے احسان کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے احسان کے، ان کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت میں عطا فرمائیں گے۔ اگر میں کسی انسان کو دوست بناتا تو اللہ کے سوا تو ابوبکر کو بناتا۔ ان سب فضائل ومناقب کے

باوجود سب سے بڑی فضیلت یہ کہ دنیا ہی میں ان کے جنتی ہونے کی بشارت اور خوش خبری زبان نبوت نے دیدی مگر انتقال کے وقت فرمانے لگے کہ اے کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلہ ہوتا کہ قیامت کے دن مجھ سے حساب نہ لیا جاتا، پوری زندگی ایمان لانے کے بعد اللہ کی راہ میں گذاردی اور احکام خداوندی اور سنت نبوی کے مطابق پوری زندگی عمل کرتے رہے اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرا جس پر صحابہ کرام نے رشک نہ کیا ہو، غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے چندے کا اعلان فرمایا ہر صحابی اپنے بساط سے زیادہ لانے کی کوشش کررہا تھا، غور کرنے کا مقام ہے آج ہم بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ قربانی کرنا بڑے لوگوں کا کام ہے، صدقہ خیرات کرنا اور زکوۃ دینا بڑے لوگوں کا کام ہے، ہمارا کام نہیں ایسا نہیں ہے۔ جب اعلان ہوگیا تو صحابہ کرام نے مال لانا شروع کیا، ایک صحابی ایک مٹھی کھجور لے کر آئے، صحابہ دیکھ کر ہنسنے لگے، آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر قبول فرمایا، سبحان اللہ کیا لائے پھر اس مٹھی بھر کھجور کو سارے مال پر بکھیر دیا اور فرمایا کہ اس کی برکت پورے مال میں آجائے گی، اللہ کے نبی ﷺ نے کتنا بڑا دل رکھا۔ ایک صحابی بغل میں جھولی دبائے ہوئے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا میرے گھر میں ان چند مکئی کے دانوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے اور اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے لے کر آیا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اس کو قبول فرمایا اور دعائیں دیں اور پھر ان دانوں کو پورے مال پر بکھیر دیا اور فرمایا کہ اس کی برکت اس میں آجائے گی۔

گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے۔ قرآن کریم کی اٹھارہ آیتیں جن

کی شان میں نازل ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جورائے ہوئی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن کی آیت کریمہ نازل فرمائی، اتنا اونچا مقام اللہ اکبر، آپ ﷺ فرماتے ہیں جس راستے سے عمر چلتے ہیں اس راستہ پر شیطان نہیں چلتا۔ یہ بھی مال لے کر آتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ آج میں ابوبکر سے بڑھ جاؤں گا، رسول اکرم ﷺ پوچھتے ہیں کیا لے کر آئے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گھر کا آدھا مال لے کر آیا ہوں اور آدھا گھر والوں کیلئے چھوڑ کر آیا، رسول اکرم ﷺ نے قبول فرمایا اور دعائیں دیں۔

جب باری آتی ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی، آپ ﷺ پوچھتے ہیں کیا لے کر آئے؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا گھر کا پورا مال جھاڑو دے کر لے آیا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ ورسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں، صرف مال خرچ کرتے ہی نہیں تھے بلکہ پیش پیش تھے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک اندھی بڑھیا رہتی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ آخر اس کے لئے پانی کون بھرتا ہوگا؟ ایک روز پوچھا کہ بڑی بی گھر میں پانی کون لاتا ہے؟ تو کہنے لگی کہ معلوم نہیں کون لاتا ہے تو انھوں نے کہا کہ کل سے میں بھر دیا کروں گا، اذان سے بہت پہلے اٹھے یہ سوچ کر کہ آج میں اس بڑھیا کے گھر پانی پہنچادوں گا اس گھر میں داخل ہورہے ہیں اور اندر سے ایک آدمی باہر نکل رہا ہے پہچان لیا سلام کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھئی یہاں بھی مجھ سے بڑھ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر اپنا کام کرو، حضرت عمر ابھی پانی بھرنے کیلئے جارہے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پانی بھر کر آبھی گئے۔ خدمت کا جذبہ تھا اور یہ اخلاص تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تقلید

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا پورا ساز و سامان لے کر دربار نبوی میں آگئے اور جو کرتہ پہن رکھا تھا اس کو بھی پیش کر دیا اور خود ایک معمولی سا کمبل پہن لیا اور بٹن کی جگہ کیکر کا کانٹا استعمال کیا، اللہ اکبر آسمان سے جبرئیل امین رضی اللہ عنہ تشریف فرمائے اور فرمایا یارسول اللہ آپ کو اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معلوم کر رہے ہیں اور ابوبکر نے گھر کا پورا مال حتیٰ کہ بدن کے کپڑے بھی راہ خدا میں خرچ کر دیئے اور بٹن کی جگہ کیکر کے کانٹے لگالئے، کیا اس حالت میں وہ راضی ہیں، تو آپ ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ کا یہ پیغام پہنچایا اور فرمایا کیا اس حالت میں بھی تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں بہت راضی ہوں، آپ اللہ سے دعا فرمادیجئے کہ اللہ بھی مجھ سے راضی ہوجائے، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں یا اللہ ابوبکر سے راضی ہو، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت کی ایک عجیب خوش خبری سنائی عرض کیا یارسول اللہ آج اللہ تعالیٰ نے سارے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے صدیق کی تقلید میں آسمان کا کوئی فرشتہ ایسا باقی نہ رہے جس کے گریبان میں بٹنوں کی جگہ کیکر کے کانٹے نہ ہوں۔ یہ ہے اللہ و رسول ﷺ پر مرمٹنے کا جذبہ، اللہ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ نور سے بنے ہوئے فرشتوں کو ابوبکر کی تقلید و پیروی میں کیکر کے کانٹے لگانے کا حکم دیا۔

تم سب کو کس کے سہارے پر چھوڑ کر گیا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں بلکہ سب سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ ابھی تک حالت کفر میں تھے، آپ ﷺ سے عرض کرتے ہیں یارسول اللہ! میرے والد اسلام قبول نہیں کر رہے ہیں، آپ

ﷺ نے فرمایا ابوبکر وہ اسلام قبول کرلیں گے ان کے لئے دعا کرو، جب آپ ﷺ ہجرت فرمانے لگے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار اشرفی کی ایک تھیلی آپ ﷺ کو پیش کردی تاکہ راستہ میں اور مدینہ پہنچ کر کام آئے حالانکہ یہ ان کے گھر کی کل پونجی تھی، جب ابوقحافہ کو معلوم ہوا کہ ابوبکر نے اپنے نبی کے ساتھ ہجرت کی تو بیٹیوں سے پوچھا کہ تم کو کس کے سہارے پر چھوڑ کر گیا؟ تو بیٹیوں نے بیک زبان ہوکر کہا اللہ و رسول کے سہارے پر، پوچھا تمہارے لئے کچھ مال چھوڑ کر گیا یا سب کچھ لے کر چلا گیا ہے؟ بیٹیوں کو معلوم تھا کہ سب کچھ لے کر چلے گئے ہیں اس لئے ایک تھیلے میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھر کر رکھ لیں اور وہ تھیلا دادا کے سامنے دکھلا دیا اور کہا کہ دادا جان! اس میں بہت کچھ چھوڑ کر گئے ہیں، چونکہ دادا نابینا تھے اس لئے معلوم نہ ہوسکا، جب مکہ فتح ہوتا ہے تو ابوقحافہ اسلام قبول کرتے ہیں اس طرح صدیق اکبر، ان کے والد ابوقحافہ، ماں، لڑکے عبداللہ عبدالرحمٰن، محمد اور لڑکیاں سب کو صحابیت کا شرف حاصل ہے اور اس پورے خاندان نے اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں لیکن اس کے باوجود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش! مٹی کا ڈھیلہ ہوتا تاکہ قیامت میں مجھ سے حساب نہ لیا جاتا۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت کیتھی مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ جو شخص دین اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا تو ہرگز اس کی طرف سے قبول نہ کیا جائے گا۔ ہمارا جو بھی طریقہ ہو وہ اسلامی ہو تبھی ہم کو نجات اور کامیابی مل سکتی ہے اس کے بغیر کبھی بھی نجات اور کامیابی نہیں مل سکتی ہے اور اسلامی طریقہ اختیار کرنے میں صرف دینی ہی نہیں بلکہ دنیوی اور مادی فوائد بھی ہیں، ظاہر ہے اسلام کی تعلیمات اور اس کے احکامات ہی ایسے ہیں کہ آدمی ان پر چلے تو دارین کی سعادت اور فلاح و کامیابی

حاصل ہوگی، اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلامی طریقہ کو اختیار کرے تو وہ بھی محروم نہیں رہے گا بلکہ اس کو بھی دنیا میں سرخروئی حاصل ہوگی اور اگر کوئی شخص اسلامی طریقہ چھوڑ کر کوئی دوسرا اختیار کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ قبول نہ کیا جائے گا بلکہ وہ خسارے اور نقصان میں ہی رہے گا وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم کونسا کام کررہے ہیں جو اسلام کی تعلیمات کے موافق ہے کہیں ایسا تو نہیں ہماری عبادتیں جن کو بڑی محنت اور پابندی سے ادا کررہے ہیں وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف ہو اور دربار خداوندی میں کوئی عبادت قبول نہ ہو رہی ہو۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوتا ہے جو سلطان العارفین ہیں جب ہزاروں علماء کا علم جمع کیا جائے تو ایک عارف پیدا ہوتا ہے اور آپ سلطان العارفین ہیں یعنی عارفوں کے بادشاہ، جب انتقال ہوتا ہے اور اللہ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں جنید بغدادی کیا لے کر آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں الٰہ العالمین آپ کی بارگاہ میں توحید لے کر آیا ہوں یعنی زندگی میں آپ کے سوا کسی کو مانا نہیں، کسی کی پرستش نہیں کی، کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھا، حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ بھی ہیں، استاذ بھی اور پیر بھی ہیں، جب انتقال ہونے لگا تو کہنے لگے جنید بغدادی حضرت کوئی نصیحت فرمادیجئے تو کہنے لگے کہ اللہ کی ذات کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرنا یعنی اللہ کی ذات کے علاوہ کسی سے کوئی توقع اور امید نہ رکھنا تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یہ بات آپ نے پہلے کہہ دی ہوتی تو آپ کے پاس کبھی نہ آتا، ایسی جلیل القدر ہستی جنید بغدادی کی، فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں توحید لے کر آیا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جنید تو جھوٹا ہے، غلط کہہ رہا ہے، خاموش ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنید! تم نے دنیا میں ایک دفعہ دودھ پیا

اور پیٹ میں درد پیدا ہوا تو تم نے کہا کہ دودھ نے پیٹ میں درد پیدا کردیا، دودھ میں کیا طاقت تھی کہ پیٹ میں درد پیدا کرے؟ تم نے دودھ کو خدا بنا لیا۔

ہمارے یہاں بچوں کو پڑھاتے ہیں وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى جو کچھ اچھا برا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے، اللہ کی مرضی ومشیت کے بغیر کوئی پتہ بھی نہیں ہل سکتا ہے اس لئے ہر چیز میں اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ ؎

نبی سے یا ولی سے یا رُشی سے کچھ نہیں ہوتا
اگر توفیقِ رب نہ ہو کسی سے کچھ نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام میں نماز کی اہمیت

مجلس نمبر (۲۸)

مجلس مبارک ۲ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، مطابق ۷ جنوری ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج کی مجلس مبارک میں گلبرگہ شہر سے آئی ہوئی جماعت کے احباب موجود تھے۔ حضرت حبیب الامت نماز جمعہ سے فارغ ہو کر مجلس گاہ میں تشریف فرما ہوئے۔ حلقہ ذکر بالجہر اور اجتماعی دعائے خیر و ایصال ثواب کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَقَالَ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ .اَوْ کَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء!

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بے شمار مذہبی اور روحانی نعمتوں سے سرفراز فرمایا، ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت نماز ہے، نماز کی اہمیت و افادیت اور اس کی فرضیت سے ہر مسلمان واقف ہے، اب اگر اس کے منافع سے فائدہ اٹھایا جائے تو کتنی بڑی حرمان نصیبی اور محرومی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ۔

اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے پانچ ستون ہوں اس میں پہلا اور اہم ستون تو ایمان ہے یعنی توحید و رسالت کا اقرار اور یہ ایسا ستون ہے کہ جس کے بغیر چاروں ستون قائم نہیں ہو سکتے ہیں، دوسرے نمبر پر نماز ہے، تیسرے زکوٰۃ چوتھے رمضان کا روزہ اور پانچویں حج۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اتنی کثرت سے کسی اور چیز کو نہیں ذکر کیا گیا ہے، قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر اللہ تعالیٰ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم کرتے ہیں: اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ نماز دین کا ستون ہے۔ کسی بھی عمارت کے لئے ستون کی ضرورت ہوا کرتی ہے تاکہ عمارت میں مضبوطی پیدا ہو اور وہ عمارت محفوظ رہ سکے، اسی طرح دین کی عمارت اسی وقت مضبوط رہ سکتی ہے جبکہ نماز کو قائم کیا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا دین اور ایمان دیکھنا ہو اس کی نماز دیکھ لو، اگر اس کی نماز محفوظ ہے تو اس کا دین محفوظ ہے اور اگر نماز محفوظ نہیں یعنی اس کو پابندی کے ساتھ قواعد شرعیہ کے مطابق ادا نہیں کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا دین بھی محفوظ نہیں ہے۔

نماز برائیوں سے روکتی ہے اور مزید نیکیوں پر آمادہ کرتی ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کے بارے میں شکایت کی کہ یارسول اللہ فلاں شخص نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب اس کی نماز اس کو چوری کرنے سے روک دے گی، ہمارے یہاں بہت سارے بھائی ایسے ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ پہلے فلاں کام سے رک جاؤں تب نماز پڑھوں گا پہلے فلاں کام سے رک جاؤں پھر ڈاڑھی رکھوں گا، پہلے فلاں کام کرلوں پھر حج کروں گا، اللہ تعالیٰ نے تو ایسی کوئی قید نہیں لگائی یہ ساری قیود تو ہماری اپنی لگائی ہوئی ہیں، اگر آدمی برائی کررہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نیک کام نہ کرے، نیک کام کرتا رہے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کاموں کی برکت سے اس کو برائیوں سے روک دے اور وہ گناہوں سے باز آجائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز بلکہ تمام ہی چھوٹی بڑی عبادتوں میں تاثیر اور طاقت رکھی ہے، جب آدمی لگاتار نیک کاموں کو کرتا رہے گا تو خود بخود برائیاں اس سے دور ہوجائیں گی۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ مجھے کوئی کلمہ یا کوئی دعا ارشاد فرمادیں جس کے ذریعہ میں تجھے یاد کیا کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کہا کرو تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ یہ تو سارے ہی بندے پڑھتے ہیں میں تو کوئی انوکھی چیز چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ اگر ایک پلڑے میں کلمہ لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں زمین وآسمان اور تمام چیزیں رکھ دی جائیں تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ ایک مرتبہ الحمدللہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ مَابَیْنَ السَّمّاءِ وَالْاَرْضِ اور سبحان اللہ اور الحمدللہ کہنا آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کو بھر دیتا ہے۔ نیکیوں میں اللہ تعالیٰ نے بڑا وزن رکھا ہے اور نماز میں کتنی دفعہ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے، اسی طرح الحمدللہ بار بار پڑھا جاتا ہے، ہمارا ایمان اتنا سونا پڑ گیا ہے بلکہ ہماری طبیعتوں میں بخل آ گیا ہے کہ گھر کا مہمان ہو، بیٹا، بیوی کوئی بھی ہو چھینک آنے پر الحمدللہ کہنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے اور اگر چھینکنے والے نے الحمدللہ کہہ دیا تو سننے والے کو: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنے کی توفیق نہیں ہوتی، ہمارے اور غیر میں فرق ہونا چاہئے کہ کوئی بھی صورت پیش آئے تو ہم کو اللہ کی حمد وثنا کرنی چاہئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت کا ہر لمحہ خیال رکھنا چاہئے۔

چھینک پر ایک صحابی کے بچہ کا واقعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہیں صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو اپنایا اور اس کو اپنے عمل میں لاکر دکھایا، ایک صحابی اپنی بیوی سے بیٹھ کر بات کررہے ہیں ان کا سات سالہ بچہ ہے اس کو چھینک آگئی تو اس نے اپنی امی سے شکایت کی کہ امی! مجھ کو چھینک آئی تھی اور ابو سن رہے ہیں مگر یرحمک اللہ نہیں کہہ رہے ہیں تو بیوی نے شوہر سے کہا کہ تمہارا بیٹا تمہاری شکایت کررہا ہے کہ میری چھینک پر یرحمک اللہ نہیں کہہ رہے ہیں، صحابی نے کہا کہ بیٹے تم نے سچ کہا مگر یہ تو بتاؤ کہ چھینکنے والے کو الحمدللہ بھی تو کہنا چاہئے تو بیٹے نے کہا کہ میں نے آہستہ سے کہا آواز نہیں آئی تو صحابی نے کہا کہ ہم نے بھی آہستہ سے کہا اور تم کو آواز نہیں آئی۔ کیا ہمارے لئے یہ نمونہ عمل نہیں ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہم ستر سال کے بھی

ہو جائیں تو ہمیں کسی چیز کی تمیز نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی اپنی اولاد، نواسوں اور پوتوں کو یہ نصیحت کرنے کی توفیق ہوتی ہے کہ چھینک آنے پر الحمدللہ کہیں اور یرحمک اللہ سے اس کا جواب دیں، درحقیقت چھینک اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

چھینک کا جواب دینے پر بخشش

چھینک پر ایک واقعہ یاد آ گیا، ایک صاحب دریا کے کنارے پر کھڑے تھے ایک کشتی دریا میں چل رہی تھی، اس میں ایک آدمی کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا اور دریا کے کنارے کھڑے ہونے والے شخص نے الحمدللہ سن لیا، اس آدمی سے رہا نہ گیا ایک کشتی کرایہ پر لی اور جلدی جلدی اس کشتی تک پہنچا اور وہاں پہنچ کر چھینکنے والے کا جواب دیا یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم فرمائے) پھر واپس آ گیا، جب اس آدمی کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا معاملہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا؟ تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چھینکنے والے کا جواب دینے کی وجہ سے بخش دیا، میں دریا کے کنارے پر کھڑا تھا اور دریا میں ایک کشتی چل رہی تھی، اس کشتی میں ایک آدمی کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا تھا میں نے دو آنہ میں ایک کشتی کرایہ پر لی اور اس کی چھینک کا جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے میری بخشش فرما دی۔ مذہب اسلام نے ہم کو ہر ہر چیز کی تعلیم دی ہے اور ہر موقع محل کے لئے ایک دعا بھی تعلیم فرمائی ہے مگر ہم لوگوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔

ایک پنڈت سے ملاقات

میری ایک پنڈت سے ملاقات ہوئی محلے میں، تو اس نے ایک بڑی عجیب وغریب بات بتائی کہ مولانا! آپ کے نبی جی نے جو دعائیں بتلائی ہیں مختلف اوقات

کے لئے، کھانے پینے، سونے اور سو کر اٹھنے کے بعد ہماری سنسکرت زبان میں ان دعاؤں کا ترجمہ کیا گیا اور ہم اپنے بچوں کو وہی دعائیں یاد کراتے ہیں، غیر مسلموں کے جو آشرم اور مٹھ ہوتے ہیں جہاں پر وہ اپنے بچوں کو رکھتے ہیں وہاں پر بھی سکھایا جاتا ہے کہ کھانے سے پہلے کا منتر کیا ہے اور کھانے کے بعد کا منتر کیا ہے۔

کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

میں نماز کے متعلق عرض کر رہا تھا رسول اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبت اور شغف نماز ہی سے تھا اور یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آرام فرما رہے ہیں پھر اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے اٹھنے دو میں اپنے رب کو یاد کرتا ہوں اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اتنا روتے اتنا روتے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سینے میں کوئی ہانڈی پک رہی ہے اور اتنی دیر تک کھڑے رہتے تھے کہ آپ علیہ السلام کی پنڈلیوں پر ورم آ جاتا تھا، ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ نے آپ کو بخش دیا دنیا ہی میں بشارت عطا کر دی پھر بھی آپ اتنی لمبی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ صَمَدًا شَکُوْرًا اے عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں یعنی یہ نماز جو میں اتنی لمبی لمبی پڑھتا ہوں یہ محبت الٰہی کی وجہ سے ہے نہ کہ خشیت الٰہی کی وجہ سے، آپ ﷺ کی پوری زندگی میں صرف دو وقت کی نمازیں قضا ہوئیں ایک تو غزوۂ خندق کے موقع پر دشمنوں نے نماز کا موقع ہی نہیں دیا دوسرے کسی غزوہ سے واپس آ رہے تھے رات بھر چلنے کی وجہ سے صبح کو نیند آ گئی پھر بعد میں نیند کھل گئی تو آپ ﷺ نے جماعت سے قضا نماز پڑھائی۔

صحابہ کرام کا یہی معمول تھا کہ راتوں رات نمازوں میں گذار دیا کرتے تھے اور تہجد تو ان کی زندگی کا معمول تھا، شیطان ہمارے دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ ہمارا گھر تو بہت چھوٹا ہے کہاں اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں، ہمارا گھر تو صحیح سے پاک بھی نہیں رہتا کہاں نماز پڑھیں گے مگر یہ شیطانی وسوسہ ہے، نبی اکرم ﷺ کا حجرہ شریفہ تو بہت چھوٹا تھا حضرت عائشہ ﷺ سو رہی ہیں، آپ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں جب آپ ﷺ سجدہ کرتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاؤں سکوڑ لیتی ہیں اور جب آپ ﷺ سجدے سے سر مبارک اٹھاتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں پھیلا لیتی ہیں، مگر آپ ﷺ اس تنگ گھر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ بھی فرض نماز نہیں بلکہ نفل نماز پڑھ رہے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں مرغوب اور پسندیدہ ہیں، ایک تو خوشبو، دوسرے نماز اور تیسرے عورت، آپ ﷺ کو یہ تین چیزیں بہت ہی پسند تھیں، نماز کے تعلق سے آپ ﷺ نے فرمایا **قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ** میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نیک بیوی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اگر کسی کو نیک بیوی مل جائے تو اس کی دنیا ہی جنت ہے اور اگر بد اخلاق عورت مل گئی تو دنیا ہی اس کے لئے جہنم ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دیندار عورت سے شادی کرو اور مرد کی بھی ذمہ داری دی گئی کہ عورت گھر کی نگرانی کرے اور ان کے دین کی نگرانی کرے **وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا** اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اس پر قائم رہو۔ یعنی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے رہو، گھر والوں سے خواہ بیوی ہو یا بالغ لڑکے اور لڑکیاں یہ معلوم کرتے رہیں کہ نماز پڑھتے ہیں کہ نہیں، جب چند دنوں تک کی آپ اس طرح توجہ دیں گے تو پورے گھر کا ماحول دینی ہوگا پھر کبھی آپ کو نماز کے لئے کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑے

گی، اور سب کو قلبی سکون اور راحت میسر ہوگی، جب گھر کی عورت نمازی ہوتی ہے تو صفائی ستھرائی اور پاکی کا زیادہ خیال رکھتی ہے اور اگر عورت بے نمازی ہے تو خود بھی پھوہڑ رہتی ہے اور گھر میں صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی مکروہ ہے بتایئے کہ ہمارے یہاں کتنی عورتیں بے نمازی ہیں ایسی تو بہت سی عورتیں ملیں گی جو عمدہ سے عمدہ کھانا پکاتی ہوں مگر نمازوں کی کوئی فکر نہیں، یاد رکھیں جب تک نماز کامل نہیں ہوگی تب تک ایمان بھی مکمل نہ ہوگا۔

اللہ والوں کے نزدیک نماز کی اہمیت

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا بڑی خدا رسیدہ بزرگ ہیں انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ اگر تو نے قبر میں کسی کو نماز پڑھنے کا موقع دیا تو میں بھی پڑھنا چاہتی ہوں مجھے بھی موقع عنایت فرما، چنانچہ جب ان کو قبر میں رکھا گیا اور پتھر وغیرہ لگا دیا گیا تو ایک پتھر کھسک گیا دیکھا گیا کہ قبر کشادہ ہوگئی ہے اور وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی ہیں۔

ایک صحابی نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جنت میں بھی نماز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جنت میں نماز نہیں ہے تو صحابی نے بڑے اداس ہو کر فرمایا یا رسول اللہ ﷺ جس جنت میں نماز نہ ہو اس جنت کا کیا مزہ؟ سبحان اللہ! ہم معمولی معمولی بہانوں سے نماز چھوڑ دیا کرتے ہیں، معمولی سا بخار آ گیا تو نماز نہیں، سر میں درد ہوگیا تو نماز نہیں، سفر میں جا رہے ہیں تو نماز نہیں، شادی بیاہ میں چلے گئے تو نماز نہیں، مہمان آ گئے تو اس کی مہمان نوازی میں نماز نہیں، جب دین کا اہم ستون ہم منہدم کر رہے ہیں تو معاشرے میں اصلاح کہاں سے پیدا ہو سکتی ہے؟

ایک مرتبہ ایک بزرگ کو لوگوں نے دیکھا کہ بہت غمگین ہیں پوچھا حضرت کیا ہوا

کیوں غمزدہ ہیں؟ تو حضرت نے بڑی عجیب وغریب بات ارشاد فرمائی کہنے لگے کہ ایک مرتبہ میرے ایک بیٹے کا انتقال ہوا تو پورا بغداد تعزیت کرنے کے لئے آیا اور مہینوں تعزیت کرتے رہے اور آج میری نماز قضا ہوگئی لیکن کوئی بھی مجھے تسلی دینے اور پوچھنے نہیں آیا اس لئے غمگین بیٹھا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک وقت کی نماز کا خسارہ اتنا بڑا ہے جیسے اس کی بیوی، بچے، خاندان، مال ومتاع سب تباہ وبرباد ہوگیا ہو اگر ہمیں نماز کی لذت اور چاشنی مل جائے تو ایک وقت کی نماز نہیں فوت ہوسکتی ہے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے لئے گھر سے نکلے ادھر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر گھر واپس آرہے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ نماز ہوگئی؟ تو کہنے لگے کہ ہاں نماز ہوگئی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر ایسا کرو نماز چھوٹنے پر جو تمہیں صدمہ ہوا اس کا ثواب مجھے دیدو اور میری نماز کا ثواب تم لے لو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا اس کا ثواب کچھ زیادہ ہوگا فرمایا نہیں لوں گا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اس لئے اس کی تو ہمیشہ پابندی کرنی چاہئے اور اگر جماعت فوت ہوگئی تو اس پر صدمہ ہونا چاہئے کہ جماعت فوت ہوگئی اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنا چاہئے پھر پابندی کے ساتھ اللہ جماعت سے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس سے مکالمہ

ایک روز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر آرام فرمارہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے آپ کو نماز کے لئے بیدار کردیا جب آپ بیدار ہوئے تو وہ شخص روپوش ہوگیا آپ نے دل میں سوچا کہ اس وقت میرے گھر کے اندر کون شخص داخل ہوا کس کی ایسی جرأت ہوئی؟ پھر دیکھا کہ ایک شخص کواڑ کی آڑ میں اپنا منہ چھپائے کھڑا ہے آپ نے

دریافت کیا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا نام ابلیس ہے، آپ نے پوچھا کہ اے ابلیس! تو نے مجھے کیوں بیدار کیا تو ابلیس نے کہا کہ نماز کے لئے اب نماز کا وقت ختم ہونے والا ہے، آپ کو مسجد کی طرف دوڑ جانا چاہئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز تیری یہ غرض نہیں ہوسکتی ہے تو ابلیس نے جواب دیا۔

گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم
راہ طاعت را بجاں پیمودہ ایم

”ابلیس نے کہا کہ ہم پہلے فرشتہ تھے اور طاعت وعبادت کے راستہ کو اپنی جان سے طے کیا ہے۔“

تو ظاہر بات ہے کہ پیشہ کیسے دل سے نکل سکتا ہے اور پہلی محبت کیسے زائل ہوسکتی ہے۔

نیکو عمل را رہنمائی می کنم
مریداں را پیشوائی می کنم

”نیکوں کو نیکی کا راستہ دکھاتا ہوں اور بروں کو برائی کی رہنمائی کرتا ہوں۔“

گر ترا بیدار کردم بہر دیں
موئے اصل من ہمیں است وہمیں

”اگر میں نے آپ کو دین کے لئے بیدار کردیا تو یہی ہماری اصلی فطرت کا تقاضہ ہے۔“

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سچ سچ بتا کہ کیوں تو نے مجھے بیدار کیا تو مجھے گمراہ نہیں کرسکتا ہے۔

گفت امیر اے راہ زن حجت مگو
مر ترا رہ نیست درمن رہ نجو

ابلیس نے کہا کہ اگر آپ کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ اللہ کی راہ میں آہ وفغاں کرتے اور آپ کا درجہ بلند ہوتا اور آپ کو درجنوں نماز کا ثواب ملتا اور اس سے مجھے حسد ہوتا میں نے یہ نہیں چاہا کہ آپ کو زیادہ ثواب ملے اس لئے جگا دیا۔

گفت اکنوں راست گفتی صادقی

از تو ایں آید تو دیں را لائقی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تو نے سچ بات کہی ہے اور حسد ودشمنی جو کچھ تو نے کی تو اسی کے لائق ہے۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کوتاہیوں اور خطاؤں پر ندامت وشرمندگی سے شیطان کو کتنا غم وغصہ اور تکلیف ہوتی ہے مگر ہمارا حال یہ ہے کہ کتنی نمازیں چھوڑ دیتے ہیں حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے، سنتوں کو پامال کر دیتے ہیں اور نہ معلوم کتنے احکام ہیں جن کی ہم پرواہ نہیں کرتے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پنج وقتہ باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

کسی کو حقیر نہ جانو

مجلس نمبر(۲۹)

مجلس مبارک ۹ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۴ر جنوری ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! آج سرکاری تعطیل ہونے کی وجہ سے متعلقین حضرات کی تعداد معمول سے زیادہ تھی، گوری پالیہ، بی ٹی یم لے آؤٹ بنگلور سے بھی احباب حاضر تھے۔ حلقہ ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔ بعدہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآئُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرْنَاھَا لَکُمْ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو نیک کاموں کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور

اس کے افعال واعمال سے نیکیاں صادر ہوتی ہیں، اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتے ہیں، اس کے ذہن ودماغ اور دل میں آنے والے خیالات اللہ تعالیٰ پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ شیطان کے مکروفریب میں نہیں آتا اور جب کسی انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ نہیں کرتے تو وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے شیطان کے چنگل میں پھنستا چلا جاتا ہے اس کی چالاکیوں اور مکاریوں کا شکار ہوتا رہتا ہے اس کے دل میں آنے والے خیالات پراگندہ ہوتے ہیں، اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ جھوٹ اور مکروفریب کا منبع ہوتے ہیں اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی انسان کو اس کی برائیوں پر برا بھلا مت کہو اور لعن طعن مت کرو، ایک شخص شراب پیتا ہے، جوا کھیلتا ہے، دھوکہ باز ہے تو اس کو کچھ مت کہو اس کی برائی اس کیلئے کافی ہے، ہاں جب کسی شخص کو برائی کرتے دیکھیں تو اس کو سمجھائیں اور اس کو غلط راستے سے ہٹائیں اور جب نماز پڑھنے کیلئے اٹھیں تو بارگاہ ایزدی میں اس آدمی کے لئے دعا کریں۔ رسول اکرم ﷺ اتنا فکرمند رہتے تھے لوگوں کی اصلاح کی اتنی تڑپ رہتی تھی کہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔

”فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا“

تو ایسا لگتا ہے کہ آپ ان کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کرلیں گے اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے افسوس کی وجہ سے۔ اس لئے ہم اگر دردِ دل کے ساتھ اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً معاشرے میں سدھار پیدا ہوسکتا ہے مگر صورت حال اس کے برعکس ہے ہم اپنے معاشرے اور کلچر میں اگر کسی کو برائی میں مبتلا دیکھتے ہیں تو سامنے نہ تو اس کو برا کہتے ہیں اور نہ اس کی نصیحت کی فکر کرتے ہیں لیکن پیٹھ پیچھے اس کے دسیوں عیوب گنا دیتے ہیں اس کی عزت وناموس پر بٹہ لگاتے ہیں۔

برے کو بھی برا مت کہو

رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک صاحب کو لایا گیا جنھوں نے شراب پی تھی، حکم شرع کے مطابق ان کو کوڑے لگوائے گئے، آپ علیہ السلام نے نصیحت وخیر خواہی کے طور پر ان کو منع بھی کیا ہوگا شیطان کا غلبہ ہوگا پھر انھوں نے پی لی پھر ان کو لایا گیا اور کوڑے لگائے گئے اس طرح کئی بار ہوا جب چھٹی مرتبہ ان کو لایا گیا اور حد جاری کی گئی تو کسی صحابی نے برا بھلا کہہ دیا کہ لعنت ہو تم پر بار بار شراب پیتے ہو، آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ خبردار کسی پر لعنت مت کرو، لعن طعن کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے آدمی جس پر لعنت کرتا ہے اس کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اس طرح اس کے اندر عجب وخود بینی اور تکبر پیدا ہوجاتا ہے اور شیطان کے پھندے میں آجاتا ہے اور جس کی برائی کررہا ہے بسا اوقات اس کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور وہ راہِ راست پر آجاتا ہے اس لئے کسی کو برائی میں مبتلا دیکھ کر اس کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے اور کسی کے تقویٰ وپرہیزگاری کو اور مقبولیت کو دیکھ کر بغض وحسد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہئے کہ یا اللہ مجھے بھی نیکی اور تقویٰ کی توفیق عطا فرما اور خود اپنی نیکی پر گھمنڈ بھی نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

عبرت آمیز واقعہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں ایک بڑا عجیب وغریب اور عبرتناک اور سبق آموز واقعہ لکھا ہے کہ دو بھائی تھے ایک بھائی مکان کے نیچے والے حصہ میں رہتا تھا اور ایک بھائی مکان کے اوپر والے حصہ میں رہتا تھا، نیچے والا بھائی بہت زیادہ فسق وفجور میں مبتلا رہتا تھا روزانہ اس کی محفل لگتی، گانے بجانے اور فواحشات

میں راتیں گذرتی تھیں، طوائف آتی تھیں اور ناچتی رہتی تھیں، اسی میں اس کو پینتیس سال گذر گئے اور ایک بھائی جو عمر میں بڑے تھے وہ بڑے ہی متقی پرہیزگار، ہر وقت ذکر اللہ اور تلاوت قرآن میں لگے رہتے تھے، حدیث پاک پڑھ کر سنائی جاتی تھی بڑے بڑے اولیاء اللہ دور دور سے آتے تھے اور ان سے کسب فیض کرتے تھے اور اسی حالت میں پینتیس سال ان کے بھی گذر گئے یکا یک پینتیس سال کے بعد قدرت کا لکھا ہوا سامنے آتا ہے چھوٹا بھائی جو فسق و فجور میں مشغول رہتا تھا اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ پینتیس سال سے اسی برائی میں ملوث ہوں اب تو اللہ سے شرم کرنی چاہئے آخر مرنے کے بعد اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ یہ سوچ کر کہا آج چلو بھائی صاحب کی مجلس میں چلیں اور ان کی بات سنیں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور نیک کاموں میں لگ جائیں یہ سوچ کر اوپر جانی والی سیڑھیوں پر قدم رکھا بالکل اسی وقت بڑے بھائی کے دل میں یہ خیال آیا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گذارتے گذارتے اتنا لمبا عرصہ گذر گیا کبھی ہم نے نہیں دیکھا کہ فسق و فجور کیا ہوتا ہے گانے بجانے میں کیا ہوتا ہے، رنڈیاں کس طرح ناچتی ہیں لاؤ ایک دن اس کو بھی دیکھ لیں، یہ سوچ کر بڑے بھائی نے نیچے اترنے کیلئے سیڑھی پر قدم رکھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو حکم ہوتا ہے کہ دونوں کی روح قبض کرلو، اللہ اکبر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے نہ معلوم کس وقت شیطان بہکادے اور آدمی گناہوں کا پختہ ارادہ کربیٹھے، ایک شخص پینتیس سال سے برائیوں میں مبتلا ہے توبہ کرنے کیلئے ابھی دو ہی قدم بڑھائے کہ اسکی روح قبض کرنے کا فیصلہ ہوگیا اور ایک شخص پینتیس سال سے نیکیوں میں لگا ہوا ہے محض برائی کیلئے دو قدم نیچے اتر گیا اسکی روح قبض کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور عذاب کے فرشتے نے روح قبض کرلی، کیونکہ اسکا قدم برائی کیلئے اٹھا اور چھوٹے بھائی کا قدم جو نیکی اور بھلائی اور توبہ کیلئے اٹھا تھا اسلئے اس کی جنت کے فرشتے نے روح قبض کی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آدمی جیسی نیت کرے گا اس کو ویسا ہی بدلہ ملے گا، اسلئے ہمیشہ آدمی کو نیت درست رکھنی چاہئے اور اللہ سے خیر اور بھلائی کی توقع ہونی چاہئے اور اپنے کسی بڑے سے بڑے عمل پر تکبر اور گھمنڈ کر کے اس کو برباد نہیں کرنا چاہئے۔

کسی کافر کو بھی حقیر مت جانو

شیخ ابو عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ جن کے کئی ہزار مریدین تھے احادیث کے بہت بڑے عالم تھے، کئی ہزار احادیث مع سندوں کے یاد تھیں، ساری عمر حدیث کی تدریس اور لوگوں کی اصلاح میں گذار دی، ایک مرتبہ عیسائیوں کی بستی پر سے گذرے، دیکھا کہ وہ لوگ سؤر چرا رہے ہیں، انکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیسے لوگ ہیں کہ خنزیر چرا رہے ہیں اور ہم ہیں کہ ایمان والے ہیں، توحید کے قائل ہیں پس یہ تکبر انکے دل میں پیدا ہونا تھا کہ ایمان رخصت ہوگیا اور ایک عیسائی لڑکی پر عاشق و فریفتہ ہوگئے اور شادی کیلئے پیش کش کردی، لوگوں نے شرط لگائی کہ دس سال تک خنزیر چرائیں گے اسکے بعد ہم آپ سے لڑکی کا نکاح کریں گے، انھوں نے شرط بھی منظور کرلی، وہی عصا جو کل تک وعظ و نصیحت اور منبر پر خطبہ دیتے وقت سہارا اور ٹیک لگانے کے کام آتا تھا وہ ناپاک جانوروں کے چرانے اور انکو ہنکانے کے کام آرہا ہے، مریدین اور بڑے بڑے بزرگوں نے دعائیں کیں کہ یا اللہ اتنے بڑے مرشد کامل اور حدیث کے اتنے بڑے عالم راستہ سے ہٹ گئے یہ اسلام کی توہین ہورہی ہے اے اللہ ان کو راہ راست کی ہدایت فرما پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور دوبارہ بغداد شریف تشریف لائے اور درس و تدریس کا کام شروع کیا اور مریدین سب آکر جڑے کسی نے پوچھا کہ حضرت! اتنا بڑا انقلاب آخر کیسے پیدا ہوا؟ کیسے غلط راستے پر چلے گئے تو فرمایا کہ

میں نے عیسائیوں کو دیکھ کران کو حقیر جانا تھا کہ یہ بھی کوئی آدمی ہیں سوٗر کھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں اور ایک ہم ہیں ایمان والے، اعمال صالحہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور اسی وقت میرا ایمان چلا گیا اور قرآن کریم اور احادیث شریفہ ذہن سے نکل گئیں سوائے قرآن کریم کی ایک آیت اور ایک حدیث شریف کے۔ اسلئے دوستو! کسی وقت بھی اپنے کو بڑا اور دوسرے کو حقیر ہرگز نہ سمجھنا چاہئے۔

قربانی خوش دلی سے کریں

یہ عیدالاضحیٰ کا عمل جو ہمارے سامنے ہوا اللہ تعالیٰ ہر ایک کی قربانی کو قبول فرمائے قربانی اللہ تعالیٰ کا بڑا محبوب اور پسندیدہ عمل ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو پسند نہیں اس لئے بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے اللہ کیلئے قربانیاں پیش کی ہیں، اس سال ہمارے یہاں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا، شہر بنگلور میں بہت سی جگہوں پر اشتہارات لگے ہوئے تھے کہ یوپی اور بہار میں پانچ سو روپے میں قربانی ہوتی ہے تو ہمارے کچھ بھائیوں نے یہ سوچ کر کہ جہاں قربانی کرنے میں پندرہ سولہ اور اٹھارہ سو روپے خرچ ہوتے ہیں اپنی قربانی کی رقم وہیں بھیج دی تاکہ پیسے بچ جائیں اللہ تعالیٰ سب کی قربانی قبول کرے۔ اسلام نے یہ سہولت دی ہے کہ دنیا میں کہیں بھی قربانی کراسکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھوں سے کرے اور اس کا گوشت اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرے، کیونکہ جانور کو دیکھنا بھی عبادت ہے، اس کے گلے پر چھری چلانا بھی عبادت ہے، اس کا گوشت تقسیم کرنا بھی عبادت ہے اس لئے قربانی کے معاملہ میں چند پیسوں کا لالچ نہیں کرنا چاہئے، قربانی خوش دلی سے کریں اور جتنا پیسہ اس میں خرچ ہوگا وہ ذخیرۂ آخرت ہی بنے گا نیک نیتی کے ساتھ قربانی کریں۔

ایک بڑے محدث کا واقعہ

ہمارا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے کچھ بول نہیں سکتے، وہ مالک ہیں جو چاہیں پسند کریں، جو چاہیں رد کریں، کسی کو چوں وچرا کرنے کی جرأت نہیں، ایک بہت بڑے محدث تھے انھوں نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا اس میں رہتے تھے احادیث لکھا کرتے تھے اور اس زمانے میں دوات میں قلم ڈبو کر لکھا جاتا تھا ایک مرتبہ دوات میں روشنائی زیادہ استعمال ہوگئی تو ہاتھ سے دیوار کھرچ کر اس پر ڈالنے کا ارادہ کیا پھر دل میں خیال آیا کہ میں نے مکان کرایہ پر لیا ہے رہنے کے لئے نہ کہ حروف کو سکھانے کے لئے، پھر سوچا کہ اتنی سی مٹی استعمال کرنے سے مالک مکان منع نہیں کرے گا چنانچہ تھوڑی سی مٹی کھرچ کر ڈال لی، رات میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا کہ شرم نہیں آتی حدیث لکھتے ہو اور جس مکان کو تم نے صرف اپنے لئے کرایہ پر لیا ہے اس کی مٹی روشنائی سکھانے کیلئے استعمال کرتے ہو، کل قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ اس کی سزا کیا ہے؟ صبح بیدار ہوئے تو مالک مکان کے پاس گئے اور پورا ماجرا کہہ سنایا تو مالک مکان نے کہا کہ میں نے اللہ کیلئے معاف کردیا اور آئندہ آپ کو جتنی مٹی کی ضرورت ہو کھرچ کر نکال لیا کریں۔ آج ہم بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرلیتے ہیں مگر ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ اس پر پکڑ ہوگی۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے پایہ کے عالم اور خدا رسیدہ بزرگ تھے حضرت نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ اے شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ! تیرے قبرستان میں آکر کسی کو دفنایا گیا تو اس کی مغفرت ہے،

اتنا بڑا مقام ومرتبہ حضرت کا، انتقال ہوگیا کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پوچھا شیخ احمد! کیا لے کر آئے ہو؟ تو میں نے کہا اے اللہ اتنے روزے، اتنی نمازیں، صدقہ وخیرات لے کر آیا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قبول نہیں، تو میں نے کہا تیری رحمت کی امید لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا شیخ تمہارے اعمال نامہ میں ایک عجیب وغریب نیکی ہے ایک مرتبہ جب تم قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تھے تو وہاں ایک مکھی بیٹھی تھی تم نے یہ سوچ کر کہ اگر اس کو نہیں اُڑا دیا تو دب کر مرجائے گی اس لئے اس کو اُڑا دیا پھر قضائے حاجت کی تم نے مکھی پر رحم کیا تھا آج تمہاری وہ نیکی ہمیں قبول ہے اور اس کی وجہ سے تم پر رحم کرتے ہیں۔ اللہ اکبر!

دوستو! ہم چھوٹی چھوٹی نیکی کرنے میں کبھی عار نہ محسوس کریں اور چھوٹے چھوٹے گناہ سے بھی بچتے رہیں نہ معلوم کب اللہ تعالیٰ ہماری پکڑ فرمالیں۔

حاجیوں کے متعلق ایک سبق آموز واقعہ

پرانے زمانے کی بات ہے جب لوگ پیدل حج کیا کرتے تھے اور گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کیا کرتے تھے، اس زمانے میں ایک صاحب اپنے خادم کے ساتھ حج سے واپس آرہے تھے راستہ میں ایک جگہ قیام کیا، کھانا پکایا مگر نمک نہیں تھا تو نوکر کو کہا کہ جاؤ سامنے مسلمان کا گھر ہے اس سے کہو کہ ہم لوگ حج کرکے آرہے ہیں ہمارے پاس نمک نہیں ہے اگر تمہارے پاس نمک ہو تو دیدو تو اس گھر والے نے نمک دیا یہ لوگ کھانا کھا کر سوگئے خواب میں ایک فرشتہ آیا اور حاجیوں کے سردار سے کہا کہ شرم نہیں آتی اتنی محنت ومشقت سے حج کیا اتنا لمبا سفر طے کیا، اتنے روپے خرچ کئے اور ذرا سے نمک میں اس کو ضائع کردیا، تمہیں کیا معلوم سامنے والے کا جو گھر ہے اس

کی کمائی جائز ہے یا نہیں؟ تمہارے پاس پیسے تھے دوکان سے خرید لیتے۔ کھانے پینے میں آدمی کو حددرجہ احتیاط کرنی چاہئے، حرام کھانے پینے سے آدمی کی نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں اور اس کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی اور اس کے اثرات اولاد پر بھی پڑتے ہیں نیکیوں کی توفیق نہیں ہوتی، ہر وقت انسان کا ذہن برائیوں ہی کی طرف مائل ہوتا ہے، حلال اور پاکیزہ کھانے سے آدمی کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور نیکیوں کی توفیق ہوتی ہے اور نیکیوں کا کرنا تو آسان ہے مگر اس کو محفوظ رکھنا بڑا مشکل ہے کیونکہ شیطان مومن کا ازلی دشمن ہے اور مختلف طریقوں سے اس کو بہکانے میں لگا رہتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ حیلہ اور مکروفریب اسی کے حساب سے کرتا ہے۔

تقویٰ اور پرہیزگاری اصل ہے

میں نے قرآن کریم کی آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ قربانی کے جانوروں کا گوشت، ان کا خون اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دلوں کا تقویٰ اللہ کو پہنچتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے تابع کردیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تم کو توفیق عطا فرمائی اور اے محمد ﷺ نیکی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجئے۔ ہر نیک عمل میں اخلاص ہی اصل اور بنیاد ہوا کرتا ہے اگر اخلاص اور اللہ کا خوف، تقویٰ اور پرہیزگاری نہ ہو تو بڑے سے بڑے نیک عمل کی اللہ کے یہاں کوئی قدر نہیں ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ جو شخص ایک کھجور کے برابر حلال اور پاکیزہ کمائی سے صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو حلال اور پاکیزہ چیزیں قبول فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتے

ہیں پھر اسکی پرورش کرتے ہیں جس طرح تم میں کوئی اپنے پرائے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر اخلاص اور تقویٰ پیدا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حضورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایماں کی اساس ہے

مجلس نمبر (۳۰)

مجلس مبارک ۱۶/صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، مطابق ۲۱/جنوری ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! حسب معمول ذکر اللہ کے حلقہ کے بعد اجتماعی دعا کا اہتمام ہوا، آج کی مجلس میں کچھ حضرات بریلوی مکتب فکر کے بھی حاضر تھے، حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے اکرام سے اپنے قریب بٹھایا اور ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَقَالَ تَعَالٰى اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ تعالیٰ نے اس امت پر بڑا فضل واحسان فرمایا اور اپنی مخصوص رحمتیں نازل فرمائیں کہ حضور سرور عالم ﷺ جیسا ہادی ورہبر اور رہنما اس امت کو عطا فرمایا، ظاہر ہے جس امت کا نبی جتنا عظیم الشان ہوگا اور جتنے بڑے مرتبے والا ہوگا اس امت کا مقام بھی اتنا ہی زیادہ بلند ہوگا، جس طرح حضور اکرم ﷺ امام الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی امام ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کا امام امت محمدیہ کو بنایا ہے، حضور اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر جنت کا داخلہ حرام ہے جب تک میں نہ داخل ہو جاؤں یعنی نبی اکرم ﷺ جب تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے کوئی نبی ورسول بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ میں تمام نبیوں کا نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل وانعام ہے آپ ﷺ پر کہ دنیا میں سب سے آخر میں تشریف لائے اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ اسی طرح امت محمدیہ کا حساب وکتاب بھی ساری امتوں سے پہلے اور جنت میں داخلہ بھی سب سے پہلے ہوگا اور جنت میں ایک بار داخلہ ہوگیا تو پھر اس کو کوئی تکلیف نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔

یاجوج ماجوج کی تعداد تمام انسانوں سے زیادہ

آپ ﷺ سفر فرمارہے ہیں اونٹنی پر سوار ہیں، وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ اے میرے محبوب ہم دس ہزار میں سے ایک آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے باقی نو ہزار نوسو ننانوے آدمیوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔ حضور ﷺ نے جب سنا تو غمزدہ ہوگئے اور صحابہ کرام کو جب معلوم ہوا تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا کیا ہوگا جب دس ہزار میں سے ایک ہی آدمی

جنت میں جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے پھر بذریعہ وحی آپ علیہ السلام کو مطلع فرمایا کہ جتنے قیامت تک آنے والے ہیں مومن مومنات مسلم مسلمات ان سب کی تعداد کو جمع کیا جائے گا تو یاجوج ماجوج ان سے دس ہزار گنا زائد ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ان کو کسی جگہ قید کردیا ہے اور قرآن کریم میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ پھسلتے ہوئے آئیں گے۔ قرب قیامت میں یہ لوگ اٹھیں گے اور کثرت واژدحام کی وجہ سے کوئی پہاڑ اور ٹیلہ ایسا نہ ہوگا جو ان سے خالی ہو، کوئی انسانی طاقت ان سے مقابلہ نہ کرسکے گی بالآخر عذاب الٰہی کی وجہ سے ہی یہ غیر معمولی موت مریں گے، یہ بھی انسانوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کو ان سے بھردیں گے کہ نو ہزار نوسو ننانوے یاجوج وماجوج ہوں گے اور ایک آپ ﷺ کا امتی ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہت بڑا مقام ومرتبہ عطا فرمایا اس کو خیر امت کا لقب دے کر تمام امتوں پر فائق وبرتر کیا۔

سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ سے

نبی اکرم ﷺ نے اس امت کے لئے بڑی دعائیں فرمائیں اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کی کہ یااللہ میری امت میں اختلاف وانتشار نہ ہو، اتحاد واتفاق کے ساتھ یہ امت زندگی گذارے تو یہ دعا قبول نہیں ہوئی، درحقیقت یہ بھی اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے اس سے دین کو بہت سارے زاویئے سے سمجھنے کا موقع ملتا ہے البتہ جو چیزیں عقائد کے قبیل کی ہیں اور ارکان اسلام سے ہیں ان میں تو سارے مسلمان متفق ہیں پانچوں نماز میں روزہ، زکوٰۃ اور حج، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اس دعا کو کہ میری امت میں اختلاف نہ ہو قبول نہیں فرمایا، آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی

کہ اے اللہ میری امت کی بخشش فرما تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ہم قیامت کے دن مایوس نہیں کریں گے بلکہ تمہاری امت کے تعلق سے تم کو خوش کر دیں گے لیکن خوش خبریاں دیکھ کر دھوکہ میں نہ پڑ جائیں کیونکہ اس کے کچھ اصول وضوابط ہیں جس کی بجا آوری ضروری اور لازم ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ سے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر محافظ اور نگراں بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ اسلئے کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب اطاعت رسول اور اطاعت رب کی جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں کہ اس کی اولاد اور اس کی جان سے بھی۔

اتباع رسول دخول جنت کے لئے لازم

رسول اکرم ﷺ کے احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ آپ علیہ السلام سے سب سے زیادہ محبت ہونی چاہئے، حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن میرا ایک امتی آئے گا اور میرا دامن پکڑ کر کہے گا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کا امتی ہوں لیکن میں اس کو جھڑک دوں گا اور اپنا دامن اس سے چھڑالوں گا اس لئے کہ دنیا میں اس نے میرا کہنا نہیں مانا اور میری سنتوں پر عمل نہیں کیا، اس لئے مجھے ایسے آدمی کی کوئی پرواہ نہیں اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ جس آدمی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں، جس آدمی کی اللہ کے رسول ﷺ کوئی پروانہ کریں اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ایک واقعہ بھی اس کے مقابل سنتے چلیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام میزان کے پاس آئیں گے وہاں اعمال تولے جارہے ہوں گے آپ علیہ السلام دیکھیں گے کہ میرا ایک امتی ہے

جس کے گناہوں کا پلڑا جھکا ہوا ہے تو حضور علیہ السلام اس کے نیکیوں والے پلڑے میں اپنا دست مبارک رکھ دیں گے جس سے وہ جھک جائے گا تو فرشتے کہیں گے کہ اے محبوب خدا اس کے گناہ زیادہ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ جس آدمی کیلئے میرے نبی نے ہاتھ رکھ دیا اس کی بخشش میں ضرور کروں گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اس آدمی نے حتی المقدور قرآن وسنت پر عمل کیا اور میری زندگی کو اور میرے کاموں کو اپنایا پھر بھی اسکی نیکیاں کم رہ گئیں اسلئے اس کے نیکی والے پلڑے میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آپ ﷺ کی شفاعت

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں اسی دوران قیامت کے تعلق سے بات چیت ہونے لگی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ علیہ السلام! جب آپ ہیں تو ہمیں کیا فکر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا! اس دن کوئی کام نہیں آئے گا، اس دن کام آنے والی ذات صرف اللہ رب العزت کی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اتنا سننا تھا آنسوؤں کی برسات ہوگئی، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بے شک اس وقت اللہ کے علاوہ کوئی کام نہیں آئے گا لیکن وہ لوگ جو دنیا میں میرا طریقہ اختیار کئے ہوئے ہیں وہ لوگ جو میری سنتوں پر عمل کئے ہوئے ہیں، وہ لوگ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں ان کو پل صراط پر ملوں گا اور ان کے ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے پار لگاؤں گا، میزان کے پاس ملوں گا اور ان کی نیکیاں پوری کرادوں گا، جنت کے دروازے پر ملوں گا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرادوں گا اسلئے ہم اگر یہ چاہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی شفاعت ہمیں نصیب ہو تو آپ علیہ السلام کی سیرت کو اپنی زندگی میں لائیں، آپ علیہ السلام کی سنتوں کو

زندہ کریں اور ایک ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے فکر مند رہیں، حدیث شریف میں آتا ہے جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری ایک سنت کو زندہ کیا اس کو سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔

حب صحابہ

دوستو! ہم کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم کو آپ علیہ السلام سے کتنی محبت ہے؟ دعویٰ محبت تو سبھی کرتے ہیں، لیلیٰ کے تعلق سے آتا ہے کہ جب مجنون نے لیلیٰ سے عشق و محبت کا دعویٰ کیا تو بہت سارے نقلی مجنوں پیدا ہوگئے اور لیلیٰ لیلیٰ کی صدائیں لگانے لگے اور اس کے دروازے پر بہت سارے مجنوؤں کی بھیڑ لگ گئی تو لیلیٰ نے آزمانے کے لئے ایک باندی کو تھالی میں چاقو رکھ کر دیا اور اوپر سے اس کو ڈھک دیا اور کہا کہ جاکر کہہ دینا کہ جو لیلیٰ کا سچا عاشق ہے وہ اپنا گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر دیدے، جب باندی تھالی لے کر پہنچی تو لوگ بہت خوش ہوئے کہ حلوہ مالیدہ کھانے کے لئے لائی ہے مگر صورت حال دوسری تھی جب باندی نے لیلیٰ کا پیغام پہنچایا تو ہر ایک نے یہ سوال کیا کہ کس جگہ کا گوشت چاہئے اس طرح ہر ایک کے پاس گئی اور ہر ایک نے یہی جواب دیا لیکن جو واقعی لیلیٰ کا عاشق صادق تھا اس نے فرمان سنتے ہی تکمیل کردی اور اپنے جسم سے مختلف جگہوں کا گوشت کاٹ کر دیدیا، لوگوں کو پتہ چلا کہ لیلیٰ کا عاشق تو یہ ہے جو عاشق ہوا کرتا ہے اس کے پاس حیلے نہیں ہوا کرتے ہیں وہ تو فرمان سنتے ہی تعمیل حکم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ اِدھر اُدھر کھڑے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اب اتنا سننا تھا کہ جو جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا، ہمت نہ ہوئی کہ ایک قدم آگے بڑھے اور دوسری جگہ جاکر بیٹھے آپ ﷺ سے عشق و محبت صحابہ کرام میں جداگانہ تھا۔

ایک صحابی لکڑیوں کا گٹھر سر پر لادے ہوئے تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ان کے کان میں جیسے ہی آواز پہنچی انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ مسجد والوں سے فرمایا جارہا ہے بلکہ وہ اسی حالت میں بیٹھ گئے جبکہ لکڑیوں کا گٹھر سر پر ہے۔ یہ حضور علیہ السلام سے بے پناہ محبت کی بات ہے جو لوگ حضور علیہ السلام سے محبت کے دعویدار ہوں اور ان کا عمل حضور علیہ السلام کے طریقہ کے خلاف ہو تو ظاہر بات ہے ان کے دعوے کو کیسے مانا جائے گا؟ دعوائے محبت تو اسی وقت تسلیم کیا جائے گا جبکہ اس کے اندر اپنے محبوب کی ادا کو نبھانے اور ہر ادا پر مر مٹنے کا جذبہ صادق ہو۔ حضور علیہ السلام کے دو صحابی ایک ساتھ چل رہے تھے درخت آگیا، ایک صحابی درخت کے اس طرف چلے گئے اور دوسرے صحابی درخت کے اس طرف چلے گئے پھر جب درخت کے آگے ملے تو ایک صحابی سلام کرتے ہیں اور دوسرے جواب دیتے ہیں تو سلام کرنے والے صحابی نے کہا کہ جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ تو دوسرے صحابی نے کہا کہ معلوم نہیں تو انھوں نے کہا کہ میں بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ آرہا تھا جب اس درخت کے پاس آئے تو حضور علیہ السلام درخت کے اس طرف ہوگئے اور میں اس طرف ہوگیا پھر جب ملے تو آپ علیہ السلام نے سلام کیا تو آپ ﷺ کی اقتداء میں میں نے یہ کیا۔ یہ تھا صحابہ کرام کا سنت نبوی پر عمل کرنے کا جذبہ کہ معمولی معمولی سنتوں پر بھی بڑے اہتمام سے عمل کرتے تھے اور ہم ہیں کہ بڑی بڑی سنتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلسطین جارہے ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ صحابہ کرام استقبال کے لئے آئے ہیں، حضرت کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت دوسرے کپڑے تبدیل کرلیں ورنہ عیسائی کہیں گے کہ مسلمانوں کے خلیفہ کیسے ہیں کہ اتنے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں کیا ان کے پاس کپڑے نہیں ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوعبیدہ! تم یہ بات کہہ

رہے ہو کوئی دوسرا اگر یہ بات کہتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا لیکن اتنے اعلیٰ درجہ کے صحابی تم یہ بات کہہ رہے ہو، یاد رکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم کو اسلام ہی کی وجہ سے عزت دی ہم کو کپڑوں کی وجہ سے عزت نہیں ملی، نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرنے میں ہم کو کامیابی مل سکتی ہے۔

سلام کبر کو دور کرتا ہے

حضور اکرم ﷺ تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو سلام کرتے تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ اپنے بچوں اور بیوی کو سلام کرنا عیب سمجھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ معمولی معمولی لوگوں سے بھی خندہ پیشانی کے ساتھ سلام کرتے اور ہم ہیں کہ تھوڑا سا پیسہ پاس آگیا تو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی کو ہم کیسے سلام کریں ہم تو بڑے آدمی ہیں دوسرے آکر ہم کو سلام کریں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْکِبْرِ سلام میں پہل کرنے والا کبر سے بری ہے۔ آج ہم جو پریشان نظر آرہے ہیں اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے نبی کی سنتوں کو چھوڑ دیا پوری دنیا میں مسلمان تقریباً ڈیڑھ ارب ہیں اور پوری دنیا کی آبادی پانچ ساڑھے پانچ ارب ہے اور مسلمانوں کی ایک معتد بہ تعداد ہے پہلے نمبر پر عیسائی اور دوسرے نمبر پر مسلمان ہی ہیں لیکن ہمیں رونے کی عادت ہوگئی بگاڑ ہم سے ہی ہو رہا ہے اور ہر آدمی ذمہ دار ہے اپنے اعمال کا اپنے گھر کا ہر حاکم ذمہ دار ہے اپنے ملک کا، گھر سے لے کر باہر تک ہر جگہ نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو پامال کیا جا رہا ہے اب ایسی حالت میں رسوائی نہیں ہوگی تو کیا ہوگا؟ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں باعزت زندگی گذاریں اگر ہم چاہتے ہیں کہ سربلند رہیں اور آخرت میں اللہ کی خوشنودی حاصل ہو تو ہمیں سیرت طیبہ پر عمل کرنا ہوگا اور اپنے بچوں کو سنتوں کا پابند بنانا ہوگا۔

کھانے کے لئے دونوں ہاتھوں کا دھونا

ہم لوگ ایک مرتبہ پرنامبٹ گئے ہوئے تھے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کھانے کا وقت آیا تو لوگ ہاتھ دھونے لگے تو بعض لوگ ایک ہی ہاتھ دھو رہے تھے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی کہ میں نے حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جو لوگ کھانے کے لئے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوتے ہیں وہ کبھی مقروض نہیں رہتے۔ اتفاق ایسا کہ میں اس زمانے میں بہت مقروض تھا تو میں نے اس سنت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسانیاں پیدا فرمادیں، میں نے ایک صاحب کو جو بنگلور ہی میں رہتے ہیں بتایا انھوں نے بھی اس سنت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بھی آسانی پیدا فرمادی تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک ایک سنت پر مادی فائدے بھی ہیں اور روحانی فائدے بھی ہیں، دنیا کے فائدے بھی ہیں اور آخرت کے فائدے بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

کائنات کی تخلیق حضور ﷺ کے صدقہ میں

مجلس نمبر (۳۱)

مجلس مبارک ۸؍ربیع الاول ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۲؍فروری ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! بنگلور کے ہر علاقہ میں سیرت النبی ﷺ کے اجلاس منعقد ہو رہے ہیں۔
آج بعد نماز جمعہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ حسب معمول تشریف لائے اور حاضرین سے دعاء، سلام، خیر و عافیت کے بعد ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام! آپ کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اور ہم نے سارے جہان والوں کیلئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر

گذشتہ جمعہ محسن کائنات سرور دو عالم فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس اور آپ علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے کے تعلق سے کچھ باتیں گوش گذار کی گئی تھیں، سیرت کا پہلو ایسا ہمہ گیر ہے کہ اس کے کسی ایک گوشے کو بھی اگر بیان کرنا چاہیں تو اس کے لئے کافی وقت درکار ہوگا اور آخر نا تمام اور ناقص ہی رہ جائے گا یعنی کسی ایک پہلو کو بھی کما حقہ بیان نہیں کر سکتے ہیں اور یہی کہنا پڑے گا۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہم چناں در اول وصف تو ماندہ ایم

کاغذات تو پورے ختم ہو چکے اور عمر انتہا کو پہنچ چکی مگر ہم ابھی تک تیری خوبیوں کے دیباچہ میں لگے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ ایک بحر بیکراں ہے کیونکہ سیرت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کو بیان کیا جائے بلکہ اس میں مزید وسعت و کشادگی یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی آمد سے پہلے کے حالات بھی سیرت میں داخل ہیں، آپ ﷺ کی زندگی کے کس کس پہلو کو دیکھا جائے اور اس پر کلام کیا جائے؟

معجزۂ شق القمر

اجمالی طور پر یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر پائی اور تاج نبوت سے چالیس سال کی عمر میں سرفراز کئے گئے، تیرہ سال ظلم و ستم سے بھرا ہوا مکی دور اور دس سالہ مدنی دور تو آپ علیہ السلام نے تیئس سال کے اندر وہ عظیم الشان

کارنامہ انجام دیا کہ ساری انسانیت اس پر تحقیق اور ریسرچ کرتی رہے تو عمریں ختم ہو جائیں گی لیکن ہمارے نبی کی سیرت کبھی ختم نہیں ہو سکے گی، آپ ﷺ سے کل معجزات تین ہزار رونما ہوئے، معجزہ شق القمر کو لے لیجئے تقریباً ہجرت سے پانچ سال پہلے آنحضور ﷺ کے پاس ابوجہل وغیرہ بہت سے کفار آئے اور کہا کہ آپ نبی ہیں تو چاند کے دوٹکڑے کر دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا ایمان لاؤ گے؟ تو لوگوں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے انگشت مبارک سے اشارہ کیا فوراً چاند دوٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر اور ایک ٹکڑا جبل قیقعان پر، مشرکین نے کہا یہ جادو ہے اور ایمان نہ لائے۔ آج سائنس کی ترقی ہے اس لئے لوگ سورج اور چاند کو بالکل قریب سے دیکھتے ہیں مگر اس زمانے میں لوگ چاند اور سورج کو اتنا قریب سے نہیں جانتے تھے یعنی اس زمانے کے لوگوں کو چاند اور سورج کے بارے میں اتنی معلومات نہیں تھیں اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کرتے تھے، بہر حال آسمان اور زمین کے درمیان جو خلا ہے اس میں اربوں بلکہ کھربوں میل کا فاصلہ ہے اب آپ سوچئے کہ ایک تشبیہ جو حدیث میں دی گئی ہے کہ زمین سے آسمان تک پہنچنے کے لئے ایک تیز رفتار گھوڑا پانچ سو سال تک دوڑے تو پہلے آسمان پر پہنچے گا یہ تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے استعمال کئی گئی ہے ورنہ تو چاند زمین سے پانچ لاکھ کلومیٹر دور ہے اور سورج زمین سے پانچ کروڑ میل دور ہے یہ ساری دنیا پانچ کروڑ میل نہ ہوگی، پھر اس کے اوپر سیارے ہیں اور ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سیارے آسمان میں چپکے ہوئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ آسمان اس کے بھی اوپر ہے اور ہر سیارہ زمین سے دس بیس اور پچاس بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ بڑا ہے، مریخ جو ستارہ زمین سے پچاس پر چار کروڑ میل دور ہے جب گذشتہ سال زمین کے قریب آیا تو چاند سے آدھا نظر آرہا تھا اسی طرح جتنے بھی سیارے ہیں وہ سب زمین سے بہت دور ہونے کی وجہ سے چھوٹے نظر آتے ہیں

حالانکہ وہ چاند اور سورج سے بھی بڑے ہیں اور جب قیامت قریب آئے گی تو چاند بھی زمین سے بہت دور چلا جائے گا اور وہ بھی نظروں سے غائب ہو جائے گا جیسے اور سیارے نظر نہیں آتے، ابھی امریکہ نے جو سیٹلائٹ نظام قائم کیا ہے اور مریخ پر بھیجنے کے لئے جو راکٹ تیار کیا ہے اس کی رفتار ایک سکنڈ میں پندرہ کلومیٹر ہے یعنی ایک سکنڈ میں لائر پالیہ سے شیواجی نگر پہنچے گا یعنی ایک منٹ میں نوسو کلومیٹر کا سفر کرے گا اتنا تیز رفتار راکٹ مریخ پر پہنچنے کے لئے ڈیڑھ سال لگا، یعنی دس کروڑ ساٹھ لاکھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے پھر بھی آسمانوں سے ابھی بہت دور ہے۔

معجزۂ شق القمر کے اثرات آج بھی

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ ﷺ نے معجزہ کے طور پر چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے، کیرالا کا جو بادشاہ ہندو راجہ تھا وہ رات کو پیشاب کرنے کے لئے اٹھا، اس نے دیکھا کہ چاند کے دوٹکڑے ہو گئے ہیں، اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے فوراً نجومیوں کو بلا کر دریافت کیا تو نجومیوں نے کہا کہ عرب میں نبی آخر الزماں مبعوث ہوئے ہیں یہ انھیں کا معجزہ ہے پھر یہاں سے کچھ لوگوں کو بھیجا گیا تحقیق کرنے کے لئے، یہ الگ بحث ہے وہ اس وقت بیان کرنے کا موقع نہیں۔

اب اس دور میں جبکہ امریکہ اور رشیا اور دوسرے ممالک اپنے لوگوں کو چاند پر بھیج رہے ہیں تو وہاں کی عجیب وغریب چیزیں بتا رہے ہیں جو حدیث میں ہے اب وہ سب ان کو معلوم ہو رہا ہے کل تک یہ اسلام کو جھٹلا رہے تھے اور آج وہاں پہنچنے کے بعد مشاہدہ کر رہے ہیں اور اسلام قبول کر رہے ہیں اور یہ خود بتلا رہے ہیں کہ چاند کے دو حصے ہیں اور بیچ میں ایک بہت بڑا غار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی زلزلہ آیا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ میں نے ایک دفعہ اپنے شیخ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ

حضرت جب چاند کے دوٹکڑے ہوگئے تو پھر ملا کیوں نہیں؟ تو حضرت نے ایک عجیب وغریب بات بتلائی اللہ والوں کی شان عجیب ہوتی ہے انھوں نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ کے محبوب نے الگ کردیا ہو اللہ نے اس کو پورا کا پورا ملانا گوارا نہ کیا۔

ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ تو سارے سائنٹسٹ (ان کے دماغ میں گوبر بھرا ہوا ہے) نے مذاق اڑایا کہ پچاس ہزار سال کا ایک دن کیسے ہوسکتا ہے یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے؟ لیکن دنیا کی سواریاں آج اوپر پہنچ رہی ہیں اور چاند کی سیر کررہی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پندرہ دن کی رات اور پندرہ دن کا ایک دن ہوتا ہے یعنی دو ہفتوں کا ایک دن اور دو ہفتوں کی ایک رات، اس کے اوپر چلے جائیں تو ایک مہینے کی رات اور ایک مہینہ کا دن اور اس سے اوپر چلے جائیں تو دو مہینے کا دن اور دو مہینے کی رات اس سے اوپر چلے جائیں تو ایک سال کی رات اور ایک سال کا دن ہوگا تو اسی طرح اوپر جائیں مقدار بڑھتی چلی جائے گی اور پچاس ہزار سال کا ایک دن بھی ملے گا۔ آج سائنس داں کہہ رہے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا۔

عمر میں برکت

میں یہ عرض کررہا تھا کہ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی مگر آپ ﷺ کے کارنامے ہزاروں سال سے زائد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جو کچھ فرماتے تھے وہ منجانب اللہ ہوا کرتا تھا، نبی اکرم ﷺ کا کوئی بھی عمل بغیر اللہ کے حکم کے نہیں ہوا کرتا تھا اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی آپ علیہ السلام خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں بلکہ جو کچھ

کہتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے وحی ہوا کرتی ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آج کون آشنا نہیں ہے؟ حضرت کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی، اس تریسٹھ سال کی عمر میں اسفار بھی کیئے، تعلیم بھی حاصل کی، مدرسے میں بھی پڑھایا اور تیرہ سو کتابیں بھی لکھ ڈالیں، عقل حیران رہتی ہے کہ اتنی قلیل مدت میں اتنے بڑے کارنامے کیسے انجام دیئے؟ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے کاموں میں برکت عطا فرماتے ہیں تو ان کا بڑے سے بڑا کام معمولی وقت میں ہوجاتا ہے، فضائل اعمال کے مصنف شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے سالہا سال تک حدیث کی خدمت انجام دی اور تین سو کتابیں لکھیں ان کے پاس بھی دن رات کے چوبیس گھنٹے ہی ہوا کرتے تھے پھر جیسے کہ ہمارے دن اور رات بھی چوبیس گھنٹے کے ہوا کرتے ہیں مگر ہم لوگ ان اوقات کو غفلت وکوتاہی میں گذار دیتے ہیں اور ان کے چوبیس گھنٹے اللہ کے تقرب اور خدمت خلق میں گذرتے تھے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے بڑا اونچا اونچا کام لیا اور صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد آپ ﷺ نے تیار کردی تھی جنھوں نے آپ علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھایا، اتنے صحابہ کسی اور پیغمبر کے نہیں ہوئے جتنے کہ آپ علیہ السلام کے، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ السلام کے صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چالیس ہزار تھی، چونکہ یہ دین اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ ہمیش کیلئے باقی رکھنا تھا اسلئے اس طرح کے انتظامات کیئے گئے۔

ساری دنیا کی تخلیق آپ علیہ السلام کی مرہون منت

آپ علیہ السلام کے کارناموں کو کتابوں میں درج کیا گیا ہے، آپ اس کو پڑھ کر معلوم کرسکتے ہیں اور جتنی کتابیں آپ علیہ السلام کی سیرت مبارکہ پر لکھی گئی ہیں اتنی کتابیں کسی اور شخص پر نہیں لکھی گئیں، ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم اور بالخصوص یورپی مؤرخین

نے پیغمبر اسلام کی سیرتیں لکھی ہیں اور جس کسی نے اسلام کے تعلق سے مطالعہ کیا وہ یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ اس کو ہمارے پیغمبر اور رہنما کے اتنے حالات معلوم نہیں ہیں جتنے کہ پیغمبر اسلام کے بارے میں، اس سے بڑی اسلام کی حقانیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ جس طرح آپ علیہ السلام نبیوں کے خاتم ہیں یعنی آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اسی طرح آپ کا لایا ہوا دین بھی تمام ادیان کو منسوخ کرنے والا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ ایک موقع پر جناب رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ علیہ السلام سب سے اخیر میں تشریف لائے مگر آپ علیہ السلام کی پیدائش تو اس وقت ہوئی جبکہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ یہ محمد کون ہیں؟ سب سے پہلا انسان تو میں ہوں پھر یہ محمد کون ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم! اگر ان کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو تم کو بھی پیدا نہ کیا جاتا بلکہ دنیا اور دنیا کی کوئی چیز پیدا نہ کی جاتی اس لئے دنیا کی ساری چیزیں آپ علیہ السلام کی مرہون منت ہیں۔ حدیث قدسی ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد! اگر تم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو ہی پیدا نہ کرتا۔

اس حدیث پر کلام کیا گیا یہ حدیث الفاظ کے اعتبار سے موضوع ہے مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے اس لئے فضائل ومناقب میں ایسی حدیثیں بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور آج کوئی کتنا ہی عقلمند اور دانشور، کتنا ہی بڑا سیاست داں اور لیڈر ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کو کامیابی صرف آپ علیہ السلام کی پیروی اور غلامی ہی میں مل سکتی ہے

قیامت تک صرف مذہب اسلام ہی باقی رہے گا، یوں تو دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں اور ان کے ماننے والوں کی ایک بڑی تعداد بھی ہے مگر کوئی مذہب نجات دہندہ اور اخروی فلاح کا کفیل اور ضامن نہیں ہے اس لئے نجات کا راستہ صرف مذہب اسلام ہے توحید کا اقرار اور رسالت محمدی کی گواہی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا سچا اور پکا پیروکار بنائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علماء کی صحبت اختیار کریں

مجلس نمبر (۳۲)

مجلس مبارک ۷ربیع الاول ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۱فروری ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! کثیر تعداد میں مریدین ومتوسلین اور اساتذۂ کرام وطلبائے عزیز خانقاہ رحیمی دار العلوم محمدیہ کے ہال میں حاضر تھے، علماء کرام کی تبلیغی جماعت بھی موجود تھی، حضرت والا حفظہ اللہ تشریف لائے تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے سوال کیا؟ حضرت! یہ فرمائیے آج کے ماحول میں ہر طرف انتشار اور بدامنی نظر آرہی ہے ایسے میں ہم کن لوگوں کی صحبت اختیار کریں؟ تو حبیب الامت مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ. وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! دنیا کا قاعدہ اور دستور ہے کہ جو آدمی جیسا ہوتا ہے ویسے ہی آدمی سے اس کا تعلق ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی نیک اور اللہ ورسول کا خوف رکھنے والا اور سنت کا متبع ہے تو کسی نیک اور عالم دین بزرگ کو تلاش کرے گا، کوئی انجینئر یا کسی فن کا ماہر ہے تو ویسے ہی آدمی کی جستجو کرے گا، آدمی کی فطرت اور عادت یہی ہے کہ اپنے ہی جیسے آدمی کو تلاش کرتا ہے اور اس کی صحبت میں رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے کو پسند کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ ہم کو نیک لوگوں کی صحبت نصیب فرما، اس کا اثر آدمی کے اوپر پڑتا ہے، فارسی کا جملہ ہے تاثیر صحبت لازم است وصحبت بدزود اثر کند۔ صحبت کا اثر لازم ہے اور برے کی صحبت جلدی اثر کرتی ہے، اگر کوئی کسی عطر فروش کے پاس بیٹھے گا تو عطر خریدے گا اور اگر عطر نہیں خریدے گا تو اس کی خوشبو سے لطف اندوز ضرور ہوگا لیکن کسی لوہار کے پاس بیٹھے گا تو اس کی چنگاری سے اس کے کپڑے جلیں گے اور اس کے دھوئیں سے خود پریشان رہے گا، کپڑوں پر سیاہ دھبے لگ جائیں گے اسی طرح اگر نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھو گے تو اس کے اثرات تمہارے اندر آئیں گے اور اگر بروں کے پاس بیٹھو گے شرابی اور جواری، سٹہ بازی کرنے والوں کی ہم نشینی اختیار کروگے تو چند ہی دنوں میں تمہارے اندر بھی ویسے ہی اوصاف پیدا ہوجائیں گے، نیکوں کی صحبت تو اتنی جلدی اثر نہیں کرتی لیکن بروں کی صحبت بہت ہی جلد اثر کرتی ہے، آج لوگوں کا مزاج یہ ہے کہ کسی بڑے آدمی سے تعلق ہو، کسی پرانے منسٹر، وزیر اعلیٰ، کسی بڑے مالدار اور بڑے لیڈر سے تعلق ہو، ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جو یہ چاہیں کہ میرا تعلق کسی اللہ والے سے ہو، عالم دین اور عاشق رسول سے ہو، یہی وجہ ہے کہ ہمارے اندر بے دینی اور بے راہ روی حد سے زیادہ پیدا ہوتی جارہی ہے، اگر آج بھی نیکوں کی صحبت میں رہنے کا جذبہ ہمارے اندر پیدا ہوجائے تو ہمارے اندر

بھی تقویٰ و پرہیزگاری اور اللہ ورسول سے محبت پیدا ہوجائے گی اور سکون واطمینان کی زندگی بسر کرنے والے ہوں گے مگر کیا کیجئے برا نہیں ماننا آج تو حال یہ ہے کہ مسجد کے امام صاحب کو لوگ نوکر اور خادم تصور کرتے ہیں اور دو چار آکے سناتے بھی رہتے ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں، ستّر کیڑے نکال دیتے ہیں، ہمارے بچے میں اگر دس برائیاں ہوں تو ایک بھی نظر نہیں آتی اور امام صاحب میں کوئی چھوٹی سی کمی نظر آئی تو برابر نہیں، یہ عیب ہے وہ عیب ہے، امام یا مؤذن کوئی فرشتہ تو ہے نہیں وہ بھی ہماری طرح انسان ہی تو ہیں ان سے بھی غلطی ہوسکتی ہے جیسے ہم گھروں میں غلطیاں برداشت کرلیتے ہیں اسی طرح باہر بھی اس کو برداشت کریں۔

علماء کرام اللہ سے ڈرتے ہیں

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور انبیاء روپے پیسے وراثت میں نہیں دیتے بلکہ علم وراثت میں دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ علماء دو طرح کے ہوتے ہیں ایک علماء سو، ایک علماء حق۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا، جو کسی عالم کی صحبت میں رہا وہ گویا میری صحبت میں رہا۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عالم کی فضیلت غیر عالم پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر۔ نبی اکرم ﷺ نے بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے علماء کی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں چونکہ ان کو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے جیسے اگر کسی آدمی کو یہ معلوم ہوجائے کہ فلاں جنگل میں شیر اور درندے رہتے ہیں تو وہ ہرگز نہ جائے گا یا فلاں جگہ پر جانے سے جیب کٹ جائے

گی تو اس جگہ ہرگز نہ جائے گا اور اگر جانے کا اتفاق پڑے گا تو بڑی ہوشیاری کے ساتھ جائے گا، اسی طرح اگر یہ معلوم ہوجائے کہ فلاں جگہ جانے میں یہ فائدہ ہے تو اس جگہ جائے گا تو گویا ایک معیار بنادیا گیا کہ اگر تم اپنے اندر اللہ کا خوف پیدا کرنا چاہتے ہو تو علماء سے محبت رکھو اس سے تمہارے دلوں میں اس کا خوف پیدا ہوگا اور اللہ کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اے نبی! آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خدائی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم کو پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ قاضی بیضاوی نے اس آیت کریمہ کا شان نزول ذکر فرمایا ہے کہ یہودیوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں تو گویا آپ ﷺ پر عہد و پیمان لانے اور پیروی کرنے کی کیا ضرورت؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اللہ کی محبت اسی وقت نصیب ہوسکتی ہے جبکہ رسول کا اتباع و پیروی کرو، جب تک نبی سے محبت نہیں کروگے اللہ سے محبت نہیں ہوسکتی ہے اور مومن ہو ہی نہیں سکتے پھر تو آپ ﷺ سے محبت کرنا اللہ ہی سے محبت کرنا ہے اور علماء سے محبت کرنا آپ ﷺ سے محبت کرنا ہے اور علماء سے بغض رکھنا گویا آپ ﷺ سے بغض رکھنا ہے۔

نقش قدم کی پیروی کا ایک واقعہ

ایک آدمی نے نماز نہیں پڑھی اور روزہ نہیں رکھا اس نے سنا کہ کسی عالم دین کے نقش قدم پر چلنے سے اللہ اس کی مغفرت کردیں گے، نقش قدم کے لغوی معنی قدم کے نشان کے آتے ہیں جہاں آدمی کا پاؤں پڑتا ہے لیکن مراد نقش قدم سے ان کے طریقے اور سیرت کی پیروی کرنا ہے مگر اس آدمی نے کیا سمجھا کہ کسی عالم کے نقش قدم

پر چلنا یعنی جہاں عالم قدم رکھے وہاں وہاں قدم رکھنا چنانچہ ایک دفعہ ایک عالم جارہے تھے اس نے سوچا کہ عالم جارہے ہیں ان کے پیچھے پیچھے ان کے نشان قدم پر چلوں گا تو میری مغفرت ہوجائے گی تو اس نے بھی وہیں قدم رکھنا شروع کیا جہاں جہاں ان عالم کا قدم پڑتا تھا جب اس آدمی کا انتقال ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا دیکھو اس کے اعمال نامہ میں کوئی نیک عمل ہے کہ نہیں؟ فرشتے نے کہا الٰہ العالمین اس کے اعمال نامہ میں تو کچھ بھی نہیں، اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے زندگی میں کوئی نیک کام کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ایک نیک کام کیا اور وہ یہ کہ آپ کے نبی نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص علماء کے نقش قدم پر چلے گا تو اس کی مغفرت کردی جائے گی، ایک دفعہ ایک عالم جارہے تھے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ان کے نقش قدم پر چلتا رہا اللہ نے فرمایا دیکھو یہ اس کے اعمال نامہ میں کہیں ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی عبادت تو ہے نہیں مگر اس نے ایک عالم کی نقل کی ہے محض اسی بنیاد پر میں اس کی مغفرت کردیتا ہوں۔ اللہ کی ذات تو مغفرت کے لئے بہانے تلاش کرتی ہے مگر کیا کیجئے آج تو لوگ عالم صاحب، مولوی صاحب، امام صاحب مؤذن صاحب کو بیوقوف سمجھتے ہیں۔

جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدارِ خداوندی

اہل اللہ کو جو بیوقوف سمجھا جارہا ہے، ان کو دیوانے تصور کیا جارہا ہے کل قیامت کے دن یہی لوگ سالارِ قوم اور رہبر ہوں گے جنتی سب جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا ہم نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ تم کو پورا پورا مل گیا؟ تو جنتی کہیں گے کہ ہاں اے اللہ ہم کو سب کچھ مل گیا، کوئی نعمت باقی نہیں رہی پھر اپنے علماء کے پاس جائیں گے اور پوچھیں گے کہ کیا اللہ کی ساری نعمتیں ہم لوگوں کو نہیں ملیں کیا

اب بھی کچھ باقی ہے؟ تو علماء بتائیں گے کہ ہاں ابھی تو سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار باقی ہے۔ آج ہم علماء کی برائی بیان کرتے ہیں کہ اس میں فلانی خامی ہے، آخر عالم بھی تو انسان ہی ہیں ماں کے پیٹ سے وہ بھی پیدا ہوئے ہیں، میرے دادا پیر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عالم بے عمل کی مثال بارش کی طرح ہے اگر عالم کے پاس بیٹھو گے تو علم سے محروم نہیں رہو گے بلکہ اس کے اندر بھی کچھ علم کا اثر آئے گا اور پھر عمل کی بھی توفیق ہوگی۔

سونا گر پتھر

پارس ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے جس کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ لوہا اس سے مس ہوجائے تو وہ سونا بن جاتا ہے، کشمیر کے بعض پہاڑی علاقوں میں یہ پتھر پایا جاتا ہے وہاں کے لوگ بکریاں پالتے ہیں اور وہ بکریاں پہاڑوں میں چرنے کے لئے جایا کرتے ہیں اس لئے بکریوں کے پاؤں میں وہ لوہے کی نعل لگادیتے ہیں تاکہ پارس سے اگر مس ہوجائے تو یہ لوہا سونا بن جائے گا پھر شام کے وقت جب بکریاں چرکر واپس آتی ہیں تو چیک کرتے ہیں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کی نعلیں پارس سے مس ہوجاتی ہیں اور وہ سونا بن جاتی ہیں، کہتے ہیں کہ دہلی کی جامع مسجد میں انگریزوں نے اصطبل بنادیا تھا مسلمانوں نے کہا کہ اس کو نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دو تو انگریزوں نے کہا کہ ہم اس کو نیلام کریں گے جو سب سے زیادہ قیمت دے گا اس کے نام جامع مسجد کردی جائے گی، میرٹھ میں ایک مسلمان آدمی تھا اس کا نام تھا ابو، یہ بالکل جاہل اور انگوٹھا ٹیک آدمی تھا لیکن اس کے پاس پارس کا ایک ٹکڑا تھا اس پتھر کو لوہے پر گھستا اور وہ پتھر سونا بن جاتا، اس کے مکان میں سونے کا انبار لگا ہوا تھا، برٹش گورنمنٹ نے کہا کہ ابو کے علاوہ ہر کوئی اس سے نیلامی میں شریک ہوسکتا ہے، گورنمنٹ کو معلوم تھا

کہ ابو کے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں ہے وہ تو لے ہی لے گا، لوگوں نے کہا کہ ابو جنت کمانے کا وقت ہے کیونکہ کسی کے پاس اتنا پیسہ نہیں نکلا کہ وہ جامع مسجد کو خرید سکے، ابو جاہل تو تھا ہی مگر دیندار بھی تھا اس نے کہا کہ مسجد تو ہر حال میں انگریزوں سے لینی ہے چاہے کتنے ہی پیسے کیوں نہ لگ جائیں، ابو نے اپنے ایک نوکر سے کہا کہ مسجد تیرے نام سے ہونی چاہئے اگر کسی اور کے نام سے ہوئی تو تجھے قتل کرڈالوں گا جب جامع مسجد نیلام ہونے لگی تو لوگوں نے بولیاں لگانی شروع کردیں ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ لوگ تھک ہار کر بیٹھ گئے، پھٹے پرانے کپڑوں میں وہ نوکر کھڑا ہوا اور اس نے سب سے زیادہ بولی لگائی انگریز آفیسر نے کہا کہ تو دیکھنے میں تو معمولی آدمی معلوم ہوتا ہے اتنے سارے پیسے کہاں سے لائے گا؟ مسجد اس کے نام سے ہوگئی پھر میرٹھ سے دلی تک بیل گاڑیوں پر اشرفیاں لاد کر لائی گئیں اور اس طرح دلی کی جامع مسجد آزاد ہوئی۔ تو جس کے پاس پارس ہوتا ہے اس کے پاس سونے کی کمی نہیں ہوتی ہے، لوہے پر گھس دیا اور سونا بن گیا، اسی طرح عالم کے پاس بیٹھنے والا فائدہ سے خالی نہیں رہتا بلکہ اس کو علم کی بو تو ملتی ہے اور عالم سے بغض رکھنے والا نقصان اور گھاٹے میں رہتا ہے اس لئے کبھی بھی علماء سے بغض نہیں رکھنا چاہئے، اگر کوئی کمی نظر آئے تو یہی سوچنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی تو خامیاں ہیں۔

علماء وطلباء سے بغض کا انجام

عبدالرحمٰن صفوی نے اپنی کتاب نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ ایک شخص علماء سے بڑا بغض رکھتا تھا، اس نے کسی عالم سے سنا کہ فرشتے طلباء کیلئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں تو اس نے اپنے جوتوں میں میخیں ڈلوالیں کہ دیکھوں کیسے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں انکے پروں کو کچل دیتا ہوں، کچھ دنوں کے بعد اس آدمی کے پاؤں میں

ایسا کوڑھ کا مرض لاحق ہوا کہ وہ جوتا پہننے کے قابل ہی نہ رہا۔ تو یہ انجام ہوتا ہے علماء سے بغض رکھنے کا، اللہ تعالیٰ ایک حدیث قدسی میں فرماتے ہیں جس نے میرے کسی دوست کو تکلیف پہنچائی تو میرا اعلان جنگ ہے اس سے۔ اسلئے علماء کی قدر کریں۔

حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک یادگار ملاقات

ہمارے حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ جن کو لسان التبلیغ کہتے ہیں، حضرت کا جب بیان ہوتا تھا تو تین تین چار چار گھنٹے ہوتا تھا اور ایک آدمی بھی ہلتا نہیں تھا ۱۹۸۰ء میں حضرت سے ملاقات کرنے کے لئے کچھ لوگوں کے ساتھ میں دہلی گیا، پہلے ہی خط لکھ کر اطلاع کردی تھی کہ بنگلور سے چند لوگوں کے ساتھ آرہے ہیں، عمر کافی ہوچکی تھی، نگاہ بھی کمزور تھی چشمہ بہت موٹا پہنتے تھے، حضرت کو اطلاع دی گئی کہ بنگلور سے کچھ لوگ ملاقات کے لئے آئے ہوئے ہیں، تیس سال پرانی بات ہے، اس وقت میری داڑھی بھی کالی تھی اور عمر بھی کم تھی، جب پہونچے تو حضرت کھڑے ہوگئے، بغل گیر ہوئے اور پیشانی کا بوسہ دیا، ہاتھوں کو چوما، میں نے کہا حضرت ہم لوگ تو آپ کی پیشانی کو بوسہ دینے اور ہاتھوں کو چومنے کے لئے آئے ہیں، یہ تو الٹا ہی ہورہا ہے، حضرت نے بڑی عجیب وغریب بات بیان فرمائی ہے کہ صاحبان میں نے جو آپ کے ہاتھوں اور پیشانی کو بوسہ دیا آپ کے ساتھ جو لوگ آئے ہیں ان کو بتانے کے لئے کہ علماء کی اس طرح قدر کرنی چاہئے، میں نے کہا حضرت! ہم آپ کی پیشانی چوم کر بتاسکتے تھے، کہا کہ نہیں، پھر اس کے بعد بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو یہ معلوم کرنا ہو کہ آخرت میں کہاں رہے گا تو اللہ نے ایک

تھرمامیٹر بنایا اس کے ذریعہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آدمی مرنے کے بعد کہاں رہے گا ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ دنیا ہی میں ہم کو معلوم ہوجائے کہ آخرت میں کہاں رہیں گے، ہم خاموش رہے پھر فرمایا کہ دیکھو آج تم دنیا میں بھی لوگوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہو، لوگوں سے محبت کرتے ہو پھر آخرت میں انھیں لوگوں میں تمہارا بھی شمار ہوگا۔ اگر عالم دین کے پاس بیٹھوگے تو کل قیامت کے دن بھی ان کی معیت نصیب ہوگی اور ان سے بغض رکھوگے تو مرنے کے بعد بھی ان کی قرابت سے محروم ہی رہوگے۔

علم آئے گا تو دینداری بھی آئے گی خواہ کسی شعبہ میں رہیں

دوستو! آج دنیا میں ایک لہر چل رہی ہے، یہ فضا جو ہموار کی جارہی ہے کہ نوجوانوں کو مسجدوں سے، مدرسوں سے، مکاتب سے اور علماء سے الگ رکھا جائے، مدارس ومکاتب کو آج فضول اور بےکار سمجھا جاتا ہے کہ اتنے علماء ہوگئے تو کیا کریں گے؟ اتنے حفاظ ہوگئے تو کیا کریں گے؟ آپ یوپی، بہار، بنگال میں جاکر دیکھو بیل گاڑی جو ہانک رہے ہیں وہ حافظ ہیں، کھیت میں جارہے ہیں تو حافظ ہیں، ایک مولوی صاحب ہیں دوکان چلارہے ہیں، مولوی بننے کا صرف یہ مطلب تو نہیں ہے کہ مسجد یا مدرسہ ہی میں رہے وہ تو کہیں بھی رہے گا، اپنے دین پر قائم رہے گا۔

ساؤتھ افریقہ میں ایک صاحب سے ملنے گیا بہت بڑی فیکٹری ہے، دس منزلہ عمارت ہے، ماشاء اللہ داڑھی بھی خوب بڑی تھی، فرمانے لگے کہ میرے پانچ بیٹے ہیں الحمدللہ سب عالم ہیں، ایک فیکٹری کا مینیجر ہے، فلاں یہ ہے، فلاں یہ ہے، ان سے بھی ملاقات کی، لمبی لمبی داڑھی اور پگڑی بندھی ہوئی ہے مل کر بڑی خوشی ہوئی، وہاں سے ملاقات کرکے تھوڑی دور پر ایک مسجد تھی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں فیکٹری کے جو مالک ہیں ماشاء اللہ وہی مسجد کے امام بھی ہیں اللہ نے اتنا نوازا ہے اور دین کا کام بھی کررہے

ہیں۔ آج ہم میں یہ بہت بڑی کمی ہے کہ مسجدوں سے دور ہیں، علماء کے پاس بیٹھنا تضیع وقت سمجھتے ہیں، دین سے جب اس قدر دوری ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا؟

کرکٹ بھی ایک لعنت ہے

آج کل کرکٹ کا بھوت سوار ہے، وزیر اعظم سے لے کر مغربی مسلم کے لوگوں تک میں بھی، میں تو کہا کرتا ہوں کرکٹ اللہ کی طرف سے بہت بڑا عذاب ہے اس میں پیسہ برباد ہوتا ہے، نمازوں کی پابندی نہیں رہتی اور آدمی اپنے روزگار کو بند کردیتا ہے محض کرکٹ دیکھنے کیلئے ایک بھوت سوار ہے جیسے ایک بھیڑ جس طرف چل پڑی سب اسی طرف چل دیتی ہیں ارے بھائی جو کھیل رہے ہیں تو وہ جیت ہو یا ہار ان کو تو گورنمنٹ پیسے دے رہی ہے دیکھنے والوں کو کیا مل رہا ہے اور افسوس تو اس بات پر ہے کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ڈاکٹر، انجینئر، لائر، عالم، مفتی، امام صاحب مؤذن صاحب دیکھ رہے ہیں، کوئی طبقہ بچا ہوا نہیں ہے، جو کرکٹ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو، اسلام نے کھیل کود کی اجازت دی مگر ایسے ہی کھیل جس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو، ٹی وی پر بیٹھ کر لوگ کرکٹ دیکھا کرتے ہیں، نیم عریاں لڑکیاں بیٹھی رہتی ہیں، ہلڑ بازی ہوتی رہتی ہے، ایک دوسرے کے فوٹو کھینچے جاتے ہیں اور جہاں پر اوباش اور آوارہ قسم کی لڑکیاں ہوتی ہیں وہ بار بار دکھایا جاتا ہے اب وہ تصاویر عالم صاحب، امام صاحب، مؤذن صاحب سبھی لوگ دیکھ رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطٰنِ عورتیں شیطان کی چالیں ہیں۔ شیطان عورتوں ہی کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے اور گمراہی کے راستہ پر لے جاتا ہے ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ بے پردہ عورتیں شیطان کی سواریاں ہیں۔ آج مرد ان سواریوں پر سوار

ہو رہے ہیں اور اپنی نظروں کو خراب کر رہے ہیں، اس سے بہت ہی زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہمارے نوجوانوں کو سمجھ عطا کرے۔

یہ دین سے بیزاری نہیں تو اور کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَوْفِرُوا اللُّحٰی وَاحْفِرُوا الشَّوَارِبَ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ۔ آج مسلمان خواہ بوڑھے ہوں یا نوجوان کسی بھی عمر کے ہوں اس حدیث پر کتنا عمل کر رہے ہیں، غیروں کی مشابہت ہم اختیار کئے ہوئے ہیں، دشمنان اسلام جیسا چہرہ ہم نے بنالیا ہے نبی کے چہرے جیسا ہمارا چہرہ نہیں، نبی کے لباس جیسا ہمارا لباس نہیں، نبی کی سیرت جیسی ہماری سیرت نہیں، نبی کے اخلاق جیسے ہمارے اخلاق نہیں، بطور خاص نوجوان مرد وعورت میں بڑی کثرت سے یہ چیز پائی جاتی ہے کہ فلاں ایکٹر اس طرح کپڑا پہنتا ہے، فلاں ہیروئن ایسا ڈریس پہنتی ہے، اس لئے ہم بھی اسی طرح کا ڈریس پہنیں گے لیکن کبھی کسی عالم کی نقل کرنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ ابھی امام حرم شیخ سدیس دامت برکاتہم تشریف لائے تھے ہمارے نوجوانوں میں سے کسی نے یہ نہیں سوچا کہ ہم بھی امام حرم جیسا لباس پہنیں گے، بش اور بلیئر جیسا منحوس لباس تو ہر کوئی پہننے کو تیار ہے مگر امام حرم جیسا لباس پہننے کے لئے تیار نہیں، کیونکہ اسلام کی اہمیت ہمارے دلوں سے نکل گئی ہے اس لئے اسلامی اخلاق وعادات اور طور وطریق ہم کو پسند نہیں آتے۔

دوستو! ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی اصلاح کی جائے، علماء وصلحاء سے تعلق اور ربط پیدا کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے **المرء مع من احب** آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس نے محبت کی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے بھی صاف صاف فرمادیا کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے

انعام فرمایا ہے۔ نبی، صدیقین، شہداء اور صالحین، اس لئے ہم بھی بروں کی صحبت چھوڑ کر نیکوں کی صحبت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صلحاء کی صحبت سے فیض یاب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اہل عرب کی مہمان نوازی

مجلس نمبر (۳۳)

مجلس مبارک ۲۱/ربیع الاول ۱۴۳۲ھ، مطابق ۲۵/فروری ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! دار العلوم محمدیہ کے پڑوس میں شادی کا اہتمام تھا، اس موقع پر بہت سے مہمان بھی مجلس میں شریک رہے، حضرت والا حفظہ اللہ خانقاہ رحیمی دار العلوم محمدیہ میں تشریف لائے۔ ذکر بالجہر کی مجلس کے بعد اجتماعی دعائے خیر اور ایصال ثواب کے بعد حاضرین کی جانب متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء!

مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔ اس شعر سے میں اپنی بات کا آغاز کرتا ہوں، فرماتے ہیں۔ ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

ہمدردی، خیر خواہی، دوسروں کے احوال کی خبر گیری، اعانت وامداد اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے ہیں، مذہب اسلام نے صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ وغیرہ کی جو تاکید فرمائی ہے وہ اسی لئے ہے تاکہ محتاجوں، غریبوں اور بیواؤں کی حاجت روائی ہوسکے، مہمان نوازی بھی اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے، آج اسی تعلق سے کچھ باتیں گوش گذار کرتا ہوں۔

مہمان نوازی کے بڑے فضائل ہیں اور عربوں میں تو اس کا بڑا ہی رواج تھا، ایک ایک مہمان کے لئے پورا پورا بکرا اور اونٹ ذبح کردیا کرتے تھے اور اس پر وہ لوگ بہت خوش ہوا کرتے تھے، پچاس سال پہلے کا زمانہ بھی کچھ ایسا ہی تھا، لوگ مہمان کی آمد پر خوش ہوتے تھے اور اس کے جانے سے رنجیدہ اور غمگین ہوا کرتے تھے، ہم نے اپنے بچپن میں یہ چیزیں دیکھی ہیں مگر اب معاملہ برعکس ہوگیا، لوگ مہمان کی آمد پر رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اور بڑی مشکل سے ایک دو وقت کا کھانا کھلاتے ہیں اور ناک بھنو چڑھا لیتے ہیں۔

مکھی کے ساتھ مہمان بھی تو آئے گا

دوستو! پوری کائنات میں جتنی بھی مخلوق ہے خواہ انسان ہوں یا کوئی اور جانور، زمین کے اندر رہتے ہوں یا زمین کے اوپر، سب اللہ کے دسترخوان کے مہمان ہیں، روزی دینے والا صرف اللہ ہی ہے، اللہ تعالیٰ چاہیں تو روزی پہنچاتے ہیں اور نہ چاہیں تو روزی نہیں پہنچ سکتی ہے، مہمان نوازی اور کھانا کھلانے کے بڑے ہی فضائل ہیں، ہمارے استاذ محترم علامہ رفیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک مرتبہ میں کھانا کھا رہا

تھا تو مکھیاں آرہی تھیں، میں نے دروازہ جھکا دیا تو حضرت نے فرمایا کہ دروازہ کھولو، میں نے کہا حضرت! مکھی آرہی ہے، فرمایا مکھی تو آرہی ہے مگر مکھی کے ساتھ مہمان بھی تو آئیں گے، سبحان اللہ مکھیوں کا آنا تو پسند کرلیا مگر دروازہ کھلا ہی رکھا، یہ ہیں اللہ کے محبوب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والے اور مہمانوں کا اعزاز واکرام کرنے والے۔ آج ہمارا عجب حال ہے کہ جو مہمان آتا ہے تو کم تر چیزیں کھاتے ہیں بلکہ جب تک مہمان گھر میں ہوتا ہے کمتر چیزیں کھاتے ہیں اور مہمان کو بھی وہی پیش کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ان کو معلوم پڑ جائے ہماری حالت کہ ہم خوش حال ہیں اس لئے سیدھا سادہ اور موٹا جھوٹا کھلا کر بھیج دیں یہ چیزیں سنت کے خلاف ہیں، مہمان کے لئے تو عمدہ اور بہترین چیز پیش کرنا چاہئے، اپنی حیثیت کے مطابق مہمان کا اعزاز واکرام ہر مومن کو کرنا چاہئے تاکہ مہمان دعائیں دے، مہمان تو اللہ کی طرف سے بھیجا جاتا ہے اور کبھی بھی وہ میزبان کی لائی نہیں کھاتا بلکہ جہاں بھی جاتا ہے میزبان کے دستر خوان سے کھاتا ہے مگر اپنی روزی، مہمان نوازی کا طریقہ انبیاء کرام علیہ السلام نے سکھایا ہے۔

مہمان کی خاطر تواضع کرو اگرچہ کافر ہو

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اللہ کے بڑے پیارے نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں بہت سارے لوگوں کو نبوت وبادشاہت عطا فرمائی ہے، سب سے پہلے مہمان نوازی انھوں نے ہی فرمائی، ان کا معمول تھا کہ مہمان کا انتظار کرتے جب کوئی مہمان آجاتا تو اس کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، ایک مرتبہ دستر خوان لگا ہوا ہے مگر مہمان نہیں آیا، اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! کوئی مہمان بھیج دے میں اس کے ساتھ کھانا کھالوں تو کیا دیکھا کہ ستّر سال کے ایک بڑے میاں ادھر سے گذرے خوش آمدید کہا، بلا کر دستر

خوان پر لائے، جب بڑے میاں نے کھانا شروع کیا تو بسم اللہ نہیں پڑھی، ابراہیم علیہ السلام کو شبہ ہوا کہ یہ مسلمان نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھ لیا کہ بڑے میاں کونسا مذہب رکھتے ہو یعنی تمہارا مذہب کیا ہے؟ بڑے میاں کو بہت غصہ آیا کہا کہ ابراہیم کھانا کھلا کر مذہب پوچھتے ہو، بہت بڑا احسان کررہے ہو، اسی غصہ میں بڑے میاں کھانا چھوڑ کر اٹھ کر چل دیئے، ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ تم نے ہمارے بندے کو ناراض کردیا، میں اس کو ستر سال سے کھلا رہا ہوں، کبھی میں نے اس کا مذہب نہیں پوچھا اور تم ایک وقت چند لقمے کھلا کر اس کا مذہب پوچھتے ہو، وہ میرا نام لئے بغیر ستر سال سے کھا رہا ہے جاؤ اس کو بلا کر لاؤ تب ہم راضی ہوں گے، اللہ اکبر۔ آج کل تو رشتہ داروں کا بھی خیال نہیں کیا جاتا چہ جائیکہ غیروں کی طرف توجہ دی جائے بیوی کے رشتہ دار آجائیں تو بیوی خوب خاطر تواضع کرے گی، شوہر کے رشتہ دار آجائیں تو کوئی توجہ نہیں، ایسے ہی بیوی کے رشتہ دار آجائیں تو شوہر کوئی توجہ نہیں دیتا اور اس کا کوئی رشتہ دار آجائے تو خوب خاطر تواضع کرے گا، یہ دونوں کے طریقے غلط ہیں، شوہر کے ماں باپ اور اس کا خاندان بیوی کے ماں باپ اور خاندان ہیں اسی طرح بیوی کے والدین شوہر کے والدین ہیں ہر ایک دوسرے کا اکرام واعزاز کرے، ہر ایک کیلئے دوسرے کی خاطر تواضع ضروری ہے، آج لوگوں کی سوچ بدل گئی، مزاج میں فرق آگیا، جس سے کوئی غرض وابستہ ہوتی ہے کچھ ملنے کی توقع اور امید ہوتی ہے اسکی تو خوب عزت وتواضع ہوتی ہے، اسکی خوشامد کی جاتی ہے لیکن جس سے کوئی غرض نہ ہو کوئی اس کو نہیں پوچھتا۔

عربوں کی مہمان نوازی

اہل عرب آج بھی بڑے مہمان نواز ہیں، ہمارے یہاں یمن سے ایک صاحب آئے ہوئے تھے، بڑی عجیب بات انھوں نے بیان فرمائی کہ ہمارے یہاں کوئی

مہمان آتا ہے تو اس کے لئے تین چار بکرے ذبح کرتے ہیں تو ہم نے کہا کہ ایک مہمان کے لئے آپ چار بکرے کاٹتے ہیں وہ کیسے کھاتے ہیں؟ تو بتایا کہ مہمان کی آمد پر ہم اور بہت سے لوگوں کی دعوت کرتے ہیں، وہاں مہمان نوازی کا یہ طریقہ ہے اور اس قدر اکرام و اعزاز کہ کئی کئی بکرے ذبح کر دیئے جاتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ جو ہم کھا رہے ہیں اسی میں سے کھلانے کے لئے تیار نہیں ہیں یہ کھانے کے وقت پر کہاں سے آ گیا، پہلے سے کوئی اطلاع نہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جب گورنر بنایا گیا تو پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے مگر روزانہ بیس بکرے ذبح کر کے مہمانوں کو کھلایا کرتے تھے۔

واقعات میں آتا ہے کہ عرب کا ایک شخص تھا اس کے پاس ایک عربی گھوڑا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی، آج بھی عربی گھوڑا بہت مہنگا ہوتا ہے، ایک عربی گھوڑا کم وبیش بیس لاکھ روپئے میں آئے گا، جس میں کئی ایک کاریں آجائیں گی، ایک شخص کو جو کسی دور علاقہ میں رہتا تھا، اسے معلوم ہوا تو خریدنے کے لئے گیا، پتہ معلوم کر کے گھر آنے والے کے پاس پہنچا سلام کیا اس نے جواب دیا اور خوشی خوشی اندر داخل کیا، آج ہمارے یہاں کی حالت یہ ہے کہ دروازے پر کسی نے دستک دی تو پہلے یہ سوچیں گے کہ کون ہیں کہاں سے آئے؟ اگر کوئی اپنا ہی جاننے والا نکل گیا تو پوچھیں گے کہ گھر میں اجمان نہیں ہیں جاؤ، مگر اس زمانہ میں ایسا نہیں تھا بلکہ خوش آمدید کہہ کر اندر داخل کیا اور خاطر تواضع شروع کر دی، میزبان گھر میں گیا اور بیوی سے کہا کہ مہمان آیا ہے اور گھر میں تو کچھ ہے نہیں اور مہمان کو بھوکا سلانا اچھا نہیں اس لئے گھوڑا ہی ذبح کر کے کھلا دیتے ہیں، ہمارے امام صاحب کے نزدیک تو گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے مگر بعض دوسرے ائمہ کے نزدیک جائز ہے، خیر رات کو گھوڑا ذبح کر کے اس کا گوشت کھلایا، جب صبح ہوئی تو ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر

میزبان نے پوچھا کہ بھائی کس غرض سے آئے تھے؟ تو مہمان نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی قیمتی گھوڑا ہے میں اسی کو خریدنے کے لئے آیا ہوں تو میزبان نے کہا کہ وہ گھوڑا آپ کو نہیں مل سکتا ہے، پوچھا کیوں؟ تو میزبان نے کہا کہ رات آپ کو کھلانے کے لئے کچھ تھا نہیں تو میں نے وہ گھوڑا ہی ذبح کر کے کھلا دیا تو مہمان نے کہا کہ گھوڑا نہیں مل سکا تو کوئی بات نہیں مگر آپ کی میزبانی کا حق تو میں ادا نہیں کر سکتا ہوں البتہ میرے پاس یہ دو لاکھ روپئے ہیں اس کو قبول فرما لیجئے تو میزبان نے کہا کہ میں نے آپ کی جو مہمان نوازی کی ہے وہ اللہ کو راضی کرنے کیلئے تھا میں تمہارے پیسے لے کر اپنی میزبانی کو ضائع نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ عربوں کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع میں سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

ایثار و قربانی

ہمارے یہاں شادیاں ہوتی ہیں، لوگ سود پر بہت سارا قرض لے لیتے ہیں پچاس ہزار کی چیٹی پچیس ہزار میں پانچ لاکھ کی چیٹی چار لاکھ میں اٹھائیں گے اور کسی بھی طریقہ سے پیسے لا کر اپنی ناک اونچی کریں گے نہیں تو رشتہ داری میں، برادری اور محلّہ میں ناک کٹ جائے گی اس لئے جہاں سے بھی پیسہ آ جائے لے لو اور شادی کر لو چاہے حلال ہو یا حرام لیکن آپ نے کہیں یہ نہیں سنا ہوگا کہ کسی مہمان کے لئے کوئی قرض لیا ہو، نبی اکرم ﷺ کے گھر کوئی مہمان آیا گھر میں کچھ نہیں تھا فرمایا بلال! یہ زرہ فلاں یہودی کے پاس رہن رکھ کر آؤ اور اس کے بدلہ کچھ لے آؤ، تھوڑا سا جو آ گیا وہی مہمان کو پکوا کر کھلایا، نبی کا یہ حال ہے مگر نبی کی امت کا یہ حال ہے کہ گھر میں رکھا ہوا ہے مگر مہمان کو کھلانے کے لئے تیار نہیں۔ صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیا کرتے تھے، خود فاقہ سے رہتے مگر مہمان کو آسودہ کر دیتے، اللہ تعالیٰ انھیں لوگوں کی شان میں فرماتے

ہیں وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وہ لوگ (یعنی صحابہ کرام) اپنے اوپر دوسرے لوگوں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو فاقہ ہو۔ ایک صحابی نے بکری کا سر اپنے پڑوسی کے یہاں بھیجا، انھوں نے سوچا کہ میرا فلاں بھائی زیادہ مستحق ہے اسلئے اس کے گھر بھیج دیا، انھوں نے یہ سوچ کر کہ میرا فلاں بھائی مجھ سے زیادہ مستحق ہے اسلئے اسکے پاس بھیج دیا اس طرح کئی گھروں سے ہوکر آخر پہلے ہی گھر میں پہنچا تو صحابہ دوسروں کو کھلا کر خوش ہوتے تھے اور آج کا حال یہ ہے کہ پڑوسی کو چین وسکون سے رہنے نہ دو، اس کو ہمیشہ دبا کے رکھو، کہیں ہم پر غالب نہ آجائے۔ ایک صحابی کسی غزوے میں جب جنگ ختم ہوگئی تو اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے نکلے، ساتھ میں پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر زندہ ملیں گے اور پانی کی ضرورت پڑے گی تو پانی پلادوں گا، تلاش کرتے ہوئے ان سے ملے تو پانی پیش کیا مگر بغل میں کسی دوسرے کے رونے کی آواز آئی العطش (پانی) تو ان کے چچازاد بھائی نے پانی ان کو پلانے کا اشارہ کیا تو اس کے پاس گئے تو کسی اور نے پانی مانگا تو انھوں نے اسکی طرف اشارہ کردیا جب اس تیسرے آدمی کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو انتقال کر چکا ہے پھر دوسرے کے پاس پہنچے تو وہ بھی دم توڑ چکا ہے تو اپنے چچازاد بھائی کے پاس پہنچے کہ ان کو پلادوں لیکن کیا دیکھتے ہیں وہ بھی انتقال کر چکے ہیں اس طرح تینوں افراد نے جان دیدی مگر اپنے زخمی بھائی سے پہلے پانی پینے کو پسند نہیں فرمایا، اقوام عالم کی تاریخ میں ایسی مثالیں بہت کم ملیں گی جنھوں نے صحابہ کرام جیسا نمونہ اور مثال پیش کی ہو۔

امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی تواضع

دوستو! آج کی مہمان نوازی بھی بڑی مطلب کی ہوتی ہے۔ نواسۂ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خچر پر چلے جارہے تھے فقیروں کی ایک ٹولی راستہ کے کنارے

تھی جو کچھ وہ مانگ کر لائے تھے اپنی اپنی جھولی سے نکال کر دسترخوان پر جمع کر رکھی تھی اور کھا رہے تھے، امام حسن رضی اللہ عنہ کو جب فقیروں نے دیکھا تو پکار اٹھے نواسۂ رسول! آپ بھی ہمارے ساتھ کچھ کھانا تناول فرمالیجئے، امام حسن رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ یہ فقراء ہیں دوسروں سے مانگ کر لائے ہیں اور اپنا پیٹ بھر رہے ہیں لیکن فوراً خچر سے اتر گئے اور فرمایا اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے ہیں تم بھی ہمارے بھائی ہو، ٹھیک ہے میں آپ کے ساتھ بیٹھتا ہوں وہیں سڑک کے کنارے دو چار لقمے تناول فرمائے اور اٹھ کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ کل تم لوگوں کی ہمارے یہاں دعوت ہے۔ کیا آج اس طرح کی کوئی نظیر دکھائی دیتی ہے؟ اگر کوئی اپنے سے کمتر آدمی جس کی معاشرے میں کوئی اہمیت نہ ہو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں کہ میں اس کی دعوت کیسے قبول کروں اور اگر کھانے کے درمیان کوئی فقیر آجائے تو اس کو کچھ دینا تو درکنار اس کو دھکے دے کر بھگادیں اور دو چار جملے بھی کسیں گے کہ اس کو اور کوئی وقت نہیں ملا تھا لیکن نواسۂ رسول نے دعوت قبول کر لی اور دوسرے دن فقیروں کو اپنے گھر بلایا اور اپنے ہاتھ سے سالن لارہے ہیں اور دسترخوان لگارہے ہیں، فقیروں نے کہا نواسۂ رسول! آپ ہم کو شرمندہ نہ کریں کسی غلام سے کہہ دیں وہ کر دے گا، فرمایا یہ سنت نبوی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی عادل اور منصف خلیفہ گذرے ہیں ایک مرتبہ ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ مچھلی کے کباب کھاؤں چنانچہ خادم نے کھانے کے لئے دسترخوان پر ایک مچھلی تل کر پیش کی اس دوران ایک فقیر نے صدا لگائی کہ اللہ کے واسطے مجھے کچھ کھانے کو دیدو، حضرت نے فرمایا کہ یہی مچھلی اس کو پیش

کردو، دوسرے دن پھر مچھلی کے کباب لائے گئے پھر فقیر آیا اور صدا لگائی تو مچھلی پھر پیش کردی، تیسرے روز بھی مچھلی کے کباب لائے گئے اور فقیر اس دن بھی آ گیا تو مچھلی کے کباب اس کو پیش کردیئے گئے۔ یہ ہے سخاوت کہ ایک چیز کے کھانے کا دل کررہا ہے مگر دوسرے کو وہی چیز عطا کردیتے ہیں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ نیکی کو تم ہرگز نہیں پاسکتے ہو جب تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ ہمارے یہاں اس کا الٹا ہے جو چیز خراب ہوتی ہے وہ فقیر کو دی جاتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تین دنوں تک وہ مچھلی فقیر کو پیش کردیتے ہیں، تیسرے دن غلام رونے لگا اور کہنے لگا کہ تین دن سے حضرت کے لئے مچھلی تیار کی جاتی ہے مگر کھانا نصیب نہیں ہوتا، وہ بھاگا ہوا فقیر کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مچھلی تم بیچ دو تو فقیر نے کہا اچھی بات ہے، مچھلی خرید کر وہ غلام امیر المومنین کے دسترخوان پر رکھ دیتا ہے امیر المومنین کو شبہ ہوجاتا ہے کہ یہ وہی مچھلی ہے پوچھتے ہیں تو غلام کہتا ہے کہ حضرت! میں نے مچھلی فقیر سے خرید لی ہے تو امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جو چیز میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کرڈالی اس کا استعمال صحیح نہیں ہے۔

لطیفہ

ہارون رشید اپنے وقت کے بہت بڑے خلیفہ تھے، ایک مرتبہ زبیدہ اور ہارون رشید میں تکرار ہوئی، ہارون رشید نے کہا کہ پسنے کا حلوہ اچھا ہوتا ہے زبیدہ نے کہا کہ فالودہ اچھا ہوتا ہے، کوئی ایک دوسرے کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں، قاضی صاحب کو بلایا گیا اور دونوں نے اپنی اپنی بات قاضی کے سامنے دہرائی، زبیدہ نے کہا کہ فالودہ اچھا ہوتا ہے ہارون رشید نے کہا کہ پسنے کا حلوہ اچھا ہوتا ہے آپ فیصلہ کیجئے کون سا اچھا ہوتا ہے؟ تو قاضی صاحب نے کہا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ کون سا اچھا

ہوتا ہے وہ تو کھانا پڑے گا اس کے بغیر تو نہیں بتاسکتے، خلیفہ نے حکم دیا کہ فوراً تیار کیا جائے چنانچہ فالودہ اور پسنے کا حلوہ تیار کیا گیا، قاضی صاحب نے خوب مزے سے کھایا، جب کھا چکے تو ہارون رشید نے پوچھا بتاؤ اس میں کون سی چیز اچھی ہے؟ تو قاضی صاحب نے ہنس کر کہا کہ فالودہ اور حلوہ دونوں نے آپس میں صلح کرلی دونوں آپس میں مل گئے دونوں ہی اچھے ہیں، کھا بھی لیا اور فیصلہ بھی کردیا، بادشاہ کا بھی دل نہیں توڑا اور ملکہ کا بھی دل نہیں توڑا، بادشاہ نے سوچا کہ قاضی صاحب نے بہت ہی اچھا فیصلہ کیا نہ میرا دل توڑا نہ بیوی کا تو ایک ہزار اشرفی انعام میں دی جب بیوی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے ایک ہزار اشرفی انعام میں دی تو اس نے نوسو ننانوے اشرفی انعام میں دی، قاضی صاحب نے پوچھا کہ ایک اشرفی کم کیوں دی تو ملکہ نے کہا کہ شوہر کا مقام ومرتبہ عورت سے بلند ہوتا ہے اگر میں ایک ہزار دیتی تو معلوم ہوتا کہ گویا شوہر کی برابری کررہی ہوں اس لئے میں نے ایک اشرفی کم کردی تاکہ شوہر کا مقام ومرتبہ بلند رہے، یہ تھا پہلے زمانہ کی عورتوں کا مزاج اور ان کا اخلاق، شوہروں کا بڑا خیال کیا کرتی تھیں آج یہ سب واقعات کتابوں میں بند ہیں ہماری عملی زندگیوں میں کہیں دور دور تک اس کا نام ونشان نہیں ملتا۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی اکرم ﷺ کا اخلاق

ایک اور واقعہ سنا کر اپنی بات کو ختم کردیتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کے یہاں ایک یہودی مہمان ہوا، رات میں کھانا خوب کھایا، بدہضمی ہوئی اور پیٹ خراب ہوگیا، پورا بستر غلیظ ہوگیا صبح کو جلد ہی اٹھ کر شرم کی وجہ سے بھاگ گیا، اتفاق ایسا کہ اس کی تلوار چھوٹ گئی واپس آیا تو کیا دیکھ رہا ہے کہ آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے اس کا پاخانہ صاف کررہے ہیں، صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم صاف کردیتے ہیں

مگر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہمان میرا تھا اس لئے میں ہی صاف کروں گا، وہ یہودی آگے بڑھ کر حلقہ بگوش ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک غیر مسلم یہودی کا اس قدر خیال فرمایا اور ہم ہیں کہ اپنے خاص رشتہ داروں کا بھی خیال نہیں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہم سب کو آپ علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ترقی اسلامی تہذیب وتمدن کے بغیر ممکن نہیں

مجلس نمبر (۳۴)

مجلس مبارک ۲۸/ربیع الاول ۱۴۳۲ھ، مطابق ۴/مارچ ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نماز جمعہ کے بعد تشریف لائے اور حاضرین کرام بھی تشریف فرما ہوئے، اساتذہ کرام اور طلبائے عزیز کے علاوہ کالج کے نوجوان طلباء کی جماعت بھی حاضر تھی۔ اس وقت حبیب الامت مدظلہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا جس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَا یَذْکُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ھُوَاَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء!

آج دنیا میں ہر ملک اور ہر طبقہ پر مغربیت چھائی ہوئی ہے، انگریزی تہذیب وتمدن کا تو بول بالا ہے، یہودیوں نصرانیوں اور دیومالائی لوگوں کی تہذیبوں کو مسلمان بھی اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے، مسلمان شہر میں رہنے والا ہو یا دیہات میں، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان لکھا پڑھا ہو یا اَن پڑھ ہر ایک کے دماغ پر یہ بات چھائی ہوئی ہے کہ مغربی تہذیب اور انگریزی تہذیب بہت اچھی ہے، کسی بھی زبان کا سیکھنا برا نہیں ہے لیکن تہذیب ہر ایک کی اختیار نہیں کی جاسکتی ہے، انگریزی زبان کی آج بہت ہی ترقی ہے، یہ ترقی یافتہ زبان اور وقت کی ایک اہم ضرورت بھی ہے، بطور خاص تجارت وبزنس کے لئے کسی نہ کسی درجہ میں انگریزی زبان کا جاننا لازم اور ضروری ہے لیکن عربی زبان جو ہماری اسلامی زبان ہے اس کا سیکھنا اور حاصل کرنا بھی بہت ضروری اور لازمی ہے۔

انبیاء ورسل جو دنیا میں مبعوث ہوئے ان میں بہت سے انبیاء علیہم السلام کی زبان عربی ہی تھی اور سب سے آخر میں تشریف لانے والے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی زبان بھی عربی ہی تھی۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میدان حشر میں سب کی زبان عربی کردیں گے خواہ دنیا میں کوئی بھی زبان بولتا ہو اور کہیں کا بھی رہنے والا ہو، آنکھ بند ہوئی اس کے ساتھ جو بھی معاملہ پیش آئے گا قبر وحشر میں سب کا عربی میں ہی جواب دے گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سارے مسلمانوں کو عربی زبان کا سیکھنا واجب ہے۔ آج ہم یہ سوچتے ہیں کہ میرا بچہ انگریزی زبان سیکھے یقیناً یہ اچھی کوشش ہے مگر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ بھی سوچنا چاہئے کہ میرا بچہ عربی زبان بھی سیکھے تاکہ وہ قرآن کو سمجھ سکے، احادیث کو سمجھ سکے، کیرالا کے لوگ ہیں ان میں کسی نہ کسی درجہ میں عربی سیکھنے کا رواج ہے اور عربی زبان میں وہ گفتگو بھی کرتے ہیں۔

فیشن کے نام پر ایک ایک سنت کو ختم کرنے کی سازش

میں یہ عرض کررہا تھا کہ آج دنیا میں مغربیت کا غلبہ ہے، ہمارے کلچر اور سماج کا ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ میں ہر بات میں انگریزی کی نقل کروں چنانچہ ہوتا یہ ہے کہ بچہ تھوڑی بہت شُد مُد ہوئی کہ ٹی وی کے سامنے بٹھا کر کھلانا شروع کردیتے ہیں اور جیسی جیسی تصاویر اس میں آتی ہیں بچہ کے ذہن ودماغ میں مرتسم ہوجاتی ہیں اور بچوں سے لے کر بوڑھوں تک وہی چیزیں پسند کرتے ہیں جو ٹی وی پر دیکھتے ہیں، بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو بجائے اسلامی لباس پہنانے کے نکر اور شرٹ پہنایا جاتا ہے، بازار میں بچوں کا کپڑا خریدنے کے لئے جائیں تو وہی کپڑے ملیں گے جن کا آج چلن ہے، اگر بچوں کے لئے مکمل آستین کا کپڑا تلاش کریں تو شاید نہ ملے، دشمنان اسلام کی ایک سوچی سمجھی سازش اور پلاننگ کے ساتھ یہ سب کچھ ہورہا ہے اور بڑی ہی ہوشیاری کے ساتھ یہ اسلام پر حملہ کرتے ہیں، بجائے سنت کو مٹانے اور ختم کرنے کے اس کو فیشن کا نام دیدیتے ہیں کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ مسلمان اپنے نبی کے نام پر مرمٹنے کے لئے تیار ہیں اس لئے فیشن کا نام دے کر اسلام کے ایک حکم اور ہمارے نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کو پامال کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور افسوس اس بات پر ہے کہ ہم ہی لوگ ان کا ساتھ دے رہے ہیں، ہمارا بچہ کون سے ڈریس میں ماڈرن لگتا ہے ہم وہی لباس منگوا کردیتے ہیں بچہ کو پہناتے ہیں، اس میں بچوں کا کوئی قصور نہیں، قصور ماں باپ کا ہے، بچہ تو نادان ہوتا ہے اس کو جو کھلائیں گے وہ کھائے گا، جو پہنائیں گے وہ پہنے گا، بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بچہ ایک سال کا ہوا نہیں کہ والدین اس کو ٹاٹا کرنا سکھاتے ہیں اس کے بجائے اگر بچہ کو السلام علیکم کہنا سکھائیں تو کتنا اچھا لگے گا؟ لیکن ہمارے ذہن ودماغ میں چونکہ انگریزی تہذیب چھائی ہوئی ہے اس

لئے بچہ جب ٹاٹا کہتا ہے تو ہم کو اچھا لگتا ہے مگر ہم نے یہ نہیں سوچا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت اور طریقہ کے خلاف ہے، بچہ ابھی چلنے پھرنے کے قابل ہوا نہیں کہ اس کو پینٹ شرٹ پہنانا شروع کر دیتے ہیں یہی لباس انگریز پہنتا ہے، یہی لباس یہودی پہنتا ہے یہی لباس عیسائی پہنتا ہے اور مسلمان بھی وہی لباس پہنتا ہے لیکن یہ اسلامی لباس نہیں ہے بلکہ یہ غیروں کا لباس ہے، کبھی آپ نے یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ کوئی عیسائی ہندو یا یہودی آپ کی طرح کرتا پائجامہ پہن کر سر پر ٹوپی لگائے بلکہ وہ تو مسلمانوں کے ناموں سے بھی نفرت کرتے ہیں، مسلمانوں کے لباس اور ہر چیز سے نفرت کرتے ہیں مگر ہم اتنے بیوقوف ہیں کہ انگریزوں کی ہر ہر چیز سے محبت کرتے ہیں۔

یہ کتنا بڑا المیہ ہے

ایک مرتبہ ہمارے یہاں مدرسہ میں ایک عورت اپنے بچے کا داخلہ کرانے کے لئے آئی، وہ بچہ پینٹ شرٹ پہن کر گھر سے آیا ہوا تھا، مدرسہ کا اصول یہ ہے کہ طالب علم کو سفید کرتا، پائجامہ اور ٹوپی پہنائی جاتی ہے تو بچہ سے کہا کہ پینٹ شرٹ نکال دو اور جبہ شرعی پہنو، جبہ شرعی پہن کر جب بچہ ماں کے پاس گیا تو ماں رونے لگی، اس وقت ہمارے یہاں قاری مفیض الدین صاحب تھے انھوں نے سوچا کہ شاید اس جوش میں آنسو نکل گئے ہوں کہ میرا بچہ دین کا علم حاصل کر رہا ہے، قاری صاحب نے پوچھا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ تو ماں نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا کہ میں بچہ کو مدرسہ میں لے کر آئی تو میرے سامنے ہی بچہ کو کفن پہنا دیا۔ استغفر اللہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ رسول اکرم ﷺ تو سفید کپڑے کو پسند فرماتے ہیں اور ہماری مائیں سفید جبہ اور شرعی کو کفن سے تعبیر کرتی ہیں، یہ ہے ہمارے لباس کا عالم کہ غیروں کی ہر ہر چیز پسند آتی ہے اور اسلامی لباس اور وضع قطع کو پسند نہیں کرتے۔

نورانیت نبی ہی کی سیرت میں ہے

گھروں کی حالت دیکھ لیجئے، کھانا اس طرح پکائیں گے کہ جس طرح ٹی وی پر پکتا ہوا دیکھتے ہیں، کسی بھی مسلمان مرد اور عورت کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کو یہ بتائیں کہ کھانا بنانے سے پہلے وضو کر لیا کرو، اس سے کھانے میں برکت آئے گی نورانیت پیدا ہوگی، اسی طرح کھانے کا حال ہے کہ شادیوں میں فلاں فلاں کھانا بہت پسند کیا جاتا ہے اس لئے ہم بھی اپنے بچوں کی شادی میں ویسا ہی کھانا پکوائیں گے، اچھی غذا کھلانا مضر نہیں مگر ہم مسلمان ہیں کبھی یہ بھی تو خیال آنا چاہئے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو کون کون سی غذائیں پسند تھیں، کیا کیا چیزیں نبی علیہ السلام استعمال فرماتے تھے، یہ معلوم کریں اور اپنے بچوں کو بھی بتلائیں، آپ علیہ السلام کو کون سا گوشت پسند تھا اور کون سی ترکاری پسند تھی، اسلام تو ایک جامع مذہب ہے ہر ہر چیز کے لئے اسوہ اور نمونہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے پیش فرما دیا ہے، آپ ﷺ کی ایک ایک سنت اور عمل سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اسی محبت کا تقاضہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی ہر ہر چیز کی نقل کی جائے۔

غیروں کی تقلید میں ہم انتہا کو پہنچ گئے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی ہوگی۔ جب ہم نبی اکرم علیہ السلام سے محبت کریں گے تو کل

قیامت کے دن آپ ﷺ کی محبت نصیب ہوگی اور اگر غیروں کی تقلید کریں گے، ان کی پیروی کریں گے کل قیامت کے دن انھیں لوگوں کے ساتھ ہمارا بھی حشر ہوگا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انھیں سے ہوگا۔ آج کل دستور یہ ہے کہ گھروں میں جب فرصت ملتی ہے اور موڈ اچھا ہوتا ہے تو گھر کے لوگ کہتے ہیں کہ کوئی پکچر لاؤ، کوئی فلم اور سی ڈی لاؤ، اس کو دیکھا جائے، آج موڈ بہت اچھا ہے، شیطان اس طرح ہمارے ذہن اور دماغ پر حاوی ہوگیا کہ اللہ کی طرف سے دھیان بٹا کر اپنے طریقہ پر کرلیا کہ فرصت کی گھڑی میں ہم کو اللہ کے یاد کرنے کی توفیق نہیں ملتی ہے، اتوار کا دن چونکہ چھٹی کا دن ہوتا ہے تو میاں بیوی بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ مسلم نوجوان لڑکیاں اپنے نوجوان ساتھیوں کے ساتھ پارکوں اور ہوٹلوں میں پھرتی ہیں اور اس کو عمدہ تہذیب اور آزادی نسواں کا نام دیا جارہا ہے اور شادیوں میں اللہ کی پناہ خوشی کے نشہ میں ہر طرح کی خرافات وجود میں آتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کا جنازہ نکالا جاتا ہے، جتنی بھی اعلیٰ درجہ کی شادی ہوگی اتنی ہی زیادہ سنت کے خلاف ہوگی، طرح طرح کے کھانوں کا نظم رہے گا، لاکھوں روپے شادی کے نام پر خرچ کریں گے مگر بیٹھ کر کھانے کیلئے اتنا زیادہ اہتمام نہیں کریں گے جتنا کہ ہونا چاہئے، اور اگر ہوتا بھی ہے تو کتنے لوگ فیشن پرستی میں کھڑے ہوکر کھاتے ہیں مگر ان لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے، جانوروں کی طرح کھڑے ہوکر کھانے ہی کو پسند کرتے ہیں، ایسے وقت میں اگر کوئی بڑے میاں پہنچ گئے اور انھوں نے کہا کہ مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جاتا مجھے کہیں بٹھادو تو کہتے ہیں کیا پرانے زمانے کے آدمی ہیں، تمیز نہیں سب لوگ کھڑے ہوکر کھاتے ہیں اور یہ بیٹھ کر کھانے کو کہہ رہے ہیں۔

دوستو! شادیاں ہو رہی ہیں لڑکا بھی مسلمان لڑکی بھی مسلمان، والدین رشتہ دار محرم وغیر محرم سبھی لوگ موجود ہیں مگر ایسا لگتا ہے کہ کوئی پردہ ہی نہیں ہر کوئی مصافحہ سلام

اور معانقہ کررہا ہے، لڑکیاں اور عورتیں غیر محرموں سے مصافحہ کررہی ہیں، شیطان نے دماغ میں ڈال دیا ہے کہ آج خوشی کا دن ہے لہٰذا ہر ناجائز اور حرام حلال ہے اللہ معاف فرمائے اور سمجھ دے مسلمانوں کو اور ان کے اندر غیرت وحمیت پیدا ہو۔

حمیت وغیرت مر چکی ہے

دوستو! شادیاں ہوتی ہیں، سفید داڑھی والا باپ اپنی جوان بیٹی کو سجا کر عمدہ خوبصورت کپڑے اور زیورات پہنا کرلے جاتا ہے نہ برقع ہے نہ پردہ، پورے فیشن کے ساتھ چل رہی ہیں، بڑا افسوس ہوتا ہے اس طرح تنگ وچست لباس پہنا کر لے جاتا ہے تو وہ سیکڑوں آدمیوں کی ہوسناک نگاہوں کی شکار ہوتی ہے لیکن باپ کو ذرا بھی غیرت نہیں آتی ہے معاشرے کی ایک ہلکی سی جھلک اور اب مرد تو یہ کہتے ہیں ابھی عمر ہی کیا ہے جب بوڑھے ہوجائیں گے تو داڑھی رکھ لیا کریں گے ابھی تو جوان ہیں تو بیوی کہتی ہے کہ ہم سر کے بال چھوٹے کرالیتے ہیں بیوٹی پارلر جا کر وہ اپنے بال کتروا لیتی ہے اب دونوں ماڈرن ہوگئے، معاشرے میں زیادہ آؤ بھگت ہورہی ہے یہ بہت اونچے درجے کے لوگ ہیں۔

دوستو! نیکی کہاں سے آئے گی؟ اولاد صالح کیسے پیدا ہوگی اور بڑے بوڑھے جو گھروں میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ اولاد کی غلطیوں پر ٹوکتے بھی نہیں اور کہتے ہیں چلو جی کرلینے دو ہمیں کیا ہے؟ یاد رکھیں ہر ایک کے بارے میں سوال ہوگا۔

ارشاد نبوی ہے: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ کان کھول کرسن لو تم میں ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا، اولاد کو صحیح راستہ پر لانا والدین کی ذمہ داری ہے وہ کبھی بھی اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتے ہیں۔

ڈاڑھی رکھنے کی اہمیت اور نہ رکھنے پر وعید

۱۹۹۹ء میں افغانستان کے مشہور شہر قندھار کی عیدگاہ میں نماز عید ادا کی گئی مصلیان کی تعداد پندرہ لاکھ تھی مگر کوئی ایسا مسلمان نہ تھا جس کے چہرے پر ڈاڑھی نہ ہو، اس وقت وہاں طالبان کی حکومت تھی، ہمارے یہاں عید کے موقع پر خاص طور پر ڈاڑھیاں منڈائی جاتی ہیں کہ کل عید ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ تو فرمارہے ہیں اَوْفِرُوا اللُّحٰی وَاحْفِرُوا الشَّوَارِبَ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ۔ لیکن ہم نے اس کے خلاف ہی کیا۔

واقعات میں آتا ہے کہ فرعون، ابوجہل، مغیرہ، شعبہ اور ابولہب کو بھی ڈاڑھی تھی، یہ دشمنان اسلام تو ڈاڑھی رکھیں مگر ہم اسلام کے نام لیوا اور اسلام کے خلاف عمل کریں، یہ دشمنان اسلام سمجھتے تھے کہ عورتوں کی زینت سر کے بال رکھنے میں اور مرد کی زینت ڈاڑھی رکھنے میں ہے، ہمارے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ ڈاڑھی ایک بیکار شے ہے، اس کی کوئی ضرورت نہیں، اس سے معاشرے میں ہماری عزت نہیں رہتی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ قوم لوط پر جو عذاب آیا منجملہ وجوہات کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے، آسمان سے پتھر برسے اور پوری بستی کو جبرئیل امین علیہ السلام نے اوپر اٹھا کر پلٹ دیا، اس طرح وہ قوم تباہ و برباد ہوگئی، ڈاڑھی ایک وقار ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا جس نے ڈاڑھی نہ رکھی ہو، کوئی امام ایسا نہیں گذرا جس نے ڈاڑھی نہ رکھی ہو، ہر امام کے نزدیک ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے معاشرے کو اسلامی معاشرہ بنائیں، اسی میں ہمارے لئے کامیابی ہے اپنی اولاد کو اسلام اور شریعت کا پابند بنائیں۔

بچوں کو اسلامی طور وطریق سکھلائیں

کل رات ہم لوگ ایک پروگرام میں تھے پاکستان سے ایک بزرگ آئے ہوئے تھے انھوں نے بڑی اچھی بات کہی فرمایا کہ بھائی ہم لوگ بچپن سے بچہ کو لقمہ کھلاتے ہیں اور سب کچھ سکھلاتے اور بتاتے ہیں، اگر ہم بچوں کو یہ بتلادیں کہ حضور اکرم ﷺ کیسے کھاتے تھے، کیسے بیٹھتے تھے، آپ ﷺ بستر پر کیسے لیٹتے تھے صبح کو کیسے اٹھتے تھے، کوئی مہمان آئے تو اس کا کیسا اکرام کرتے تھے اس طرح تھوڑی توجہ کرنے سے بچے خود بخود نیک بن جائیں گے لیکن دوستو! اس کی ہم کو ہرگز فکر نہیں بس فکر یہ ہے کہ ہماری اپنی مرضی وخواہشات کے موافق ہر چیز ہو، نبی اکرم ﷺ کا طریقہ تھا کہ رات کا کھانا جلدی کھالیا کرتے تھے اور عشاء کی نماز پڑھ کر جلدی سوجایا کرتے تھے اور تہجد کی نماز پابندی سے پڑھتے، مگر ہم نے اپنے نبی کے طریقہ کو چھوڑ کر غیروں کے طور وطریق کو اختیار کرلیا ہے اور آج کے اس دور میں بڑا وہ کہلاتا ہے جو رات میں دیر تک جاگے اور صبح کو دیر سے اٹھے، صبح سویرے اٹھنے کے فوائد تو سبھی لوگ تسلیم کرتے ہیں بلکہ غیر ہم سے جلدی بیدار ہوتے ہیں اور ہم ہیں کہ پڑے سوتے رہتے ہیں، جب آدمی صبح کی نماز چھوڑ کر دیر تک سوتا رہتا ہے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے اس لئے ہم سب صبح جلدی اٹھنے کی فکر کریں، اگر تہجد نہیں تو کم از کم فجر کی نماز جماعت سے ضرور پڑھ لیا کریں۔ آئندہ جمعہ انشاء اللہ پھر اسی موضوع پر بات ہوگی، اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

دنیوی واخروی ترقی

اسلامی تہذیب وتمدن کے بغیر ممکن نہیں

مجلس نمبر (۳۵)

مجلس مبارک ۵/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۱/مارچ ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! بعد نماز جمعہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ حاضرین کے پاس تشریف لائے اور ذکر بالجہر ودعائے خیر وایصال ثواب کے بعد حاضرین مجلس کی جانب متوجہ ہوئے۔ گذشتہ مجلس کا عنوان قائم تھا، آج بھی اسی کے متعلق حضرت والا حفظہ اللہ نے ارشادات فرمائے۔ جس کے کچھ اقتباسات مریدین ومتوسلین کیلئے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَایَذْکُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ھُوَاَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَةِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء!

دنیا کے اندر بہت سارے مذاہب ہیں اور ہر مذہب کے پیروکاروں اور ماننے والوں کا یہی نظریہ اور عقیدہ ہے کہ ہمارا ہی مذہب سب سے سچا ہے، آپ کسی سے بھی معلوم کریں ہر کوئی یہی کہے گا کہ ہمارا ہی مذہب سب سے بہتر ہے۔ دیومالائی تہذیب رکھنے والے ہنود سے، آگ کی پوجا کرنے والے مجوسیوں سے معلوم کریں ہر ایک کا یہی جواب ہوگا کہ میرا ہی مذہب سب سے بہتر اور افضل ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

ایک بزرگ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جتنے بھی مذاہب والے ہیں سب حقیر اور ذلیل ہیں اور میں صاحب ایمان ہوں اسلام کا پیروکار ہوں اس لئے سب سے بہتر ہوں، وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ خیال آتے ہی دل میں یہودیت کی محبت پیدا ہوگئی، اسرائیل کا جو مذہب ہے جس کو ہم یہود کہہ کر پکارتے ہیں جن کی تعداد روئے زمین پر بہت ہی قلیل ہے مگر اپنی فطانت وذہانت سے آج پوری دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اور مال ودولت کی ریل پیل ہے، عیش وعشرت کے سارے سامان مہیا ہیں، الغرض یہی یہودی مذہب ہے کل تک جو مذہب ان بزرگ کو حقیر وذلیل معلوم ہو رہا تھا اب وہی مذہب ان کو اچھا نظر آنے لگا، بڑی پریشانی ہوئی، ظہر کے وقت یہ کیفیت پیدا ہوگئی اذان ہوئی نماز پڑھتے، وظائف کا وقت آتا تو وظائف پڑھتے، اس طرح چوبیس گھنٹے گذر گئے دل میں ہر وقت یہی خیال آتا کہ یہودی مذہب سب سے اچھا ہے، پھر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر دعائیں کیں کہ اے اللہ تو میرے دل کے حال کو خوب جانتا ہے کہ میں اللہ ورسول سے بے پناہ محبت کرتا ہوں مگر گمراہی کا یہ دروازہ جو کھلا ہوا ہے اس کا راز کیا ہے؟ اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ اے میرے بندے کل جو تم نے دوسرے مذاہب والوں کو حقیر سمجھا اور اس کے ساتھ اپنے کو بہتر اور افضل تصور کیا تو یہ تکبر اور نخوت کی آمیزش ہم کو پسند نہیں آئی، تمہارے دل میں جو

ایمان ہے وہ ہماری ہی توفیق سے ہے اور جو کچھ تم اوراد و وظائف کرتے ہو وہ سب ہماری توفیق ہی کی وجہ سے ہے۔ انھوں نے توبہ کی اے اللہ پھر ایسا وسوسہ میرے دل میں نہ آئے، اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ جس طرح تمہارے دل میں ایمان و اسلام کی ہم نے محبت ڈال دی ہے اسی طرح ہر مذہب کے ماننے والوں کے دلوں میں اس مذہب کی محبت ڈال دی ہے اور اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور کا مذہب اس کو پسند نہیں آتا ہے اور ہدایت کی توفیق بھی نہیں ملتی ہے اس لئے دوستو! یہ اللہ رب العزت کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہم کو ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرمائی، کتنے لوگ ہیں جن کو ایمان کی توفیق نہیں ملی۔

وہی عمل مقبول ہوگا جو سنت کے مطابق ہوگا

مذہب اسلام ہی صحیح اور سچا مذہب ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اللہ کے نزدیک دین تو بس اسلام ہے۔ سارے مذاہب فرسودہ ہو چکے ہیں صرف اسلام ہی کامل و مکمل اور نجات دہندہ ہے، اس لئے وہی اعمال قابل قبول ہوں گے جو نبی اکرم ﷺ کے طریقے اور سنت کے مطابق ہوں گے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی اور عمدہ نمونہ ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں رسول اکرم ﷺ کی لائف کو نمونہ بنانا ہے اسی میں دین و دنیا کی کامیابی ہے اور اس کے خلاف کرنے میں ناکامی اور محرومی ہے۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

پیغمبر اسلام کے طریقہ اور راستہ کے خلاف جو شخص بھی کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا وہ کبھی بھی منزل مقصود کو نہیں پاسکے گا۔

ایک بزرگ نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ آدمی بازار میں سامان خریدنے کے لئے جاتا ہے تو وہاں دیکھتا ہے کہ اس پر کمپنی کی مہر لگی ہے کہ نہیں، اگر کمپنی کی مہر لگی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ اصلی ہے اور اگر نہیں لگی ہے یا کسی دوسری کمپنی کی مہر لگی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مال اصلی نہیں ہے بالکل ایسے ہی جب قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کا دفتر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو یہی دیکھا جائے گا کہ کون سا عمل آپ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہے؟ جو عمل آپ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہوگا وہی عمل قبول ہوگا اور جو آپ ﷺ کے طریقہ کے مطابق نہیں ہوگا وہ عمل قبول نہیں ہوگا۔

کامیابی اتباع سنت میں ہے

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو نبی اکرم ﷺ کے داماد اور چچازاد بھائی اور چوتھے خلیفہ وقت بھی ہیں ایک مرتبہ انھوں نے عیدگاہ میں ایک شخص کو نماز عید سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب وہ نماز سے فارغ ہو چکا تو اس سے پوچھا کہ کونسی نماز پڑھ رہے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ نفل نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت علی ﷺ نے فرمایا کہ عید کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں کوئی نماز ہی نہیں ہے اور اگر تم نے توبہ نہ کی تو میں پورے وثوق کیساتھ کہتا ہوں کہ تم مسلمان نہیں ہو، اسلئے کہ یہ دو رکعت نماز جو تم نے پڑھی ہے یہ حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر نماز بھی حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہو تو نماز بھی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ نے فجر کی دو رکعت فرض قرار دی ہے اب کوئی آدمی یہ کہے کہ میں فجر کی چار رکعت فرض پڑھوں گا تو کہا جائے گا کہ یہ شخص گمراہ ہے، بے دین ہے۔ وضو میں تین مرتبہ اعضاء کا دھونا مسنون ہے کوئی آدمی چھ مرتبہ اور آٹھ مرتبہ اعضاء دھونے لگے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی زندگی کا ہر عمل

حضور اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہو، آپ علیہ السلام کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کے موافق اگر ہے تب تو قیامت میں قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔

دینداری کو شادی کا معیار بنائیں

گذشتہ جمعہ میں نے عرض کیا تھا کہ ہمارے سارے کام حضور نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہیں مگر پھر بھی ہمارے اندر کوئی احساس نہیں، مثلاً شادی ہی کو لے لیجئے لڑکی یا لڑکے کا جب رشتہ دیکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے معیار اس کے حسن و جمال کو بناتے ہیں یا تو مال دیکھتے ہیں یا یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا حسب ونسب کیسا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان تین چیزوں کی بنیاد پر جو رشتہ کیا جاتا ہے وہ رشتہ کامیاب نہیں ہوتا، حسن و جمال کی بنیاد پر جب رشتہ کیا جاتا ہے تو یہی لڑکی گھر میں آکر اختلاف پیدا کر دیتی ہے قرآن وسنت کے خلاف چلتی ہے تو یہی حسن و جمال پورے گھر والوں کے لئے بدنصیبی کا سبب بنتا ہے یا کسی نے اپنے سے اعلیٰ خاندان میں شادی کی تو یہی اعلیٰ خاندان کبھی کبھی اس کی تباہی کا سبب بھی بنتا ہے یا کثرت مال کے لالچ میں شادی کی تو بسا اوقات اس کا بھی انجام ٹھیک نہیں ہوتا ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے مال کے لالچ میں شادی کی تو اس کو فقر وفاقہ اور ذلت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جس نے عزت حاصل کرنے کے لئے شادی کی اس کو ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا، جو رشتہ دینداری کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اسی میں کامیابی ہے، اس میں خیر وبرکت ہوتی ہے، جب عورت دیندار ہوگی تو پورے گھرانے کو دیندار بنادے گی اس کی اولاد نیک اور صالح بنے گی، مگر افسوس یہ ہے کہ آج اس کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں عموماً مالدار اور خوش حال گھرانے کو دیکھتے ہیں خواہ اس کے اندر دینداری اور پرہیزگاری ہو یا نہ ہو، اگر ایک لڑکی صوم وصلوٰۃ کی پابند

ہے، احکام شرع کی بھی پابند ہے، گھرانہ بھی دیندار ہے مگر بدقسمتی سے غریب ہے تو اس کی طرف پڑھے لکھے اور دیندار کہے جانے والے بھی توجہ نہیں کرتے ہیں۔

دینداری کی برکت

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات میں گشت لگا رہے تھے ایک جھونپڑی سے آواز آتی ہے ماں اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے بیٹی! دودھ میں پانی ملا دو، دودھ زیادہ ہوجائے گا، بیٹی نے کہا کہ امی! امیر المومنین نے اس سے منع کیا ہے اگر ان کو معلوم ہوگیا تو سزا دیں گے تو ماں نے کہا بیٹی! اتنی رات کو امیر المومنین کہاں دیکھ رہے ہیں کہ ان کو معلوم ہوگا؟ تو بیٹی نے کہا اگر امیر المومنین نہیں دیکھ رہے ہیں تو ان کا خدا تو دیکھ رہا ہے، امیر المومنین باہر سے یہ سب گفتگو سن رہے ہیں گھر میں نشان لگا دیا پھر صبح کو اس بڑھیا کو بلایا اور کہا کہ رات میں کیا گفتگو ہو رہی تھی؟ بڑھیا ڈری اور سہمی ہوئی تھی، امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بیٹے سے اپنی بیٹی کا نکاح کردو۔ یہ ہے تقویٰ کی برکت کہ جھونپڑی میں رہنے والی ایک غریب لڑکی کا نکاح محض تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر امیر المومنین کے بیٹے سے ہو رہا ہے، پھر اللہ نے اس میں بڑی برکتیں رکھیں انھیں کی اولاد میں خلیفہ عادل سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن کے عدل وانصاف کا یہ عالم تھا کہ انسان تو انسان جانور بھی ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے تھے، ایک ہی تالاب میں ایک ساتھ بکری اور بھیڑیا دونوں پانی پیتے تھے، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کردیا تو چرواہا جو بکریاں چرا رہا تھا اس کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا، تحقیق کی تو پتہ چلا کہ واقعی اسی وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا۔ جب نیکی اور پرہیزگاری کی بنیاد پر شادی کریں گے تو اس میں خیر ہی خیر ہوگی بعد میں آنے والی نسلوں اور اولاد میں اس نیکی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔

تاخیر سے سونے کی نحوست

دوستو! آج مسلم معاشرہ اور کلچر نیکیوں سے بہت دور ہوتا جارہا ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رات میں کھانا جلدی کھایا کرو اور ہمارے یہاں کیا ہورہا ہے لوگ کھانا دیر سے کھاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر ہم جلدی کھائیں گے تو لوگ گاؤں اور کھیڑے والے کہیں گے اور ہم اونچی سوسائٹی کے لوگ ہیں اسلئے رات میں گیارہ بجے کھائیں گے تاکہ ہم اونچے کہلائیں جب ہم نے نبی کے طریقہ کو چھوڑا تو اس کی نحوست یہ ہوئی کہ فجر کی نماز ہم سے چھوٹ گئی، ایک صاحب ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے حکیم صاحب! ہم کو بارہ بجے فرصت ہوتی ہے اس وقت میں فون پر بات کرسکتا ہوں، میں نے کہا اللہ کے واسطے معاف کرو، بارہ بجے تو لوگ سوجاتے ہیں تو کہنے لگے نہیں نہیں ہم لوگ چار گھنٹے تک جاگتے ہیں، میں نے کہا چار گھنٹے تک جاگتے ہو کیا کرتے ہو؟ کہنے لگے ہم پورے محلّہ والے ہی چار گھنٹے تک جاگتے ہیں اور لوگ ہمیں چمگادڑ بولتے ہیں، میں نے کہا پھر جب اتنے لیٹ سے سوتے ہو تو اٹھتے کتنے بجے ہو؟ تو کہنے لگے برابر ایک گھنٹے تک سوتے ہیں، میں نے کہا شیطان تمہارے کان میں پیشاب کرکے چلا جاتا ہے اور تم سوتے رہتے ہو۔ بہرحال جب ہم نے سنت طریقہ کو چھوڑا تو اس کی نحوست یہ ہوئی کہ فجر کی نماز چھوڑ کر گھروں میں پڑے سوتے رہتے ہیں۔

انسان سے زیادہ کتے کی عزت

آج کل گھروں میں کتے پالنے کا ایک فیشن ہوگیا ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔

شہر میں جتنی بڑی کالونی نظر آئے جہاں اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ رہتے ہیں وہاں اتنے ہی زیادہ کتے پالے جاتے ہیں جبکہ کتا ایک ناپاک اور گندہ جانور ہے اس کا تھوک وغیرہ سبھی ناپاک ہے آج ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کتے اور بلی مت پالو اسی سے دمہ کی بیماریاں آتی ہیں اور گلے کا تنفس اسی سے پیدا ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ یہ بتا رہے ہیں کہ جب میرے نبی کے طریقہ پر نہیں چلوگے تو ہم تمہارے اندر بیماریاں ڈال دیں گے کتا گھر میں پال رکھا ہے، پڑوسی بھوکا ہے اس کی فکر نہیں ہوتی مگر کتے کو دودھ جلیبی وغیرہ کھلایا جاتا ہے بکرے کا گوشت لاکر کھلائیں گے، بیمار ہوگیا تو اچھے ڈاکٹروں کو دکھائیں گے، اس قدر عزت کتے کی اور ایک آدمی دروازے پر آکر سوال کرنے لگے تو اس کو پانچ روپئے دیتے ہوئے موت آجاتی ہے، انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں، ہمارے اندر حیوانیت رچ بس گئی ہے اور یورپ کے گندے معاشرے اور سوسائٹی کی اندھی تقلید و پیروی میں اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ ہم وہاں کی ہر ہر چیز کی تقلید و پیروی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

کسی غریب کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے

آج جس کے پاس روپئے پیسے نہ ہوں اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے، جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ غریب آدمی مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا۔ اس دنیا کی زندگی تو بہت قلیل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ غریب احکام شرع کا پابند بھی ہو، متقی اور پرہیزگار بھی ہو، مالدار بھی اگر شریعت کی پابندی کرتا ہے اور سنت نبوی کا اتباع کرتا ہے تو اس کے لئے بھی بڑے فضائل ہیں لیکن کسی کو غریب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھنا یہ اچھا نہیں ہے، ہمارے اندر بڑی کمیاں اور کوتاہیاں ہیں کسی بھی معاملہ کو لے لیجئے بیٹی باپ کے سامنے، بھائیوں بلکہ نامحرموں کے سامنے سر اور سینہ کھول کر آجاتی

ہے، اب تو فیشن پرستی یہاں تک آ گئی ہے کہ آستین یا تو نام کے لئے ہوتی ہے اور یا ہوتی ہی نہیں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں کپڑے پہنے ہوں گی پھر بھی ننگی ہوں گی كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَائِلَاتٌ حَمِيْلَاتٌ کپڑے پہنے ہوں گی، ننگی ہوں گی، اجنبی مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ آج کتنا ہی فحش اور عریاں لباس آ جائے سب برداشت کرلیا جاتا ہے صاحب! آج کل کا فیشن ہی ایسا ہے ہمارے بچے مانتے ہی نہیں، بیٹے نے بہو کو ایسا لباس لا کر دیا کہ پورا جسم جھلک رہا ہے، کیا ہم منع نہیں کرسکتے؟ کل قیامت کے دن جب آگ کے کوڑے لگیں گے تو پتہ چلے گا گھر میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی اور کام ہو تو پورا گھر سر پر اٹھا لیتے ہیں اور شریعت کے خلاف ہو رہا ہے تو سب کچھ برداشت لیکن بیٹا بہو اور داماد ناراض نہ ہو جائیں۔

خلاف سنت کام کرنے میں برکت کہاں سے آئے؟

جب ہمارے سارے کام شریعت کے خلاف ہوں گے تو گھروں میں برکت کہاں سے آئے گی؟ عورتیں گھر میں کھانا بنا رہی ہیں، سامنے ٹی وی چل رہی ہے، چمچہ بھی چلا رہی ہیں اور ٹی وی بھی دیکھ رہی ہیں، فلمیں دیکھ رہی ہیں، کھانوں میں نورانیت کہاں سے آئے جب اسطرح کھانا پکائیں گے اور کھائیں گے تو اسکے اثرات ظاہر ہوں گے، حلال روزی کی بڑی فضیلت آئی ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ حلال روزی کی تلاش بھی ایک فریضہ ہے اسلئے آدمی جب محنت کرتا ہی ہے تو کیوں نہ حلال روزی تلاش کرے تا کہ ثواب بھی ملے اور آدمی کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری کی عمدہ صفات بھی پیدا ہوں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ لو بیٹے یہ کدو کا ٹکڑا کھاؤ، ہمارے نبی ﷺ کو یہ بہت پسند تھا، بیٹے نے کہا میں نہیں کھاتا مجھے پسند نہیں ہے، باپ نے بیٹے کو دسترخوان سے اٹھا دیا اور فرمایا دور ہو جا، جو بیٹا نبی کی پسندیدہ چیز کو پسند نہ کرے میں اس کے ساتھ کھانا کھانا کبھی پسند نہ کروں گا۔ ہمارے یہاں یہی نہیں دیکھا جاتا کہ کون سی چیز کہاں سے آئی، حلال ہے یا حرام، نبی کا طریقہ اور شریعت مطہرہ ہم سے کیا کہہ رہی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو شریعت کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

قیامتِ صغریٰ کا منظر

جاپان کی تباہی کی شکل میں

مجلس نمبر (۳۶)

مجلس مبارک ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۸/مارچ ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ! مجلس مبارک میں حاضرین کثیر تعداد میں موجود تھے، حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ اپنی مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ حاضرین میں سے کسی سائل کے سوال پر گذشتہ ۱۱/مارچ کو طوفان میں آئے زلزلہ کا ذکر فرمایا۔ ذیل میں کچھ اقتباسات خواہشمند حضرات کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ. یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ

سُکٰرٰی وَمَاهُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ. وَقَالَ تَعَالٰی هُوَالَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِیءُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ تعالیٰ کی مخلوق بہت بڑی بڑی ہیں، کتنی تو ایسی ہیں کہ انسان کو ان کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت میں ہر چیز کا نظام رکھا ہے، آسمان کی فضاؤں اور سمندر کی تہوں میں کیا کیا چیزیں اللہ نے پیدا فرمائی ہیں انسان کو ان سب کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں، انسان تو اپنے وجود کے بارے میں نہیں سمجھ سکتا پھر اتنی بڑی کائنات اور آسمان وزمین کے اوپر نیچے کی بہت ساری چیزوں کو کیونکر سمجھ سکتا ہے؟ جتنے بڑے بڑے ڈاکٹرس ہیں ان کو دل کے بارے میں ابھی بیس پرسنٹ بھی معلوم نہیں ہوا اور روزانہ ٹی وی اخباروں میں آتا ہے کہ فلاں ہاسپٹل میں فلاں ڈاکٹر نے یا فلاں ٹیم نے دل کا آپریشن، دماغ کا آپریشن کیا لیکن بڑے بڑے اور ماہر ڈاکٹر بھی یہی کہتے ہیں کہ دماغ کے بارے میں ہمیں کچھ علم نہیں بس جو موٹی موٹی رگیں ہیں ان کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات ہیں باقی دماغ میں اللہ نے کیا رکھا ہے ہمیں پتہ نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کا علم بہت ہی مختصر ہے ہر ہر چیز کا علم تو صرف اللہ رب العزت ہی کو ہے۔

انسان کو بہت کم علم دیا گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے بائیس پاروں میں ذکر کیا ہے، بڑے ہی اولو العزم اور صاحب شریعت پیغمبر ہیں، حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ کچھ دنوں تک رہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا، ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم

میں خطاب کیا بڑی ہی عمدہ تقریر کی، ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ کیا آپ سے بڑا کوئی عالم روئے زمین پر ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ جواب پسند نہیں آیا، وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ! میرا ایک بندہ اسکے پاس ایسے علوم ہیں جو تمہارے پاس نہیں ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان سے ملاقات کرنے اور علم حاصل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا، موسیٰ علیہ السلام چند دن حضرت خضر علیہ السلام کے پاس رہے جب جدا ہونے لگے تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ ہمارے تمہارے بلکہ ساری دنیا کے انسانوں کے علوم کی مثال اللہ کے علوم کے بالمقابل ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک بڑے سمندر سے کوئی چڑیا اپنے چونچ میں پانی لے، چڑیا کی چونچ میں ایک دو قطرہ پانی آئے گا، بڑے سے بڑا عالم وفاضل اور سائنٹسٹ، بڑے سے بڑا عارف اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ علم نہیں رکھتا، خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ اس لئے کسی کو غرور اور گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے، بڑے سے بڑے عالم کا علم اور سائنس وتجربہ اللہ کی حکمتوں کے سامنے بے بس ہے۔

بعض دفعہ جانوروں کو عذاب کا علم ہو جاتا ہے

کئی سال پہلے مدراس میں سونامی زلزلہ آیا، آندھرا میں سونامی آیا، جہاں جہاں بھی زلزلہ آیا تباہی پھیلتی چلی گئی، پانی کا جو ریلا آیا انسان کیا بڑی بڑی عمارتیں بھی بہتی چلی گئیں، لیکن یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ کوئی چوہا اور جانور نہیں مرا، اللہ نے ان کو علم عطا فرمایا ہے جس کو کشف کہتے ہیں مگر ان کو قوت گویائی نہیں عطا کی گئی کہ انسانوں کو یہ بتا سکیں، انسان کو اللہ نے قوت گویائی عطا کی مگر اس کو علم عطا نہیں کیا کہ اپنا بچاؤ کر سکے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی بے خبر چہل قدمی کر رہا ہے اپنے کاروبار میں لگا ہوا ہے سونامی آیا اور تنکوں کی طرح بہہ گیا اور بے زبان جانوروں کو معلوم ہو گیا وہ سینکڑوں کلو

میٹر دور چلے گئے اور اپنا بچاؤ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو زبان نہ دے کر مجبور کر دیا اور انسانوں کو علم نہ دے کر مجبور کر دیا لیکن بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ زلزلوں میں جانور بھی تنکوں کی طرح بہہ جاتے ہیں، وقت بے وقت جو سونامی آرہی ہے سائنس داں یہ کہہ رہے ہیں کہ سمندر میں ایک کلومیٹر چوڑی دراڑ آگئی ہے یعنی سمندر میں ایک کلومیٹر تک زمین پھٹ گئی ہے اسکے اندر سے پانی آیا اور اتنی کثیر تعداد میں پانی آیا کہ مہینوں تک زمین پر بہتا رہے گا، کتنی فوجیں تباہ ہو گئیں اور کتنی فوجوں کو فائدہ پہنچے گا۔

سب کچھ اللہ سے مانگو

ایک آدمی کی دو بیٹیاں تھیں، بڑی بیٹی کی شادی ایک کمہار یعنی برتن بنانے والے سے کر دی اور چھوٹی بیٹی کی شادی ایک کسان سے کر دی، ایک دفعہ وہ بڑی بیٹی کے یہاں گیا تو بیٹی نے کہا ابو جان! اس سال بڑی پریشانی پیش آگئی باپ نے کہا کیوں؟ تو بیٹی نے کہا کہ اس سال بارش بہت زیادہ ہوئی جس کی وجہ سے برتن سب گل گئے، سوکھنے کی نوبت ہی نہ آئی، چھوٹی بیٹی کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ ابو جان! اس سال تو بڑا فائدہ ہوا، پوچھا کیوں؟ تو بیٹی نے کہا کہ اس سال بارش بہت ہوئی جس کی وجہ سے فصل بہت اچھی ہوئی۔ تو یہ اللہ کی تقسیم ہے کسی کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور کسی کو نقصان، اسی لئے ہمیشہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہئے وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اچھی اور بری ساری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مگر آج کل کیا ہوتا ہے؟ گھر میں کوئی پریشانی آگئی تو چلو فلاں عامل کے پاس جائیں گے دعا کرالیں گے، کسی نے کچھ کرا دیا ہے، فلاں حضرت سے دعا کرائیں گے، ایک کے پاس نہیں ٹھیک ہوا دوسرے کے پاس گئے، عامل بیچارہ تو خود ہی مجبور ہے اللہ چاہیں گے تو دعا قبول ہوگی اور دعا اثر کرے گی، اللہ چاہیں گے تو کاروبار چلے گا، اسلئے اللہ کو راضی

کرلو، سارا کام حل ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ مدد مانگو۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا ضرور قبول کروں گا۔

لیکن در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور غیروں کے پاس جاتے ہیں، کسی عامل کے پاس پہنچ جاؤ تو وہ دیکھتا ہے کہ کیسے جوتے پہن کر آیا ہے، کپڑے کیسے پہن کر آیا، کس گاڑی میں سوار ہوکر آیا ہے، اگر کوئی بھاری بھرکم آدمی ہے تو دس بیس روپے کا تعویذ نہیں بنتا بلکہ دس ہزار روپئے میں تعویذ بنے گا، گارنٹی کچھ نہیں گارنٹی تو اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے حل المشکلات تو اللہ تعالیٰ ہیں اور غیر اللہ تو خود اللہ سے مانگتا ہے اور ہم ہیں غیر اللہ پر اعتماد کئے بیٹھے ہیں ہماری مشکلات کہاں سے حل ہوں گی۔

اللہ کی شایانِ شان کون حمد وثنا کرسکتا ہے

میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بڑا وسیع بنایا ہے اور جنت وجہنم اس سے بھی بڑی ہے، کتنی بڑی ہے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے، انسان کی عقل میں یہ بات نہیں آسکتی ہے کیونکہ انسان کی عقل تو بہت چھوٹی ہے، سر میں درد ہوگیا، ٹینشن ہوگیا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے، معمولی معمولی چیزوں سے آدمی بے بس ہوجاتا ہے آدمی اپنے وجود کو نہیں سمجھ سکتا تو اللہ تعالیٰ کو کیا سمجھ سکتا ہے؟ کسی شاعر نے کہا ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان اللہ کی ذات میں غور کرنا شروع کرے تو گمراہ ہوجائے گا اور اگر اللہ کی صفات میں غور وفکر کرے تو تفکرات کے دروازے اس پر کھل جائیں گے اور وہ عارف بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ رحیم ہیں،

رحمٰن ہیں، کریم ہیں، بے شمار صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں صرف ننانوے ہی نہیں اللہ کی صفات تو کوئی شمار ہی نہیں کرسکتا ہے اور نہ ہی اللہ کی نعمتوں کو کوئی شمار کرسکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں حمد وثنا کی اور بڑے ہی پیارے الفاظ میں سوچنے لگے کہ آج میں نے اللہ تعالیٰ کو اتنے اچھے الفاظ سے یاد کیا ہے کہ دنیا میں کسی نے اتنے اچھے الفاظ سے یاد نہ کیا ہوگا، اتنے ناموں کے ساتھ اللہ کی حمد وثنا میں نے بیان کی کہ کسی نے اتنی حمد وثنا بیان نہیں کی ہوگی اللہ کی طرف سے ندا آئی کہ داؤد! ہماری ایک چھوٹی سی مخلوق مینڈک کتنی اچھی تسبیح بیان کرتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے کان لگا کر سنا مینڈک کہہ رہا تھا سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ کتنی عمدہ تسبیح ہے، آج یہی تسبیح ہم تراویح کی چار رکعت پر پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کون سی مخلوق کس کام کے لئے پیدا فرمائی ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، انسان کا علم بہت ہی مختصر ہے انسان کی زندگی بھی بہت معمولی ہے، کوئی چیز باقی رہنے والی نہیں سوائے اللہ کی ذات کے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔

یہ سب حوادثات ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں

جاپان میں جو زلزلہ آیا پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہوائی جہاز بچوں کے کھلونے کی طرح تیرتے ہوئے نظر آئے، پانچ پانچ اور چھ چھ منزلہ عمارتیں پانی ان کی چھتوں پر پہنچ گیا، بڑی بڑی کاریں اور بسیں پانی میں تنکے کی طرح بہہ گئیں اللہ کی طاقت بہت بڑی ہے انسان اپنی حفاظت کے لئے کتنا ہی انتظام کیوں نہ کرلے لیکن جب تک حافظ حقیقی یعنی اللہ قادر مطلق کی حفاظت نہ ہوسکے گی اس وقت تک آدمی کے سارے حفاظت کے اسباب وذرائع ناکام ہیں، کچھ زمانہ پہلے ملیشیا، انڈونیشیا میں سونامی

زلزلہ آیا، سمندر کے کنارے تیس فٹ چوڑی اور تیس فٹ لمبی دیواریں بنا رکھی تھیں جب سیلاب آیا تو اس دیوار کو بہا کر لے گیا، پچاس ہزار آبادی والے علاقہ میں ایک گھر بھی باقی نہ رہا سب کے سب زمین کے اندر دھنس گئے، اللہ تعالیٰ قہار وجبار ہیں آدمی کو کبھی یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میں بہت نیک ہوں، بڑا عبادت گذار ہوں۔

۱۹۷۰ء میں مراکش میں زلزلہ آیا وہاں کی ایک مسجد میں لوگ جمعہ پڑھ رہے تھے پوری مسجد نمازیوں سمیت زمین میں دھنس گئی، اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ مہاراشٹر کے علاقہ لاتور میں زلزلہ آیا کوئی مکان باقی نہ رہا سوائے مسجد کے، اس مسجد کو کسی طرح کا نقصان نہیں ہوا، اللہ چاہتے ہیں تو باقی رکھتے ہیں اور نہیں چاہتے ہیں باقی نہیں رکھتے۔ جاپان میں جوہری ایٹمی پلانٹ دنیا میں سب سے بھاری پلانٹ تھا، کہتے ہیں اس سے زیادہ مضبوط اور بھاری پلانٹ کہیں نہیں، کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی، اگر کوئی اس پر حملہ کرنا چاہے تو تین چار سو کلومیٹر دور سے وہ معلوم کر لیتا ہے کہ کوئی میری طرف آرہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ میری طاقت وقوت کے سامنے تمہاری صلاحیت اور علم وسائنس کی کوئی اہمیت نہیں، بڑی بڑی کشتیاں جو بیک وقت پانچ ہزار ٹن سے لے کر دس ہزار ٹن مال لے کر چلا کرتی ہیں ایسے عظیم الشان جہازوں کو چند لمحات میں اس طرح پلٹ دیا گیا جیسے کہ چھوٹی سی کار پلٹ جائے، کوئی اللہ کی قدرت عظیمہ کو ختم کرنے والا؟ اللہ تعالیٰ غرور اور گھمنڈ کو خاک میں ملا دیتے ہیں، جہاں بھی اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہاں انسان کی کچھ اپنی غلطیاں اور گناہ ضرور ہوا کرتے ہیں لیکن ہمیں ان کے عیوب کو شمار کرنے اور گناہوں کا تذکرہ کرنے کی بجائے اپنی خامیوں اور کوتاہیوں پر نظر رکھنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ آج ان پر حالات پیش آئے کل ہم پر بھی ویسے ہی حالات پیش آسکتے ہیں، اللہ ہم سب کی اس طرح کے حوادثات سے حفاظت فرمائے۔ مجھے اچھی

طرح یاد ہے ۱۹۷۶ء میں ضلع سہارنپور تعلق گنگوہ میں ایک مرتبہ بہت بڑے بڑے اولے پڑے میں اس وقت خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ میں رہتا تھا، وہاں ایک پیک دان (جس میں پان کھا کر تھوکتے ہیں) میں ایک اولہ پڑا تو اس میں سوراخ ہوگیا، ایک صاحب جو دھوبی کا کام کیا کرتے تھے ایک پتھر کا ٹکڑا ان کی چھت پر گرا تو گھر میں سوراخ ہوگیا، اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں اپنی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کراتے رہتے ہیں۔

اللہ کے قانون سے بغاوت کا انجام

اللہ تعالیٰ ہر بندے کے خیر خواہ ہیں، خواہ مسلمان ہو یا عیسائی، مجوسی ہو یا سکھ یا اور کسی مذہب کا پرستار ہو، سب اللہ کی مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ کسی کے بدخواہ نہیں لیکن جب آدمی اپنے حق میں کانٹے بوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی علی الاعلان خلاف ورزی کرتا ہے تو کبھی کبھی اس کا غصہ اور غضب بھی نازل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم پر سب سے پہلے بینڈ لگانے والا جاپان ہی ہے کہ قرآن کریم کی اشاعت نہ کی جائے، مسلمان وہاں مدرسہ قائم نہیں کر سکتے، مسجدیں قائم نہیں کر سکتے، جاپان واحد ملک ہے جو اسلام سے اتنا زیادہ بغض وعناد رکھتا ہے اور سب سے پہلے حجاب پر پابندی لگانے والا یہی ملک جاپان ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ جس ملک میں ہمارا قرآن نہ پڑھا جائے گا، عورتوں کی عفت وعصمت محفوظ نہ رکھ سکیں اس کو ہم باقی نہیں رکھ سکتے، تو یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔

ان واقعات سے عبرت حاصل کرو

دوستو! ہمیں کسی کی بربادی پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے اور اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے، کل جو ساری دنیا کو پیسے سپلائی کر رہا تھا

آج اس کے بینکوں سے چھ سو ہزار ارب ڈالر نکال لئے گئے، لوگوں نے جو بڑی بڑی کمپنیاں لگا رکھی تھیں سب چھوڑ کر چلے گئے، پچیس ہزار ہندوستانی وہاں پر تھے ہندوستان نے کہا کہ ہمارے لوگ واپس کردو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ وہیں مرجائیں جتنے دوست تھے سب ایک ایک کر کے الگ ہو رہے ہیں، وہاں پینے کے لئے پانی نہیں جبکہ جاپان کا یہ دعویٰ تھا کہ ہمارے یہاں سو فیصد لوگوں کو پینے کا پانی دیا جاتا ہے جبکہ ہندوستان میں تیس فیصد لوگوں کو پینے کے لئے صحیح پانی میسر نہیں، اللہ نے بتلا دیا کہ تمہاری تدبیر سے کچھ نہیں بلکہ ہم نے سب کچھ کیا ہے، آج وہاں پانی میں زہر آگیا کوئی پی نہیں سکتا، ایک طرف ایٹمی پلانٹ پھٹا اور تقریباً کینسر اور سرطان کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے چیک اپ کیا جارہا ہے، پتہ چلا کہ کینسر ہے، لوگ رو رہے ہیں کہ کل تک تندرست تھے آج کینسر میں مبتلا ہو گئے، آدمی اس کو اپنی حفاظت کے لئے بتاتا تھا اللہ نے اسی کے خلاف اس کو لگا دیا، اس ایٹمی پلانٹ کو بیماریوں کا سبب بنا دیا، پانی میں زہر گھل گیا، ترکاریوں میں زہر گھل گیا، چاول گیہوں اور کھانے کی اشیاء میں زہر پیدا ہو گیا، فضا میں زہر آگیا، ہوائی جہاز جو فضا میں گھوم رہے تھے اس پر تہہ جم گئی فوراً اتار لیا گیا کہ اڑنے کے قابل نہیں، یہ اللہ کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے اور جاپان کی جو صورت حال ہے اور وہاں کی جس پریشانی سے لوگ دوچار ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے اور ان لوگوں کو راحت وآرام عطا فرمائے۔ آیئے ہم لوگ عہد کریں کہ اللہ کے احکام کے خلاف زندگی نہیں گذاریں گے، گناہوں سے باز رہیں گے اور دوسروں کو بھی اس سے باز رکھیں گے۔ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

قیامتِ صغریٰ کا منظر

جاپان کی تباہی کی شکل میں

مجلس نمبر (۳۷)

مجلس مبارک ۱۹/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، مطابق ۲۵/مارچ ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ

بحمداللہ تعالیٰ! آج کی مبارک مجلس میں بھی کثیر تعداد میں مریدین ومتوسلین اور اساتذہ دارالعلوم محمدیہ حاضر تھے۔ جاپان کی تباہی کے متعلق بطور عبرت ونصیحت حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ. یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَاھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ. وَقَالَ تَعَالٰی ھُوَالَّذِیْ

یُرِیۡکُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّیُنۡشِیءُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَیُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ وَیُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیۡبُ بِھَا مَنۡ یَّشَآءُ وَھُمۡ یُجَادِلُوۡنَ فِی اللّٰہِ وَھُوَ شَدِیۡدُ الۡمِحَالِ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ.

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام اور عزیز طلباء! دنیا کے اندر جتنی بھی چیزیں ہیں سب مخلوق ہیں، خالق و مالک صرف اللہ کی ذات ہے اور مخلوق کو فنا ہونا ہے چاہے کتنی ہی لمبی عمر کیوں نہ پا جائے، ہمیشہ رہنے والی ذات صرف اللہ ہی کی ہے، زمین وآسمان، چاند سورج، عرش و کرسی سب مخلوق ہیں، کائنات کا ذرہ ذرہ مخلوق ہے، یہ اتنا بڑا سورج جو پوری دنیا کو روشن کر رہا ہے جس کے لئے ایک لمحہ بھی سکون و قرار نہیں زمین سے پانچ کروڑ میل دور ہونے کے باوجود اپنی گرمی اور تپش سے بے چین کر دیتا ہے اور زمین سے کئی گنا بڑا ہے، اس کے لئے بھی فنائیت لازم ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ امام زماں تھے، قطب عالم تھے، شیخ طریقت اور طبیب حاذق تھے، اپنے وقت کے امام اور فقیہ النفس تھے، اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لیا بہت سے گم گشتہ راہ بندگانِ خدا کی اصلاح فرمائی، بڑے بڑے محدث اور مفسر پیدا کئے اور وقت پڑا تو ملک و وطن کی خاطر انگریزوں سے شاملی کے میدان میں اور دیگر مقامات پر اپنے ہونہار شاگردوں کے ساتھ لڑائیاں بھی کیں، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ علماء کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی فرمایا کہ مجھے کشف ہوا ہے کہ سورج میں دراڑ پیدا ہو گیا ہے۔

چنانچہ ۱۹۵۰ء میں سائنس دانوں نے یہ تصدیق کی کہ سورج میں دراڑ پیدا ہو گیا ہے جو کسی وقت ٹوٹ سکتا ہے۔ الغرض اس کے لئے فنائیت لازم ہے، یہی حال چاند کا بھی ہے جو ہماری اس زمین سے ڈھائی لاکھ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اس کو بھی ایک روز فنا ہونا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت میں چاند اٹھالیا

جائے گا۔ یہ بڑے بڑے پہاڑ یہ بغیر ستون کے ہزاروں سال سے قائم رہنے والا نیلگوں آسمان سب کے سب فنا ہو جائیں گے یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کے مانند ہو جائیں گے اور دوسرے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ وَاِذَا الۡکَوَاکِبُ انۡتَثَرَتۡ اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے ٹوٹ پھوٹ کر جھڑنے لگیں گے۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ دنیا کی کسی چیز کے لئے بقا نہیں ہے کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ سوائے اللہ کی ذات کے ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے۔

قدرت کی نشانی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کی نشانیوں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ بَیۡنَھُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ اللہ تعالیٰ نے دو سمندروں کو چلا دیا جو ایک ساتھ مل کر چلتے ہیں لیکن ان کے درمیان ایک آڑ ہے جو ایک دوسرے پر تجاوز نہیں کر سکتے۔ یعنی ایک کا پانی دوسرے میں نہیں مل سکتا ہے، لوگوں نے اس کی تحقیق اور جستجو کرنی شروع کی کہ آخر کہاں ایسے دو سمندر ہیں کہ ایک ساتھ تو چلتے ہیں مگر ایک کا پانی دوسرے میں نہیں ملتا تو ساؤتھ افریقہ کا کنارہ جس کو کیپ ٹاؤن کہتے ہیں وہاں یہ سمندر ہے ایک کا پانی کالا اور ایک کا پانی سفید اور دونوں ایک ساتھ بہتے ہیں مگر کالا پانی سفید پانی میں اور سفید پانی کالے پانی میں نہیں ملتا، کیا ہے کوئی طاقت و قوت اور علم و سائنس جو اللہ رب العزت کی اس قدرت کاملہ کو چیلنج کر سکے اور ان سمندروں کے پانی کو ملا سکے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ بے شک اللہ ہی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ اور بھی سمندر ایسے ہیں جو ایک ساتھ چلتے ہیں مگر ان کا پانی ایک ساتھ نہیں ملتا، بیان القرآن میں حکیم الامت حضرت مولانا

اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو بنگالی علماء کے حوالہ سے ایسے دریاؤں کی نشاندہی کی ہے جو ایک ساتھ بہتے ہیں مگر ان کا پانی آپس میں نہیں ملتا۔

دریائے نیل

دریائے نیل کا واقعہ مشہور ومعروف ہے کہ وہاں ہر سال ایک حسین وجمیل دوشیزہ کو بناؤ سنگھار کرکے ایک دولہن کی شکل میں دریائے نیل کے حوالہ کرتے، جب صحابہ کرام نے مصر کو فتح کیا تو فاتح مصر عمرو بن العاص رحمۃ اللہ علیہ نے اس فعل سے منع کیا کہ اسلام میں اس طرح جانوں کا تلف کرنا روا نہیں چنانچہ مصری باز آگئے مگر اس سال دریا میں پانی نہیں آیا جس سے لوگوں کی کاشت صحیح نہ ہوسکی، بڑا نقصان ہوا اور کتنے ہی لوگوں نے ترک وطن کا ارادہ کرلیا تو مصر کے گورنر حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے پوری صورت حال لکھ کر امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو روانہ کی، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک خط دریائے نیل کے نام لکھا کہ یہ خط اللہ کے بندے مسلمانوں کے امیر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو پھر ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں اور اگر اللہ کی مرضی سے چلتا ہے تو بہتا رہ۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہ خط دریائے نیل میں ڈال دیا اس کے بعد سے آج تک دریائے نیل خشک نہیں ہوا۔ ہر چیز اللہ کے دست قدرت میں ہے کوئی پتہ بھی اللہ کی مرضی ومشیت کے بغیر ہل نہیں سکتا۔

جاپان کی تباہی

جاپان کی حکومت دنیا کی مضبوط ترین حکومت ہے وہاں کے لوگ بڑے ہی جفا کش محنت کش علم وسائنس کے بڑے ماہر، نئی نئی اور اہم اہم چیزوں کے موجد لیکن خدا

کو نہیں مانتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہماری طاقت ہی خدا ہے، ان کے یہاں اسّی ہزار خدا ہیں ہر ہر گھر میں ایک ایک خدا ہے، کوئی کسی کو مانتا ہے کوئی کسی کو اور سچ تو یہ ہے کہ کوئی کسی کو نہیں مانتا، دنیا کی اتنی عظیم اور طاقت وقوت والی قوم جس کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم سو فیصد کامیاب ہیں اگر قحط پڑ جائے تو سو سال تک ہمیں کسی سے اناج لینے کی ضرورت نہیں، اس کا یہ غرور اور گھمنڈ اللہ تعالیٰ نے دنوں اور گھنٹوں میں نہیں بلکہ چند لمحات میں ملیا میٹ کردیا۔

سونامی کا جو زلزلہ آیا سمندر سے ایسی لہریں اٹھیں الامان الحفیظ، تباہی کیا قیامت صغریٰ کا ایک خوفناک منظر برپا کردیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کتنوں کو لقمہ اجل بنادیا اور جتنے بھی ان کے سائنس وتجربات اور علم ودانش اور حیران کن ایجادات تھیں دم کے دم میں ہیچ اور دم بخود رہ گئیں، ان کے اجناس کے ذخائر ختم، ترکاریاں مفید کی بجائے مضر ہوگئیں، دودھ میں بیماریاں آگئیں، اعلان کردیا گیا کہ آدمی نہ ترکاری استعمال کرے اور نہ دودھ، کونسا دودھ؟ پیکٹ کا دودھ اس خود کفیل اور مالدار ملک میں کھانے کے لئے اناج اور پینے کے لئے پانی کی قلت، دودھ سامنے رکھا ہوا ہے، سبزیوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے مگر دودھ پی نہیں سکتے، سبزیاں کھا نہیں سکتے، ہوائی جہاز زمین پر ٹھہرے ہوئے ہیں، فضا میں پرواز نہیں کررہے ہیں کیونکہ فضا خراب ہوگئی ہے، اگر جہاز اڑائیں تو اندیشہ ہے کہ زہریلا مادہ انسان کے حلق میں چلا جائے اور وہ مرجائے۔ تو اللہ کی بہت ساری نعمتیں رکھی ہوئی ہیں مگر انسان اس کو استعمال کرنے کی ہمت نہیں کررہا ہے، انسان کی ساری کدوکاوش علم ودانش، سائنس وتجربہ اور طاقت وقوت اللہ کی قدرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔

قرآن قیامت تک کے انسانوں کے لئے چیلنج

مولانا عبدالحلیم شرر نے لکھا ہے کہ دنیا کا بہت بڑا اسکالر، عربیت کا ماہر، انگلش پر مکمل عبور، غرضیکہ دنیا کی مختلف زبانوں کے لکھنے، بولنے اور سمجھنے پر قادر اور کئی ایک کتابوں کا رائٹر، مصنف، متعدد مذاہب وادیان پر گہرا مطالعہ رکھنے والا، برٹش گورنمنٹ نے اس کو قرآن کے خلاف لکھنے کے لئے کہا وہ تیار بھی ہوگیا، حکومت نے اس کے لئے پوری تیاری بھی کرادی، جتنی سہولیات کتابوں اور کام کرنے والے خادموں کی ضرورت تھی سب کچھ مہیا کرادی، جب یہ شخص لکھنے چلا تو سر میں درد ہوا فوراً اس کو ہاسپٹل لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے چیک اپ کیا اور کہا کہ فوراً آپریشن کرنا پڑے گا، دماغ میں ایک نس ہے اس میں فتور آ گیا ہے چنانچہ آپریشن کیا گیا اور کامیاب ہوگیا تو حکومت نے اس سے کہا کہ جو معاہدہ آپ سے ہوا تھا اس کو پورا کیجئے تو اس نے کہا کہ مجھ سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا، آپریشن کے بعد اس کو کچھ بھی معلومات نہیں تھیں ساری چیزیں ختم ہوگئیں حتیٰ کہ اس کو اپنے نام کا بھی پتہ نہیں، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپریشن کرتے وقت کسی ڈاکٹر کا نشتر اس کی کسی رگ میں جو کیسٹ کی حیثیت رکھتی ہے اس میں لگ گیا وہ سارا پڑھا لکھا اور یادداشت ومعلومات سب ضائع ہوگئیں۔ تو اللہ رب العزت جس کو جب چاہیں جاہل ولاعلم بنادیں اور جس کو چاہیں عالم ودانا بنادیں، جب چاہیں امیر بنادیں جب چاہیں فقیر بنادیں قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اے نبی! آپ فرمادیجئے اے اللہ مالکوں کے بادشاہ تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی قبضہ قدرت میں تمام

بھلائیاں ہیں۔ اللہ ہی ہر چیز کے خالق ومالک اور حاکم ہیں اور یہاں دنیا میں کچھ ظاہری طور پر بادشاہ اور حکمراں ہیں مگر قیامت میں صرف اللہ کی حکمرانی رہے گی وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ اور اس دن حکومت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

قیامت کی بھونچال

قرآن کریم کی جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں قیامت کی منظر کشی کی ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کی بھونچال بہت بڑی چیز ہے۔ ساری دنیا کے انسانوں کو ڈرایا گیا، قیامت کا زلزلہ ایسا خطرناک ہوگا انسان جس کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے، جاپان کا زلزلہ ایک معمولی سی چیز ہے لیکن اسی سے سینکڑوں ہزاروں انسانوں کے پرخچے اڑ گئے، اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بھونچال کا ایک نقشہ کھینچا ہے یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَاھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ جس دن تم دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے ہوئے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنے حمل کو ڈال دے گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور آیت کریمہ پڑھ کر سنائی اور ایک حدیث بھی بیان فرمائی کہ دس ہزار میں سے صرف ایک آدمی کامیاب ہوگا اور جنت میں داخل ہوگا باقی نو ہزار نو سو ننانوے (۹۹۹۹) آدمی دوزخ میں جائیں گے، صحابہ کرام چیخیں مار مار کر رونے لگے یا رسول اللہ ہمارا کیا ہوگا؟ ہم کہاں جائیں گے؟ اس وقت نبی اکرم ﷺ پر وحی

نازل ہوئی کہ اے میرے حبیب! اپنے اصحاب سے فرما دیجئے کہ نو ہزار نو سو ننانوے یاجوج ماجوج ہوں گے اور ایک آدمی تم میں سے ہوگا۔

اللہ کی نعمتوں کو کون شمار کرسکتا ہے؟

خدا کی قسم یہ دنیا ایسی نہیں ہے جس پر انسان غرور وتکبر اور گھمنڈ کرے، حدیث شریف میں آتا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ جس نے اللہ کے لئے تواضع کی اللہ اسے بلند کردیں گے اور جس نے تکبر کیا اللہ اس کو نیچے گرادیں گے۔ دنیا بے شک عمل کرنے کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہم استعمال کررہے ہیں ہم اس کو شمار نہیں کرسکتے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اس کو شمار نہیں کرسکتے ہو۔ رات میں کیلا کھا رہا تھا اس میں غور کیا کہ اے اللہ تو نے کیسا عمدہ حلوہ تیار کیا ہے، آدمی کوئی شیرینی تیار کرتا ہے تو اس کے لئے کئی ایک چیز لاتا ہے اس میں ڈالتا ہے تب جاکر شیرینی تیار ہوتی ہے مگر اس قدرتی شیرینی اور حلوہ کے سامنے مصنوعی حلوہ فیل ہے بس لو چھیلو اور کھالو، دنیا کی ساری اور نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے بنائی ہیں لیکن انسان کو اپنے لئے پیدا کیا ہے اِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اس لئے انسان کو ہمیشہ مقصد تخلیق پر نظر رکھنی چاہئے فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ تو اللہ کی طرف دوڑو۔ جب انسان اللہ کی طرف دوڑنے کے بجائے نفس وشیطان اور خواہشات کے پیچھے دوڑتا ہے تو وہی سب کچھ ہوتا ہے جو جاپان میں ہوا۔

بڑی بڑی کمپنیاں ہیں جو مختلف قسم کے مشروبات اور پینے کی چیزیں تیار کرتی ہیں، پیپسی کوکا کولا اور طرح طرح کے ٹھنڈے تیار کررہی ہیں اور جنگل میں چلے جائیے کسانوں نے گنوں کی کھیتیاں کی ہیں آٹھ دس مہینے تک کھیتوں میں کھڑے رہتے ہیں نہ خراب ہوتے ہیں نہ ان کا ذائقہ بے کار ہوتا ہے نہ کسی طرح آئس میں رکھنے کی ضرورت ہے اس کو چھیل کر کھانا شروع کردو گے شاندار قسم کا جوس نکلے گا، اسی سے گڑ تیار ہوگا، شکر تیار ہوگی اور اس سے مختلف قسم کی شیرینی بنتی ہے، تو گنا قدرتی جوس ہے کسی اور مشروب کو ایک گھنٹہ فرج سے باہر رکھ دو تو پینے کے لائق نہ رہے یہ اللہ کی نعمت ہے جو انسان کو عطا فرمارہے ہیں، اللہ کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اور اس طرح کی بہت ساری نعمتیں ہم استعمال کرتے ہیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اگر تم نعمتوں کا شکر ادا کروگے تو مزید تم کو دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہم کو عمدہ عمدہ چیزیں عطا کررہے ہیں یہ محض فضل خداوندی ہے ورنہ ہمارے اعمال ایسے نہیں ہیں کہ ہم کو رزق بھی عطا کیا جائے اگر ہم کو اعمال کے بدلے رزق ملے تو ہم بھوکوں مرجاتے اور ایک دانہ بھی میسر نہ آتا۔

گذری ہوئی نافرمان قوموں سے عبرت ونصیحت حاصل کرو

انسان کو اللہ کی طرف دھیان رکھنا چاہئے اور ایسے حالات میں جب کہ ہر طرف سے اسلام پر یلغار ہو، اور اسلام سے برگشتہ کرنے اور الحاد و بے دینی کی طرف لانے کیلئے دشمنان اسلام لاکھ کوششیں کررہے ہوں ضروری ہے کہ ہم اللہ کے دین پر مضبوطی سے عمل کریں اور رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگیوں میں لائیں اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ انسان کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے، خدا کی ذات پر

کامل ایمان ویقین رکھو اور ہر معاملہ میں اللہ ہی سے رجوع کرو، یہ زلزلے، یہ سیلاب، یہ آندھیاں پہلے بھی آرہی تھیں اور اب بھی آرہی ہیں کتنی قوموں کو ہلاک اور نیست ونابود کردیا گیا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی نافرمان وسرکش قوم کی تباہی اور عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر کیا ہے وہ محض برسبیل تذکرہ نہیں ہے بلکہ وہ عبرت ونصیحت حاصل کرنے کیلئے ہے فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَارِ اے عقل والو! نصیحت حاصل کرو یعنی تم غور وفکر کرو کہ آخر گذشتہ قوموں پر کیوں عذاب آیا تھا آخر وہ بھی تو علم وترقی کے اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے لیکن سب کے سب ہلاک اور ملیا میٹ کردیئے گئے اور آج ان کا نام ونشان نہیں ملتا، قوم لوط پر عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصے کو نیچے کردیا اور نشان لگے ہوئے پتھروں کی بارش کی۔ قوم نوح کو ہلاک کردیا گیا، قوم صالح کو ہلاک کردیا گیا، قوم شعیب کو ہلاک کردیا گیا، قرآن کریم میں اللہ نے ذکر کردیا کہ تم نصیحت حاصل کرو اور ایسے ایسے جرائم کے مرتکب مت بنو جس کی وجہ سے تم پر عذاب آئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عذاب سے بچائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''مجالس حبیب الامت حفظہ اللہ''

جلد دوم مکمل ہوئی!

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

خادم آستانہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ، خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ ۴؍فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیـــــــــــفات

۱	خوابوں کی تعبیر اوران کی حقیقت	جلد اول ودوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں (مزید زیر طبع)
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں

۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر طبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	دو جلدیں
۲۵	امت کے روشن چراغ	تین جلدیں
۲۶	گناہوں کے انبار	دو جلدیں
۲۷	اسلام میں عورت کی عظمت	
۲۸	فضائل اعمال کی فضیلت واہمیت	
۲۹	صحت مند زندگی کے راز	
۳۰	بیاض حبان	(طبی کتاب)
۳۱	عملی زندگی	
۳۲	تصوف اور سلوک کی حقیقت	
۳۳	صحت مند زندگی کے راز	(طبی کتاب)
۳۴	اہل معرفت کی راہیں	
۳۵	افاداتِ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۳۶	کلید شفاء	(طبی کتاب)

☆☆☆

ملنے کا پتہ

رحیمی کتب خانہ

RAHEEMI KUTUB KHANA

2nd Cross, Gangondanahalli

Near Chandra Layout Bangalore-39

Ph: 080-23180000 / 23397836

خطباتِ رحیمی

دو ہزار صفحات پر مشتمل مکمل دس جلدیں

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز پیر کامل الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ (نبیرہ حضرت گنگوہیؒ) وخلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ) کے ان اصلاحی وتبلیغی تقاریر کا مجموعہ ہے جو 1989ء میں دارالعلوم محمدیہ کی مرکزی جامع مسجد گنگونڈہلی کے سنگ بنیاد کے بعد نمازِ جمعہ سے قبل کی گئیں ہیں، عوام وخواص میں آپ کے ان خطبات کی مقبولیت کی بنا پر جنہیں ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی نے یکجا کر کے ائمہ مساجد خطباء حضرات کے لئے ایک ایسا مجموعہ ترتیب دیا ہے جو اختلافات سے بالاتر مختلف موضوعات پر مشتمل جہاں عالمانہ، ناصحانہ دلائل ومسائل سے مستنبط واثر آفرینی سے بھی لبریز ہے وہیں عام فہم اور آسان زبان کا استعمال کیا گیا ہے، جگہ جگہ دلچسپ واقعات شامل کئے گئے ہیں تاکہ عوام وخواص یکساں مستفید ہوسکیں۔

''خطباتِ رحیمی'' میں ہر تقریر کی ابتداء میں موضوع کے لحاظ سے ایک شعر، عربی عبارات پر اعراب اور ہر ہر صفحہ پر ذیلی سرخیاں لگائی گئی ہیں تاکہ موضوع کے انتخاب میں آسانی اور مطالعہ میں نشاط برقرار رہے۔ خطباء ومقررین، مدرسین وطالبین کے لئے دس جلدوں میں دو ہزار صفحات پر مشتمل یہ خطبات ایک ایسا مجموعہ ہیں جس میں وہ اپنی تمام تر تشنگی بجھا سکتے ہیں۔

قیمت:........................

تفسیری خطباتِ حبان

''تفسیری خطباتِ حبان'' قرآنِ مجید کی منتخب آیات کا ترجمہ اور قصائصِ قرآن وخلاصۂ تفسیر کا عام فہم مجموعہ ہے، جس میں عربی خطبہ کے بعد حضرت سیماب اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم ترجمۂ قرآن سے آیات کے اردو اشعار بھی لگائے گئے ہیں، اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب اشعار اور چند قرآنی قصائص بھی جابجا لائے گئے ہیں۔ تاکہ سامع کے لئے نشاۃ اور دلچسپی کا باعث ہو۔

592 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ائمہ، واعظین، خطباء، مبلغین اور تازہ واردان بساطِ تفسیر کے لئے مختصر وقت میں منزلِ مطلوب تک پہونچ جانے کے لئے بیش قیمت زادِ راہ ہے۔

قیمت:........................

فیضانِ گنگوہیؒ

''فیضانِ گنگوہیؒ'' امام ربانی قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور آپ کے سجادہ نشین حضرت الحاج عارف باللہ قلندرِ زماں مولانا الحاج محمد مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ومجاز شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر مشتمل شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی (خلیفہ ومجاز اول پیر کامل الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ وخلیفہ ومجاز دوم حضرت حاذق الامت حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ) کا مرتب کردہ ایسا مجموعہ ہے جس میں قلندرِ زماں کے حالات وواقعات، اقوال واذکار، مجالس مبارکہ اور آپ کے اصلاحی، تبلیغی، سیاسی اور علمی وعملی پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے جس سے عوام وخواص اب تک ناواقف تھے۔ قارئین کے لئے یہ سوانح ایک ایسا دستاویز ہے جس میں عارف باللہ حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ اپنے دادا امام ربانی قطب ارشاد حضرت گنگوہیؒ کا پورا پورا عکس نظر آتے ہیں، اور آپؒ نے حضرت گنگوہی کی زندگی کو عملاً دہرا کر بتایا ہے کہ زندگی سے رموز واسرار اور گوہر نایاب کیسے چنے جاتے ہیں۔

قیمت:........................